

ب
بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض حال

اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ہی کہ مجھے دادا حضرت قدس سرہ (حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ) و دادا حضرت قبلہ (حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی قدس سرہ) کے حالات زندگی لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس تعلق سے میں مشکور ہوں میرے پھوپھا حضرت سید ذریش محی الدین قادری صاحب اور آپ کے فرزند برادر محترم سید محمد مرتضیٰ قادری صاحب کا کہ ان حضرات کی تالیف ”افضل الکرامات معہ کرامات سروری“ کی روشنی میں ”فیضانِ افضل“ لکھا ہوں۔

”فیضانِ افضل“ میں ہمارے سلسلہ کے سولہ (۱۶) بزرگانِ دین کے حالات تحریر کرنے کا شرف حاصل ہوا میں نے ان بزرگوں کی زندگی کے ہر پہلو پر گہرائی سے مطالعہ کرتے ہوئے ان بزرگانِ دین کی عبادت، ریاضت انکساری، غریب پروری، مہمان نوازی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں رونا اور سب سے اہم بات جو مجھے متاثر کی ہے ان بزرگوں کی صحراؤں اور پہاڑوں میں عبادت اور ریاضت شاقہ کی ہے۔

آخر میں سید خواجہ محبوب حسین عرف محبوب پیا موظف لکچر رار دو کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی تالیف میں تقریباً دو سال سے بزرگانِ دین کے حالات زندگی کے مطالعہ اور ترتیب میں روز آہ تقریباً (۱۰) گھنٹے صرف کرتے ہوئے میرا تعاون کیا۔ میں جناب سید شجاعت اللہ حسینی موظف پرنسپل کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے بھی ”فیضانِ افضل“ کی تالیف میں میرا تعاون کیا ہے۔

خاکسار

سید شاہ غلام سرور بیابانی

۲۶ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ / ۵ مارچ ۲۰۰۸ء بروز چہار شنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

حرف تہنیت

ڈاکٹر سید محمد حمید الدین شرفی صاحب

خالق کائنات رب العلمین معبود حقیقی اللہ تعالیٰ سے عشق حقیقی کی تجلیوں، محبوب کردگار وجہ تخلیق کائنات، خاتم الانبیاء، رحمۃ للعالمین حضور انور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اطہر و اقدس سے سچی محبت و وارفتگی کے انوار، آل و اصحاب رسول پاک ﷺ سے ربط و وابستگی کے اجالوں و نیز اطاعت حق تعالیٰ، اتباع رسالت کی روشنیوں، اولیاء اللہ و صالحین، صوفیاء و عارفین، بزرگان دین و سالکین راہ مولیٰ، علماء و کالمین کی مثالی زندگیوں کی تابناک جھلکیوں اور انھیں خاصان خدا و عاشقان حبیب کبریا ﷺ کے فرمودات، ملفوظات، ارشادات اور اقوال کے مہکتے پھولوں، پیران گرامی و مرشدان طریقت کے لائق احترام نمونہ ہائے حیات اور ان کے فیوض روحانی و تعلیمات صحیحہ کی برکتوں کی مکمل آئینہ دار یہ تالیف لطیف ”فیضانِ افضل“ بلاشبہ ایک ایسا گرانقدر علمی و فکری تحفہ ہے جو انسانیت اور صوفیانہ پیام کو موثر طور پر نشر کرنے کا باعث اور اہل طریقت کے لئے بالعموم اور وابستگانِ سلسلہ عالیہ قادیہ رفاعیہ بیابانیہ کے لئے بالخصوص ایک روح پرور نعمتِ بے بہا سے کم نہیں ہے اس کا بالاستیعاب مطالعہ، موضوع و مواد، مضمون و پیام پر غور و تدبر اور اس میں موجود منور رہنمایانہ ہدایات اور صوفیانہ تعلیمات پر خلوص دل کے ساتھ عمل پیرائی یقیناً موجب سعادت ہوگی۔

حضرت مولانا المحترم الحاج سید شاہ غلام سرور بیابانی صاحب زاد لطفہ سجادہ نشین درگاہ شریف قاضی بیٹھ۔ اے پی۔ کو اس باوقار عالمانہ و صوفیانہ قلمی کاوش یعنی ”فیضانِ افضل“ کی عرق ریزی سے تالیف اور اب اس کی اشاعت پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں

المرقوم ۱۷ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ ۲۵ فروری ۲۰۰۸ء

ایوان تاج العرفاء حیدرآباد شرفی چمن سبزی منڈی قدیم حیدرآباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
ISLAMIC HISTORY RESEARCH COUNCIL (INDIA)

Regd. No. 2180 / 1991

13-4-233 * Alwan-e-Taj-ul-Urafi Hameedabad * Sharafi Chaman, Hyderabad - 500067. Phone : 65183673

حرف تہنیت

خالق کائنات، رب العالمین، محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ سے عشق حقیقی کی تجلیوں، محبوب کردگار و جہانگیر
 کائنات، خاتم الانبیاء، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ اَوْفَرَ مَحْمُودِہِمْ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات الطہرہ اقدس
 سے سچی محبت و دراز فکری کے انور، اگلی، اصحاب اہول پاکت سے ربط و وابستگی کے احباب و غیر الحاکم
 حق تعالیٰ، اُتقِیْہِمْ اَسَاسُ کِتَابِہِمْ رُشْدِیْہِمْ، اولیاد اللہ و صالحین، صوفیہ و عام فہم، پڑھنا و دین و
 سالکین راہ مولیٰ، علماء و کما علمین کی مثالی زندگیوں کی تابناک جھلکیوں اور انہیں خاصانِ خدا و
 عاشقانِ حبیبِ کبریا کے فرمودات، مکتوبات، ارشادات اور اقوال کے چمکے پھولوں، پیرایوں
 گہرائی و سرشاری طرہیت کے لائق احترام جزوہ ہائے حیات اور ان کے جہیز روحانی و تعلیماتِ جمیعہ
 کی بہتوں کی مکمل آئینہ دار یہ تالیف اللطیف "منیفات افضل" بلاشبہ ایک ایسا گرانقدر علمی
 و نگاری تحفہ ہے جو ان نیت روزِ صومانیہ پیام کو موثر طور پر نشر کرنے کا باعث اور اپنی طرہیت
 کے لئے بالعموم اور وابستگانِ سلسلہ عالیہ قادریہ و شاہدِ بیابانیہ کے لئے بالخصوص ایک روح پرور
 نعمت ہے۔ یہاں سے کم نہیں ہے جس کا بالا سبب مطالعہ، موضوع و مواد، مصنف و پیام پر
 غور و تدبیر اور اس میں موجود منور دنیا باسنہ دیات اور صومانیہ تعلیمات پر غور دل کے ساتھ عمل پیرائی
 یقیناً درجِ سعادت ہوگا۔ حضرت مولانا المرحوم الحاج شفیق عظیم سہروردی بیابانی صاحبِ زاد و لغتِ سجادین
 درگاہ شریفِ قاضی سیح، اسی کی فکر اس بار بار عالمانہ و صومانیہ تعلیمی کاوش یعنی "منیفات افضل" کی
 طرف دینے والے تالیف اور اب اس کا ایشیت پر دل مبارکباد پیش کرتا ہوں



الموقع، ام صوالہ الفکر، ۲۴ اگست ۲۰۰۸ء

"ایران، آج، العراق، حمید آباد" شرفیچین سرائی قادیان، حیدرآباد

فیضانِ افضل جادہ عشق

رائے:- ڈاکٹر عقیل ہاشمی صاحب (سابق صدر شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی)

اسلام حق تعالیٰ سبحانہ کی نعمت عظمیٰ رحمت بے پایاں ہے ”ان الدین عند اللہ الاسلام“ یعنی اللہ کے نزدیک حقیقی دین اسلام ہی ہے اسلام تو حید حق، توثیق نبوت و رسالت حضور ختمی مرتبت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ و نیز عبدیت کی مکمل سپردگی کی متقاضی ہے سرور کائنات رسول مقبول حبیب کبریاء ﷺ نے ساری انسانیت کو رہتی دنیا تک کے لئے قرآن مجید کا پاکیزہ مطہر و منور آئین حیات عطا فرمایا جو بجائے خود آپ ﷺ کے معجزہ عظیم سے جدا نہیں رسول اکرم ﷺ نے اسلام کے احکام ایمان و یقین طاعت و عبادت رحمت و مغفرت کے ہزار ہا پہلو اپنے اُسوۂ حسنہ سے پیش فرمائے اور اقامتِ دین تبلیغِ دین کا عظیم فریضہ انجام دیا بعد ازاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (خلفائے راشدین) رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ علیہم الرحمہ صوفیائے کرام نے اس منصبِ جلیلہ کی ذمہ داری سنبھالی اور نہایت خلوص سے اوامر و نواہی شریعت و طریقت کی تعلیم و تلقین نیز تربیت کا اہتمام کیا دین صحیح کے ان گراں قدر خدمات میں یہ نفوس قدسیہ ہمہ تن مصروف و منہمک ہی نہیں رہے بلکہ ان حضرات کی زندگیاں خود مینارِ نور بن گئی انہی بزرگانِ دین کے بارے میں فرمان الہی ہے ”الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون“ اور احادیث نبویہ ﷺ میں انہی صالحین و اکابر کے اوصاف اور خصائص کی وضاحتیں ملتی ہیں جنہوں نے اسلام ایمان اور احسان کی حقیقتوں کو واضح فرمایا اور اپنی ساری زندگی اسلامی عبادات و معاملات تزکیۂ نفس، تصفۂ قلب، تجلّی روح کے علمی مظاہرہ میں گزار دی۔

زیر نظر کتاب ”فیضانِ افضل“ مولف حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی (سجادہ نشین درگاہ حضرت سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ قاضی پیچھ ضلع ورنگل) سلسلہ بیابانیہ رفاعیہ کے مشہور و معروف صاحب کشف و کرامات بزرگ کے سوانحی حالات عبادات و مجاہدات متعلق ہے دراصل یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۳۱ھ میں حضرت ممدوح سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین صاحبزادے پیر طریقت حضرت سید شاہ سرور بیابانی رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب دی تھی آپ کے وصال کے بعد حضرت کے بعض مریدین معتقدین نے احوال دیدہ و شنیدہ کو یکجا کر کے بعنوان ”افضل الکرامات معہ کرامات سروری“ شائع کیا اس دوران وقفہ وقفہ سے یہ کتاب کوئی تین بار منظر عام پر آئی اور اس عاجز کے ذاتی کتب خانے میں اس تالیف منیف بارسوم کی اشاعت کا نسخہ مطبوعہ ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱ء موجود ہے جسکے مولف سید درویش محی الدین قادریؒ تھے گویا

فیضانِ افضل ” اسی کا عکس تازہ ہے ” فیضانِ افضل “ کی اس عصری اشاعت کی ضرورت کے بارے میں مولف سجادہ نشین صاحب قبلہ فرماتے ہیں

”میرے پاس آنے والے لوگوں میں کالج کے طلباء و طالبات کی کثرت ہوتی ہے ان کا یہ مطالبہ ہے کہ افضل الکرامات میں دادا حضرت قدس سرہ کے حالات کرامات و ہدایات ہیں اس کتاب کو اگر آسان اردو میں لکھا جائے تو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہوگی“ (دیباچہ)

چنانچہ صاحبانِ ربط و نسبت و شائقینِ ذوق و شوق نیز وابستگانِ سلسلہ کی تعلیم و تربیت کے مد نظر حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی صاحب نے اپنے جد بزرگوار کے حالات و مجاہدات و ریاضات و کرامات کے نورانی تفصیلات کو از سر نو ترتیب دیا اور اس بات کا خاص خیال رکھا کہ زبان و بیان میں سادگی سلاست ہو کیونکہ پچھلی اشاعتوں میں جس اعلیٰ علمی اور ادبی مزاج و مرتبہ کو برتا گیا فی زمانہ وہ بھی محتاج تشریح و توضیح ہے ہمارے بزرگ نہ صرف اہل اللہ کے احوال و کلام سے راست استفادہ کرتے بلکہ بجا طور پر اس سے فیضیاب ہوتے تھے، فاضل مولف نے دانستہ اور شعوری طور سے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ ”افضل الکرامات معہ کراماتِ سروری“ کے واقعات کو من و عن رکھتے ہوئے آج کی مروجہ سیدھی سادی زبان اردو میں حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کا مرقع حیات پیش کر دیا اس ضمن میں انہوں نے دو ایک اور اہم کام بھی کئے اول یہ کہ کتاب کی ابتداء میں شجرہ طریقت کے چند اولیائے کبار کے حالات زہد و تقویٰ و فضائل و اختصار و جامعیت سے تحریر کیا حالانکہ ان اولیاء اللہ کے حالات و واقعات تاریخی لحاظ سے متعدد کتابوں میں موجود ہیں جیسے ”مشکوٰۃ النبوت“ تصنیف سید شاہ غلام علی قادری رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید شاہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ مگر یہ کتابیں بڑی گہری اور ضخیم ہیں اور عام آدمی کے لئے سہل بھی نہیں دوسری اہم بات یہ کہ محترم سجادہ نشین صاحب قبلہ نے دیباچہ کے تحت موجودہ زمانے میں پھیلی ہوئی بد عقیدگی، اولیاء اللہ سے گریز بے اعتنائی دوری ان حضرات کی عظمتوں و مراتب سے انکار نیز بزرگانِ دین کی زیارت کے آداب، درگاہوں و مزارات پر حاضری کے قرینوں سے متعلق نہایت موثر طریقہ پر گفتگو کی ہے پھر سلسلہ بیابانیہ کے سبھی بزرگوں کے حیات و ممات ان کے فیضان و تبرکات کو سلسلہ وار یکجا کیا، واضح رہیکہ دکن کے اس برگزیدہ خانوادہ کے اکثر بزرگ صاحب تصنیف و تالیف رہے ہیں ان میں بطور خاص حضرت سید شاہ اشرف بیابانی رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب سلسلہ

بیابانی حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند دلبند اور حضرت سید علی سانگڑے سلطان مشکل آسان رحمۃ اللہ علیہ کے داماد تھے آپ کی شعری تصنیف ”نوسرہار“ دکن کی قدیم قابل قدر مثنوی ہے جو موضوع کے لحاظ سے کربلائی واقعات کی اولین یادگار کتاب ہے، مزید حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے مسائل سے متعلق بلند پایہ کتاب پنج گنج کے مصنف ہیں آپ عہد نظام الملک آصفجاہ میں بحیثیت قاضی ورنگل تشریف لائے اور جس جگہ قیام فرمایا وہ قاضی پیٹھ سے ایسا موسوم ہوا کہ آج اقطاع عالم میں اس نام کی بازگشت سنائی دیتی ہے انہی صاحب علم و فضل صوفی باصفا کے پوتے حامل جلال و کمال بزرگ حضرت سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کی فروعی نے اس قطعہ عرض کو مرجع خلافت بنادیا، فیضان افضل کے ذی علم و مرتبت مولف نے بڑی احتیاط سے معتبر واقعات کا اندراج کیا خلوت و جلوت کا تذکرہ ایمان افروزی کا لمعہ نور ہے عشق الہی عشق رسول ﷺ کی کیفیات کی تفصیل کیمیائے سعادت سے جدا نہیں سلسلہ سجادہ نشین صاحب قبلہ نے حضرت مدوح رحمۃ اللہ علیہ کے بعض فیض یافتہ بزرگوں کے حالات بھی رقم کر دئے جس کے بارے میں مولانا رومی کا یہ شعر کہنا کافی ہے

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

سچ تو یہ ہے کہ حضرت سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی دین صحیح کی اشاعت اور طالبان حق کی تربیت باطنی میں بسر کی شریعت و طریقت کے عملی ابتدائی مدارج سے انتہائے کمال تک نیز احوال و اقوال و رشد و ہدایت سے لاکھوں دلوں کو مائل بہ حق کیا صدق و صفا عبادت و ریاضت کا خوگر بنایا اس ضمن میں آپ کے کرامات اور فیضان باطنی کی تفصیلات کو مولف محترم نے مناسب شرح و بسط سے بیان کیا ہے آخر میں شجرہ نسب اور شجرہ طریقی بھی شامل کتاب کیا ہے

عبارت مختصر فیضان افضل کی اشاعت کا مقصد عامۃ المسلمین میں عموماً اور وابستگان سلسلہ کیلئے خصوصاً والذین جاہدو فینا لنہدینہم سبیلنا (جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی اور مجاہدہ کیا یقیناً ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دیں گے) سے جدا نہیں اس کیلئے رہبر طریقت سے ربط انکی نسبت منظوم کرنے کی ضرورت ہوگی اللہ تعالیٰ کی معرفت کیلئے معرفت نفس از بس لازمی ہے اولیاء اللہ کی ہدایت و تربیت سے نفسانی وسوسوں طبعی

کدورتوں سے نجات حاصل کر کے انسان نورانی صفات سے متصف ہو جاتا ہے اور اس کا بدیہی نتیجہ رسول اکرم ﷺ کی محبت آپ کے ساتھ موافقت اور ہر قدم پر آپ کی متابعت انعام خداوندی کا اہل بنا دیتا ہے چنانچہ فیضانِ افضل میں حضرات سلسلہ بیابانیہ رفاعیہ کا تذکرہ نعمت خداوندی کا ایک روشن تابناک حصہ گنجینہ ہدایت ہے جس میں معرفت کی تجلی تقدیس اور افضلیت، دعوت فکر و عمل پر اکساتی ہے، میں اس کتاب کی اشاعت پر محترم حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ بارگاہِ قاضی بیٹھ سے وابستہ ہزار ہا عقیدتمندوں کے لئے یہ ایک سوغاتِ دین و دنیا ہی تو ہے ،

”فیضانِ انصاف“ کے اس مضمون کی افادت کی ضرورت کے بارے میں مولفہ سہارا نسیم صاحبہ

فرماتے ہیں: "میرے پاس آنے والے لوگوں میں ملائی کے صاحبزادے اہمیت کی گشت ہو چکے ہیں۔"

انکہ یہ خطابہ ہمیکہ افضل الکرامات میں دارا عفت تدریس مسرور کے حالات

کرامت و ہدایت ہے اس کتاب کو اگر آسان اردو میں لکھا جائے تو پڑھنے

دور سجنے میں آسانی ہوگی" (دیکھا ہے)

فہرست مضامین

نشان سلسلہ	عنوان	صفحہ
۱	عرض حال	ب
۲	حرف تہنیت: ڈاکٹر سید محمد حمید الدین شرنی	ج
۳	رائے: ڈاکٹر عقیل ہاشمی صاحب	د
۴	دیباچہ: سید شاہ غلام سرور بیابانی	ا
۵	حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ	۱۰
۶	حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ	۱۸
۷	حضرت خواجہ داؤد طائی قدس سرہ	۲۳
۸	حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ	۲۶
۹	حضرت خواجہ سری سقطی قدس سرہ	۳۱
۱۰	حضرت جنید بغدادی قدس سرہ	۳۶
۱۱	حضرت ابوبکر شبلی قدس سرہ	۴۶
۱۲	سید الاولیاء حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ	۵۳
۱۳	حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی قدس سرہ	۷۱
۱۴	حضرت سید شاہ اشرف بیابانی قدس سرہ	۷۳
۱۵	حضرت سید شاہ امین بیابانی قدس سرہ	۷۶
۱۶	حضرت سید شاہ فاضل بیابانی قدس سرہ	۷۷

نشان سلسلہ	عنوان	صفحہ
۱۷	حضرت سید شاہ غلام حسین بیابانی قدس سرہ	۸۰
۱۸	حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی قدس سرہ	۸۲
۱۹	حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ	۸۳
۲۰	ولادت	۸۳
۲۱	آپ کی تعلیم	۸۳
۲۲	حیدر آباد کا سفر	۸۵
۲۳	اساتذہ کرام	۸۶
۲۴	حلیہ مبارک	۸۷
۲۵	سخاوت	۸۷
۲۶	انکساری	۸۸
۲۷	رہائش گاہ	۸۸
۲۸	تیرنے اور گھوڑے سواری کا ذوق	۹۰
۲۹	دیگر زبانوں کا شوق	۹۰
۳۰	عشق حقیقی	۹۲
۳۱	نماز معکوس	۹۳
۳۲	اتجلی الہی	۹۵

نشان سلسلہ	عنوان	صفحہ
۳۳	فیضانِ پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ	۹۶
۳۴	سماع	۹۸
۳۵	وصال مبارک	۱۰۰
۳۶	فیض یافتہ مریدوں کے حالات	۱۰۱
۳۷	حضرت محمد خان صاحبؒ و حضرت شمس الدین خان صاحبؒ	۱۰۲
۳۸	مرزا زلفن بیگ صاحبؒ	۱۰۴
۳۹	حاجی مولوی محب اللہ خان صاحبؒ	۱۰۶
۴۰	حضرت نامدار خان صاحبؒ	۱۰۸
۴۱	حضرت عبدالنبی شاہ صاحبؒ (مجذوب)	۱۰۸
۴۲	کرامات	۱۰۹
۴۳	ارشادات	۱۲۹
۴۴	فیضانِ سرور کلام حضرتہ اشرف النساء بیگم صاحبہ	۱۳۰
۴۵	کلام حضرت سید شاہ غلام افضل بیابانی قدس سرہ (مالک قبلہ)	۱۳۱
۴۶	حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی قدس سرہ	۱۳۲
۴۷	عبادت و ریاضت اور شب بیداری	۱۳۹
۴۸	امریدین	۱۴۲

نشان سلسلہ	عنوان	صفحہ
۴۹	کرامات	۱۴۴
۵۰	سماع	۱۴۵
۵۱	وصال مبارک	۱۴۶
۵۲	شجرہ نسب	۱۴۸
۵۳	شجرہ طریقی	۱۴۹
۵۴	کلام حضرت سید شاہ غلام افضل بیابانی قدس سرہ (مالک قبلہ)	۱۵۲
۵۵	کلام حضرت سید درویش محی الدین صاحب مولف ”افضل الکرامات“	۱۵۳
۵۶	اذکار	۱۵۳
۵۷	سید الاستغفار	۱۵۴
۵۸	وظائف	۱۵۵
۵۹	نماز تہجد	۱۵۶
۶۰	نمازوں اور روزوں کا کفارہ	۱۵۷
۶۱	نماز ہول	۱۵۷
۶۲	دعائے گنج العرش	۱۵۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على عباد الله
المخلصين من الانبياء والصدّيقين والشهداء والصالحين
خصوصاً على سيد المرسلين محمد وآله الطاهرين والصحابة
الطيبين وازواجه المطهرين وذرياته المقدّسين والتابعين
الصالحين واولياء آلہ اجمعين الى يوم الدين۔

اما بعد۔ میرے پھوپا حضرت سید درویش محی الدین قادری صاحب نے بہتر انداز میں
افضل الکرامات و کرامات سروری پر قلم اٹھایا ہے آپ کے زمانے میں فارسی کا استعمال کثرت سے
ہوتا تھا اس لیے اس کتاب میں زیادہ فارسی استعمال کی گئی ہے۔ جو آج کل کے لوگوں کی سمجھ سے
باہر ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ کے صاحبزادے حضرت سید مرتضیٰ قادری صاحب نے اپنے
والد کی تحریر کردہ کتاب افضل الکرامات میں دوسرے بزرگان دین سے بڑے دلکش انداز میں تقابل
کیا ہے اس طرح اس کتاب کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔

(افضل الکرامات ۱۳۳۱ھ میں شائع ہوئی اس زمانے میں فارسی زبان عوام کی زبان تھی۔ تحریری زبان
بھی فارسی تھی۔ چودھویں صدی کے اوائل میں جب فارسی زبان کا انحطاط شروع ہوا اور اردو عوام کی
زبان قرار پائی۔ اس کے بعد فارسی کتب کے اردو میں تراجم ہونے لگے۔ اس لئے ہم آسان اردو میں یہ
کتاب شائع کر رہے ہیں

میں نے اس کتاب میں حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ جو میرے پردادا ہوتے ہیں احتراماً دادا حضرت قدس سرہ لکھا ہے اور سید شاہ غلام سرور بیابانی جو میرے دادا ہیں آپ کو دادا حضرت قبلہ سے مخاطب کیا ہوں

میرے پاس آنے والے لوگوں میں دادا حضرت قدس سرہ کے معتقدین اور ہمارے سلسلے کے مریدین کی کثرت ہوتی ہے ان کا یہ مطالبہ ہے کہ افضل الکرامات میں دادا حضرت قدس سرہ کے حالات کرامات و ہدایات ہیں۔ اس کتاب کو اگر آسان اردو میں لکھا جائے تو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہوگی اور یہ بہتر ہوتا کہ اس کتاب کا انگریزی و تلگو میں ترجمہ شائع کیا جائے تو اردو سے ناواقف معتقدین کیلئے بہتر ہوگا ۲ آپ کی مریدوں سے محبت اور مریدوں کی آپ سے والہانہ عقیدت اور تمام تفصیل پڑھنے کو مل جائے تو پڑھنے والا راہ راست پر آسکتا ہے اس کتاب میں ہمارے شجرہ طریقت کے چند اولیاء کرام کے حالات زہد و تقویٰ معہ ارشادات و کرامات لکھا ہوں۔

ان اولیاء کرام کے نام گرامی یہ ہیں۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ

حضرت خواجہ داؤد طائی قدس سرہ

حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ

حضرت خواجہ ابوالحسن سری سقطی قدس سرہ

حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ

حضرت خواجہ ابوبکر شبلی صدیقی قدس سرہ
 حضرت سیدنا احمد کبیر رفاعی قدس سرہ
 حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ
 حضرت اشرف بیابانی قدس سرہ
 حضرت سید شاہ امین بیابانی قدس سرہ
 حضرت سید شاہ فاضل بیابانی (مولف پنج گنج) قدس سرہ
 حضرت سید شاہ غلام حسین بیابانی قدس سرہ
 حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی قدس سرہ
 حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ
 حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی قدس سرہ

صوفیانہ طریق و آداب

اکثر بزرگوں کا قول ہے کہ قرآن و حدیث کے بعد کسی کلام کو عظمت و فضیلت حاصل ہے تو وہ اولیاء کرام کا کلام ہے کیونکہ یہ کلام عشق الہی میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے اور اس وجہ سے اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ علم باطنی سے سرفراز فرمایا اور وارث انبیاء بنا دیا اللہ تعالیٰ نے بے شمار افراد کو ولایت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت جنید بغدادی سے پوچھا گیا کہ مریدین کو مرشدین کے ذکر سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے آپ نے فرمایا مردان خدا کا ذکر خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس کے ذریعہ مریدین کے قلوب کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے نبی ہم گزشتہ رسولوں کے واقعات اس لئے آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے قلب کو سکون حاصل ہو اور آپ کا قلب مضبوط ہو جائے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ذکرین کے ذکر کے وقت خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور اولیاء کرام کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔

حضرت امام یوسف ہمدانی سے بھی لوگوں نے پوچھا اگر دنیا میں اولیاء اللہ باقی نہ رہے تو اس وقت ہم کو کیا عمل کرنا چاہئے جس کی وجہ سے مکروہات دنیا سے بچ سکیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ کے تذکروں سے کچھ حصہ پڑھ لیا کرو بزرگوں کا تذکرہ بمنزلہ وظیفہ کے ہے۔

حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ اے قوم تم اولیاء اللہ کے قدم بہ قدم چلو محض کھانا، پینا، پہننا اور دنیا کو جمع کرنا مقصد حیات نہیں بلکہ یاد الہی ضروری ہے۔

فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میری ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ اولیاء کرام کے ذکر کے سوا نہ تو کسی کا ذکر سنوں اور نہ ذکر کروں۔ جیسا کہ حضرت بوعلی سینا رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میری دو تمنائیں ہیں اول یہ کہ نہ میں خدا کے سوا کسی کا ذکر سنوں اور نہ خدا کے دوستوں اولیاء کے سوا کسی سے ملاقات کروں زیارت قبور احکام شرعی کے لحاظ سے سنت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت فرمائی ہے اس کے علاوہ شہدائے احد کے مزارات اور دوسرے قبور کو تشریف لے گئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قبور کی زیارت کرو اس سے موت یاد آتی ہے (مشکوٰۃ شریف)۔

آنحضرت ﷺ کا جنت البقیع تشریف لیجانا اور اہل قبور پر سلام و دعاء و استغفار فرمانا مشکوٰۃ شریف سے ثابت ہے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے جمعہ کے دن اپنے والدین کے قبروں کی زیارت کی تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم کو حکم دیتا ہوں کہ قبور کی زیارت کرو (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

علمائے کرام کا اس حدیث شریف میں اختلاف ہے کہ ممانعت کے بعد اجازت میں آیا عورتیں بھی زیارت کر سکتی ہیں یا نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ زیارت قبور عورت و مرد دونوں کیلئے ثابت ہے درمختار میں بھی عورتوں کی زیارت کو جائز بتلایا گیا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے جسکو حاکم نے نقل کیا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے مکان میں جس میں رسول اللہ ﷺ اور میرے والد ہیں یہ سمجھ کر میں بے حجاب جاتی تھی مگر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں دفن ہوئے تو خدا کی قسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حجاب کرتے ہوئے بغیر سر پاؤں چھپائے اس مکان میں داخل نہیں ہوئی۔ اس سے خواتین کا زیارت قبور کرنا ثابت ہے ۱۔ اس حدیث شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بعد وصال سمع و بصر یعنی دیکھنا اور سننا ثابت ہے اس کی اگر کوئی حقیقت نہ ہوتی تو ام المومنین سے ایسا عمل نہ ہوتا۔ کتاب اشعة اللمعات کے آخری باب میں یہ حدیث شریف ہے کہ بزرگان دین کے ممات کے بعد ان کے آداب و مراتب ان کی زندگی کے مراتب کے موافق ہوں گے۔ ۲

علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ بزرگان دین کی زیارت کے وقت ان حضرات کی عظمت و مراتب زندگی کا خیال رکھیں ان کی تعظیم و ادب کا وہ طریقہ عمل اختیار کریں جو ان کے شایان شان ہو کیونکہ زائرین جس قدر ان کی عزت و ادب کریں گے اسی قدر ان اولیاء اللہ سے زائرین کو اتنا ہی زیادہ فیض حاصل ہوگا (فی تذکرۃ الآخرہ برہان الدین) بعض اولیاء کرام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ زیارت کے وقت حمد و ثناء و دعا سے فارغ ہو کر تجدید توبہ کریں۔ ۳

۱۔ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی اور حضور ﷺ کے مزار مبارک کی زیارت کی استدعا کی حضرت عائشہ صدیقہ نے اسے اجازت عطا فرمائی تو وہ عورت مزار مبارک کو دیکھ کر اتنا روئی کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔)

۲۔ (ملفوظات حضرت خواجہ گیسو دراز کے صفحہ ۸۸ پر لکھا ہے کہ مولانا شہاب الدین اور امام شیخ نظام الدین کے زبانی میں نے سنا ہے کہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے زیارت کے لئے گئے اور شیخ کے مزار اقدس کے پاس بیٹھ گئے قبر سے آواز آئی ”اے سید مجھ کو تم مردہ سمجھ رہے ہو اگر میں زندہ ہوتا تو کیا تم اس طرح بیٹھ سکتے تھے“ وہ فوراً قبر سے ہٹ کر بیٹھ گئے اور دل میں بہت متاثر ہوئے) ۳۔ (حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ عبادت سوائے توبہ کے درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ

نے توبہ کو عبادت پر مقدم فرمایا ہے)

اور بہت خشوع و خضوع کے ساتھ مزار کی طرف رخ کر کے قبلہ کو پشت کئے ہوئے اس طرح کھڑے رہیں جس طرح نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اور دل کو وسوسوں سے پاک و صاف کرتے ہوئے اپنے اعضاء کو جنبش دئے بغیر خاموش آنکھ بند کر کے ٹہر جائیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ صاحب مزار کو اس طرح تصور کریں کہ آپ خواب گاہ میں آرام فرما ہیں اور زائر کو جانتے ہیں اور اس کا کلام سنتے ہیں (شرح مختار)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جواب نعیم الدین مطبوعہ ۱۲۳۷ھ میں فرمایا ہے کہ بعد نماز عشاء مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر چہرہ مبارک آنحضرت ﷺ کا تصور کرتے ہوئے کسی ایک قسم کا درود شریف پڑھیں بزرگان دین کی زیارت کس طرح کرنی چاہئے اس تعلق سے علمائے دین نے فرمایا کہ جب کوئی صاحب بغرض زیارت بزرگان دین کے دربار میں حاضر ہونا چاہتے ہوں تو پہلے خشوع و خضوع کے ساتھ دہلیز مبارک کو بوسہ دیں اور مزار مبارک کے پائیں کی جانب بوسہ دیں اس کے بعد مزار مبارک کی داہنی بازو قبلہ کی جانب اپنی پشت کئے ہوئے کھڑے رہ کر مزار مبارک پر پھول یا چادر چڑھائیں۔ ۱

اس کے بعد بزرگان کرام کے سینے مبارک کے مقابل با ادب مثل بہ حالت قیام نماز کھڑے ہو کر خشوع و خضوع کے ساتھ آنکھ بند کئے ہوئے اس تصور کے ساتھ کہ حضرت اپنی خواب گاہ میں لیٹے ہوئے ہیں اور ہم کو ملا حظہ فرما رہے ہیں۔ اور پھر اپنی ضرورت بیان کریں پھر فاتحہ دینے کے بعد واپس ہوتے ہوئے مزار مبارک کے پائیں کی جانب قدم بوسی کر کے مزار مبارک کو پیٹھ کئے بغیر الٹے پیر درگاہ شریف سے باہر ہو جائیں۔

۱ (حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ارواح میں سونگھنے کا احساس باقی رہتا ہے قبر پر پھول رکھنے لو بان اور عود جلانے سے ارواح خوش ہوتی ہیں اور خوشبو کو پسند کرتی ہیں اس تعلق سے حدیث شریف میں آیا ہے کہ روحیں خوشبو کو پسند کرتی ہیں جیسے گھوڑی اپنے بچے کو سونگھ کر پہچان لیتی ہے۔)

حدیث شریف میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں اپنے جسم کے ساتھ زندہ ہیں اور ذکر میں مشغول ہیں ان کے جسم مبارک کو مٹی نہیں کھاتی جمعہ کے روز اپنے والدین کی اور اساتذہ، مرشدین کرام اور اولیاء کرام، و انبیاء کرام کی زیارت کرنے میں زیادہ اجر و ثواب ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہے حدیث طبرانی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے اولیاء کرام سے اپنی حاجتیں طلب کریں۔ ان کے وسیلہ سے رزق دیا جائیگا اور نجات پاؤ گے

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی بزرگ سے ان کی حیات میں مدد چاہی ہو ان کے وفات کے بعد بھی مدد چاہی جاسکتی ہے رسالہ برہان الدین میں لکھا ہے کہ بشرحانی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام جوزی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی مزار اقدس پر حاضر ہو کر اگر دعا کریں تو اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی مزار اقدس کے پاس جو دعا کی جاتی ہے وہ مقبول ہو جاتی ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں ان کی مزار پر ہر روز زیارت کے لئے جاتا ہوں۔ جب ضرورت پڑتی ہے تو میں دو رکعت نماز ادا کر کے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قبر شریف کے پاس اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرتا ہوں تو بہت جلد میرا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ناواقفیت کی وجہ سے درگاہوں و مزاروں کے پائین میں قرآن شریف کی تلاوت یا درود شریف یا ذکر و فاتحہ پڑھی جاتی ہے جس کی ممانعت ہے اس لئے کہ قرآن پاک کی تلاوت کسی صاحب مزار کے پائین میں کرنا ادب کے خلاف ہے۔ زائرین کو زیارت کے وقت یہ خیال پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جن حضرات کی زیارت کر رہے ہیں ان کے عالم حیات میں ان کی تعظیم و ادب اور قدم بوسی حاصل کرتے اور

عرض کرتے ہیں اسی طرح ان کے مزاروں کے ساتھ بھی ادب سے پیش آنا چاہئے عورتوں کو بوقت زیارت گوشہ پردہ کا خیال رکھنا چاہئے جب درگاہوں میں مرد موجود ہوں تو کوئی خاتون قطعی اندر داخل نہ ہو کیونکہ یہ عمل خلاف شرع ہے۔ درگاہوں کے سجادہ گان کو چاہئے کہ عورتوں کو رات میں زیارت کے لئے کوئی وقت مقرر کریں اور اس بات کی پابندی کی جائے کہ ایسے وقت کوئی مرد درگاہ شریف میں نہ رہے۔ عورتیں زیارت کے وقت مزار مبارک سے کچھ فاصلے پر کھڑی رہ کر ہی عرض و معروضہ کریں۔ اور جلد واپس ہو جائے بعض عورتیں صاحب مزار کا غلاف شریف کو اٹھا کر اس پر سے صندل نکال کر تبرک استعمال کرتی ہیں۔ یہ عمل خلاف ادب ہے اور سخت بے ادبی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو کوئی قبرستان میں داخل ہو وہ سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص اور سورہ الہکم التکاثر پڑھ کر یہ کہے کہ اے میرے مالک میں نے تیرا کلام جو کچھ پڑھا ہے اس کا ثواب اہل قبور کو بخشا ہوں تو اہل قبور اللہ تعالیٰ کے پاس فاتحہ پڑھنے والے کی شفاعت فرمائیں گے۔

خاکسار

سید شاہ غلام سرور بیابانی عفی عنہ

سجادہ نشین درگاہ شریف قاضی پیٹھ۔ و۔ قاضی سرکار ورنگل

☆☆☆

احوال صلحاء
سلسلہ عالیہ بیابانیہ

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسم گرامی: آپ کا نام نامی علی بن حسن بصری تھا

ولادت: آپ ۵/۷ رجب المرجب بروز جمعہ ۲۱ھ کو تولد ہوئے آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چوتھے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد محترم ۱۲ویں ہجری میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کئے۔ جب خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے آپ کو لایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کا نام حسن رکھو کیونکہ آپ خوب رو تھے۔

آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کنیز تھیں ایک دن آپ کی والدہ کام میں بہت مصروف تھیں اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ دودھ کے لئے رونے لگے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے گود میں لے کر اپنے سینے سے لگالیا اور تھوڑا سا دودھ آپ نے پیا۔ ہزاروں برکات و کرامات جو اللہ تعالیٰ نے آپ میں پیدا فرمایا وہ اسی دودھ کا کرشمہ ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی تربیت فرمائی اور ہمیشہ یہ دعا کرتی تھیں کہ اے خدا حسن کو مخلوق کا رہنما بنا دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے ۱۳۰ صحابہ کو پایا اور ان کی صحبت میں رہے جن میں ۷۰ شرکاء جنگ بدر بھی شامل تھے (مشکوٰۃ النبوة)

آپ ہفتہ میں ایک بار وعظ فرماتے تھے۔ مگر جب تک حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا شریک نہ ہوتیں تو وعظ نہیں فرماتے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے وعظ میں بڑے بڑے بزرگ حاضر ہوتے ہیں۔ آپ ایک بوڑھی عورت کے نہ ہونے سے وعظ کیوں ترک کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو لقمہ ہاتھی کے لئے بنایا گیا ہو وہ چیونٹیوں کے حلق میں ڈالا نہیں جاسکتا جب آپ کے وعظ کے دوران مجلس وعظ گرم ہو جاتی۔ دلوں میں آگ پیدا ہوتی اور آنکھوں سے پانی بہنے لگتا تو رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کی طرف منہ کر کے فرماتے یہ تمام گرمی تمہاری ایک آہ جگر سوز کی وجہ سے ہے تذکرہ اولیاء میں لکھا ہے کہ

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے تو تمام واعظوں کو منع کر دیا اور حکم دیا کہ تمام منبروں کو توڑ دیا جائے اور مجلس خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ میں بھیس بدل کر تشریف لے گئے اور سوال کیا آپ عالم ہیں یا طالب علم ہیں۔ حضرت نے عرض کیا میں کچھ بھی نہیں ہوں جو کچھ حضور اکرم ﷺ سے پہنچا میں اُسکو لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں یہ سن کر آپ کو وعظ کی اجازت دیدی گئی۔

جب حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ مسلمان کیا ہے اور مسلمان کون ہیں فرمایا مسلمان کتابوں میں ہے اور مسلمان قبر میں ہیں۔ کسی نے پوچھا ہمارے دل سو رہے ہیں اسلئے آپ کی نصیحت ہمارے دلوں پر اثر نہیں کر رہی ہے۔ جواب میں حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سوئے ہوئے دلوں کو جگایا جاسکتا ہے البتہ مردہ دلوں کی بیداری ممکن نہیں لوگوں نے عرض کیا آپ کا وعظ صرف اسلئے یاد کرتے ہیں کہ نکتہ چینی کر سکیں۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں صرف قربت الہی اور جنت کا متمنی رہتا ہوں کیونکہ نکتہ چینیوں نے اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں چھوڑا اسلئے میں لوگوں سے ہرگز توقع نہیں رکھتا کہ وہ مجھے بُرا بھلا نہ کہیں۔

آپ کے ایک معتقد آیت قرآن سن کر بیہوش ہو جاتے تھے۔ آپ نے فرمایا اپنے فعل میں اس بات کا خیال رکھا کرو کہ آواز نکلنے نہ پائے، آواز نکلنے سے ریاکاری محسوس ہوتی ہے جو انسان کیلئے باعث ہلاکت ہے اگر کسی پر حال طاری نہ ہو بلکہ قصد طاری کر لے تو وہ گنہگار ہے۔ جو قصد اُرتا ہے اس کا رونا شیطان کا رونا ہے شمعون نامی ایک آتش پرست آپ کا پڑوسی تھا جب اس کا آخری وقت آیا تو آپ اس کے گھر گئے اور دیکھا کہ اس کا جسم آگ کے دھوئیں سے سیاہ پڑ گیا ہے۔ آپ نے ہدایت فرمائی کہ آتش پرستی ترک کر کے اسلام قبول کر لے اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرما کر تیری مغفرت فرمائے گا۔ شمعون نے عرض کیا میں تین چیزوں کی وجہ سے اسلام کو پسند نہیں کرتا اول یہ کہ تم لوگوں کے عقائد

میں حُب دنیا بُری شئی ہے پھر تم اس کی جستجو کیوں کرتے ہو۔ دوم یہ کہ موت کو یقینی تصور کرتے ہو پھر اس کا سامان کیوں نہیں کرتے۔ سوم یہ کہ جب تم اپنے قول کے مطابق جلوۂ خداوندی کے دیدار کو بہت عمدہ تصور کرتے ہو تو پھر دنیا میں رضائے الہی کے خلاف کام کیوں کرتے ہو آپ نے فرمایا یہ مسلمانوں کے فعل و کردار ہیں۔ لیکن تم کو آتش پرستی میں وقت برباد کر کے کیا حاصل ہوا مومن خواہ کچھ بھی ہو وحدانیت کو تو تسلیم کرتا ہے مگر تم نے (۷۰) سال آگ کی پوجا کی ہے اگر ہم دونوں آگ میں گر پڑیں تو آگ ہم دونوں کو برابر جلائے گی یا تم آتش پرستی کی وجہ سے محفوظ رہو گے۔

لیکن میرے مولا میں یہ طاقت ہے کہ اگر وہ چاہے تو آگ مجھ کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہونچا سکتی یہ فرما کر آپ ہاتھ میں آگ اٹھائے آپ کے دست مبارک پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ بہت متاثر ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ میں (۷۰) سال سے آتش پرستی میں مبتلا ہوں آخری وقت میں کیا مسلمان ہوں گا لیکن جب آپ نے اصرار فرمایا تو اُس نے عرض کیا میں اس شرط پر ایمان لانے تیار ہوں کہ آپ مجھے ایک عہد نامہ تحریر کر دیں کہ میرے مسلمان ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما دے گا۔ چنانچہ آپ نے اسی مضمون کا ایک عہد نامہ تحریر فرمادیا۔ لیکن اس نے کہا اس پر بصرہ کے معتبر لوگوں کے دستخطیں کرواد دیجئے۔ آپ نے دستخطیں بھی کروادیں اس کے بعد شمعون مسلمان ہو گیا اور آپ سے استدعا کی کہ میرے مرنے کے بعد آپ اپنے ہاتھوں سے مجھے غسل دیں اور قبر میں اتاریں۔ اور یہ عہد نامہ میرے ہاتھ میں رکھ دیں تاکہ روز محشر میرے مومن ہونے کا ثبوت میرے ہاتھ میں رہے یہ وصیت کر کے کلمہ شہادت پڑھتا ہوا انتقال کر گیا۔ آپ نے اس کی پوری وصیت پر عمل کیا اور اسی شب خواب میں اس کو دیکھا کہ شمعون بہت قیمتی لباس اور زرین تاج پہنے ہوئے جنت کی سیر میں مصروف ہے۔ جب آپ نے پوچھا کہ کیسی گزری اس نے عرض کیا کہ خداوند نے اپنے فضل و کرم سے

میری مغفرت فرمادی اور جو انعامات دئے وہ ناقابل بیان ہیں۔ آپ اپنا عہد نامہ واپس لے لیں کیوں کہ اب مجھے اسکی حاجت نہیں اور جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو وہ عہد نامہ آپ کے دست مبارک میں تھا۔

انکساری:۔ آپ کے مزاج میں انکساری بے حد زیادہ تھی ہر فرد کو اپنے سے بہتر تصور کرتے ایک روز دریائے دجلہ کے کنارے پر آپ نے ایک حبشی کو ایک عورت کے ساتھ اس طرح دیکھا کہ شراب کی بوتل اسکے سامنے تھی۔ اس وقت آپ نے خیال کیا کہ کیا یہ بھی مجھ سے بہتر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تو شرابی ہے اسی دوران سامنے سے ایک کشتی آئی جس میں سات لوگ موجود تھے اور وہ کشتی دریا میں غرق ہو گئی یہ دیکھ کر حبشی پانی میں کود گیا اور چھ افراد کو ایک ایک کر کے باہر نکالا پھر آپ سے عرض کیا کہ آپ تو صرف ایک جان بچائے ہیں اور میں چھ کی میں تو یہ امتحان لے رہا تھا آپ کی چشم باطنی کھلی ہوئی ہے یا نہیں یہ عورت جو میرے ساتھ کشتی میں ہے۔ وہ میری والدہ ہیں اور اس بوتل میں سادہ پانی ہے یہ سنتے ہی آپ اُسکے قدموں پر جان بھی بچا دے۔ اس نے دعا کی اے پروردگار حضرت خواجہ کو نور بصیرت عطا فرما چنانچہ ایسا ہی ہوا اس واقعہ کے بعد سے آپ نے اپنے آپ کو کسی سے بہتر تصور نہیں کیا۔ اور یہ کیفیت ہو گئی کہ ایک کتے کو بھی دیکھ کر فرماتے اللہ تعالیٰ مجھے اس کتے ہی کے صدقے میں قبولیت عطا فرمادے۔ کسی شخص نے سوال کیا کہ آپ بہتر ہیں یا کتا تو آپ نے فرمایا اگر عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو گیا تو میں بہتر ہوں ورنہ کتا مجھ جیسے گنہگاروں سے بہتر ہے۔ چند لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص آپ کی غیبت کر رہا ہے آپ نے تازہ کھجوریں بطور تحفہ بھیجتے ہوئے یہ پیام دیا کہ سنا ہے تم نے اپنی نیکیاں میرے اعمال نامہ میں درج کروادیں ہیں میں اس کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کر سکتا آپ پر خوف الہی اتنا غالب تھا کہ کسی نے آپ کو ہنتا ہوا نہیں دیکھا۔

کرامات: (۱) جب آپ حج کی غرض سے روانہ ہوئے تو کچھ بزرگ بھی آپ کے ساتھ ہو گئے راستے میں ان حضرات کو شدت سے پیاس لگی اور ایک کنواں دکھائی دیا۔ اس میں نہ رسی تھی نہ ڈول تھا۔ جب حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے صورت حال بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا میں نماز میں مشغول ہو جاؤں گا تو آپ سب پانی پی لینا۔ چنانچہ آپ نماز میں مشغول ہو گئے اور کنویں میں سے پانی خود بخود اُبل پڑا۔ سب نے پانی پیا لیکن ایک شخص نے پانی پینے کے بعد احتیاطاً ایک برتن میں کچھ پانی رکھ لیا اس حرکت سے کنویں کا جوش ایک دم ختم ہو گیا اور پانی نیچے اتر گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے خدا پر اعتماد نہیں کیا جس کا نتیجہ تم نے دیکھ لیا۔

(۲) اسی راستے پر کچھ کھجوریں پڑی ہوئی تھیں آپ نے ان کھجوروں کو اٹھا کر لوگوں کو تقسیم فرمایا جن کی گھٹلیاں سونے کی تھیں جن کو بیچ کر ساتھیوں نے کچھ سامان کھانے پینے کا خریدا اور صدقہ بھی دیا۔

(۳) حضرت ابو عمر لڑکوں کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے ایک نو عمر اور حسین لڑکا آپ کے مدرسہ میں پڑھنے کے لئے آیا اور آپ نے اس کو بُری نیت سے دیکھا جس کی وجہ سے اس وقت آپ پورا قرآن بھول گئے اور پریشان ہو کر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ آپ کے سامنے بیان کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ حج کے دن قریب ہیں پہلے حج ادا کرو اور حج ادا کرنے کے بعد مسجد خیف میں پہنچ جاؤ اس مسجد کے محراب میں ایک بزرگ تشریف فرما ہوں گے جب وہ عبادت سے فارغ ہو جائیں تو ان سے دعا کی درخواست کرنا ابو عمر کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو وہ بزرگ تشریف لائے اور لوگ ادباً کھڑے ہو گئے اور جب سب لوگ اپنا مدعا بیان کر کے چلے گئے اور وہ بزرگ تنہا رہ گئے تو میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا چنانچہ ان بزرگ کی دعاؤں کی برکت سے مجھ کو دوبارہ

قرآن یاد ہو گیا اور میں خوشی سے آپ کے قدموں سے لپٹ گیا تو انھوں نے دریافت فرمایا۔ میرا پتہ تمہیں کس نے بتایا میں نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا نام لیا یہ سن کر انھوں نے فرمایا کہ حسن بصری نے مجھے رسوا کیا میں بھی ان کا راز فاش کر کے رہوں گا فرمایا کہ جو صاحب ظہر کی نماز کے وقت یہاں تھے وہ حسن بصری ہی تھے جو اس طرح روز آ نہ یہاں آتے ہیں اور ہم سے باتیں کر کے عصر کے وقت تک بصرہ پہنچ جاتے ہیں۔

(۴) ایک شخص کے گھوڑے میں کچھ نقص تھا اور اس نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے گھوڑے کی کیفیت بیان کی تو آپ نے چار سو درہم میں گھوڑا خرید لیا اسی رات میں گھوڑے کو فروخت کرنے والے نے گھوڑے کو جنت میں دوسرے مشکلی گھوڑوں کے ساتھ چرتا پھرتا ہوا دیکھا اور اس نے فرشتوں سے سوال کیا کہ یہ گھوڑے کس کے ہیں۔ فرشتوں نے بتایا کہ یہ سب تمہارے تھے لیکن اب یہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی ملکیت ہیں وہ شخص صبح اٹھ کر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ آپ اپنی رقم لے کر میرا گھوڑا واپس فرمادیں آپ نے فرمایا آج رات جو خواب تو نے دیکھا میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں یہ سن کر وہ رنجیدہ واپس ہو گیا۔ پھر دوسری رات حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے خواب میں عالیشان محلات کو دیکھ کر دریافت فرمایا کہ یہ کس کے ہیں۔ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ جو بھی فروخت کے معاملے کو ختم کر دے چنانچہ آپ نے صبح کو اس گھوڑے کے مالک کو بلا کر گھوڑا اس کے حوالے کر دیا۔

ارشادات: ۱۔ جو بروں کی صحبت اختیار کرتا ہے دراصل خود اس میں ہی بدی کے جراثیم ہوتے ہیں اگر اس کے دل میں نیکی اور بھلائی کا مادہ ہوتا تو وہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرتا اس لئے وہی شخص مستحق ملامت ہے

۲۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے شراب نوشی کیلئے طلب کر لے تو میں طلب دنیا کی رغبت سے وہاں جانے کو بہتر سمجھتا ہوں۔

- ۳۔ جب اہل جنت، جنت کا مشاہدہ کریں گے تو سات سو برس تک اللہ تعالیٰ کے جمال کے مشاہدہ میں محو رہیں گے۔
- ۴۔ آپ کا ارشاد ہے کہ تقویٰ کے تین مدارج ہیں اول غصے کے عالم میں بھی سچی بات کہنا دوم اُن چیزوں کو چھوڑ دینا جن کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، سوم احکام الہی پر راضی بہ رضار ہنا۔
- ۵۔ آپ نے فرمایا کہ ایک معمولی تقویٰ بھی ایک ہزار برس کے صوم و صلوٰۃ سے افضل ہے کیوں کہ اعمال میں سب سے بہتر عمل فکر تقویٰ ہے۔
- ۶۔ آپ نے فرمایا کہ ہر آدمی دنیا سے تین تمنائیں لئے جاتا ہے اول جمع کرنے کی حرص، دوم جو کچھ حاصل کرنا چاہا وہ حاصل نہ کر سکا، سوم توشہ آخرت جمع نہ کر سکا۔
- ۷۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ دانشمند وہی شخص ہے جو دنیا کو دل سے نکال کر آخرت کی فکر میں لگا رہے۔
- ۸۔ آپ کا ارشاد ہے جو شخص گوشہ نشینی اختیار کر لیگا وہ سلامت رہے گا اور جو نفسانی خواہشات ترک کر لے گا وہ آزاد ہوگا۔
- ۹۔ خدا شناس دنیا کو اپنا دشمن تصور کرتے ہیں جبکہ دنیا شناس لوگ خدا کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔
- ۱۰۔ آپ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مال و دولت سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو رسوائی عطا کرتا ہے
- ۱۱۔ جس چیز کی تم دوسروں کو نصیحت کرتے ہو پہلے تم عمل پیرا ہو جاؤ۔
- ۱۲۔ آپ نے فرمایا دینی بھائی ہمیں اپنے اہل و عیال سے بھی زیادہ عزیز ہیں کیوں کہ وہ ہم کو دینی معلومات فراہم کرتے ہیں۔
- ۱۳۔ کسی نے آپ کا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ ان کا حال کیا پوچھتے ہو جو دریا میں ہو اور شکستہ کشتی

کے تختے کے سہارے پانی میں تیر رہا ہو۔ اُس شخص نے کہا یہ تو بڑی سنگین صورت حال ہے تو فرمایا کہ بس میرا یہی حال ہے۔

۱۴۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کی تباہی مردہ دلی میں ہے اور مردہ دلی دنیا کی جانب راغب ہو جانے کو کہتے ہیں حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نہ صرف انسان بلکہ اجنہ میں بھی وعظ کیا کرتے تھے جو اکثر ایک بند کمرہ میں منعقد کیا جاتا تھا وعظ کے بعد دعا کرنے پر اجنہ آمین کہا کرتے جس کی آواز کمرہ کے باہر بھی آیا کرتی تھی۔ اس طرح آپ واعظ ثقلین تھے۔

۱۵۔ ایک شخص قبرستان میں بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ یہ منافق ہے۔ جس کی نفسانی خواہش مردوں کے سامنے بھی حرکت کرتی ہے۔ اس کو موت اور آخرت پر یقین نہیں ہے اور جو ان پر یقین نہ کرے یعنی بظاہر مسلمان ہے مگر دل سے کافر ہے اُسے منافق کہتے ہیں۔ آپ اپنے آخری وقت میں مسکراتے ہوئے فرماتے رہے کہ کونسا گناہ کونسا گناہ یہ کہتے ہوئے آپ کی روح پرواز کر گئی۔ کسی بزرگ نے خواب میں آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ آپ عالم نزاع میں کیوں مسکرا رہے تھے اور کونسا گناہ بار بار کیوں فرما رہے تھے آپ نے فرمایا کہ دم آخر مجھے یہ ندامت دی کہ رب العزت فرما رہا تھا اے ملک الموت سختی سے کام لے کیوں کہ ابھی ان کا ایک گناہ باقی رہ گیا ہے چنانچہ اسی خوشی میں میں بار بار کونسا گناہ کہہ رہا تھا۔

وفات کی رات میں کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے درتچے کھلے ہوئے ہیں اور آواز دی جا رہی ہے کہ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اپنے مولیٰ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ آپ نے یکم رجب بروز جمعہ ۱۱۷ھ بمقام بصرہ میں وفات پائی اس وقت آپ کی عمر (۸۹) سال تھی آپ کے خلفاء میں حضرت عبدالواحد بن زید اور حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہما مشہور ہیں۔

اور ہمارا سلسلہ بیابانی حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ سے ہے۔

حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ

آپ کا نام حضرت خواجہ حبیب عجمی اور آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ کا وطن فارس (ایران) ہے آپ بہت امیر تھے اور لوگوں کو سود پر قرض دیا کرتے تھے اور جب قرضدار کے پاس سود حاصل کرنے کے لئے تقاضہ کرنے جاتے اس وقت تک واپس نہ ہوتے جب تک قرض وصول نہ ہو جائے اگر کسی قرضدار کا قرض وصول نہ ہوتا تو اپنے وقت کے ضائع ہونے کا قرضدار سے ہرجانہ وصول کرتے اسی آمدنی سے اپنی زندگی گزارتے تھے ایک دن کسی قرضدار کے پاس سود لینے کے لئے پہنچے تو وہ گھر پر موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا نہ تو میرا شوہر گھر پر موجود ہے اور نہ میرے پاس تم کو دینے کے لئے کوئی چیز ہے۔ البتہ ہم نے آج ایک بکری ذبح کی تھی اس کا گوشت تو ختم ہو گیا اب صرف سر اباقی رہ گیا۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کو دے سکتی ہوں چنانچہ آپ نے اُس سرے کو لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا کہ یہ سرا میں نے سود میں لیا ہے اُس کو پکا ڈالو بیوی نے کہا اس وقت نہ گھر میں آٹا ہے اور نہ لکڑی میں روٹی کس طرح تیار کروں۔ آپ نے دوسرے قرضدار سے سود وصول کر کے پکوان کا سودا گھر کو پہنچا دیا۔

جب روٹی تیار ہو چکی تھی تو ایک سائل نے آکر سوال کیا حضرت حبیب عجمی نے فرمایا کہ تجھے دینے کیلئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کچھ تجھے دے دیں تو تو دولت مند نہ ہوگا مگر ہم مفلس ہو جائیں گے۔ سائل نا اُمید ہو کر واپس چلا گیا تو بیوی نے سالن کو نکالنا چاہا تو سالن کے بجائے برتن خون سے بھرا ہوا تھا۔ آپ کی بیوی نے آپ کو آواز دیکر کہا۔ دیکھو تمہاری کنجوسی اور بدنختی سے یہ کیا ہو گیا ہے۔ آپ کو یہ دیکھ کر عبرت حاصل ہوئی اور آپ نے بیوی کو گواہ بنا کر کہا کہ آج سے میں ہر بُرے کام سے توبہ کرتا ہوں یہ کہہ کر اپنے قرضدار لوگوں سے اصل رقم لینے اور سود کو معاف کرنے نکلے راستے میں چند لڑکے کھیل رہے تھے اور ان لڑکوں نے آپس میں کہا کہ ہٹ جاؤ حبیب سود خور آرہا ہے۔

اس کے قدموں کی دھول ہم پر نہ پڑے۔ اُس کی طرح ہم بد بخت نہ بن جائیں یہ سُن کر آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ آپ نے دوبارہ توبہ کی۔ جب واپس ہوئے تو آپ کا ایک قرضدار شخص آپ کو دیکھ کر بھاگنے لگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے مت بھاگو اب تو مجھ کو تجھ سے بھاگنا چاہئے تاکہ ایک گنہگار کا سایہ تجھ پر نہ پڑے۔ پھر جب آگے بڑھے تو انہوں نے دیکھا کہ لڑکے راستے میں ٹھہرے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ راستہ دے دو اب حبیب عجمی تائب ہو کر آرہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم سے کوئی بے ادبی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ آپ نے بچوں کا یہ قول سُن کر اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کی کہ تیری قدرت ہی کیسی ہے کہ آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبان سے میری نیک نامی کا اعلان کر دیا آپ نے اپنے قرض داروں کا سود معاف کر دیا اس کے بعد آپ نے اپنی تمام دولت اللہ کی راہ میں دے دی جب کچھ بھی باقی نہ رہا تو سائل کے سوال پر اپنا گرتا تک اتار کر دے دیا دوسرے سائل کے سوال پر اپنی بیوی کی چادر بھی دے دی اور عبادت میں مشغول ہو گئے اور آپ نے یہ معمول بنالیا تھا کہ دن میں حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ کر تعلیم حاصل کرتے اور رات بھر عبادت میں مشغول رہتے۔

آپ قرآن کا تلفظ صحیح مخرج کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے تھے اس لئے آپ کو عجمی کہا جانے لگا۔ ایک مرتبہ آپ کی اہلیہ نے کہا کہ گزارے کیلئے کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہئے۔ آپ مزدوری کرنے کیلئے گھر سے نکلے اور دن بھر عبادت کر کے گھر پہنچے تو بیوی نے سوال کیا کہ کیا لائے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ جس کی مزدوری کی ہے وہ بڑا کرم والا ہے اور اُس کے کرم کی وجہ سے میں مزدوری نہ مانگ سکا۔ مگر وہ خود ہی کہہ دیا ہے کہ دس دن کے بعد پوری مزدوری دے دوں گا پھر جب دس دن گزر گئے آپ فکر مند ہوئے کہ گھر جا کر کیا جواب دوں۔ گھر پہنچنے پر آپ

نے دیکھا کہ ایک تھیلا آٹا اور ایک ذبح کی ہوئی بکری، گھی، شہد اور ۳۰۰ درہم ایک شخص نے آپ کے گھر پہنچا دیا اور ساتھ ہی یہ پیغام آیا کہ حبیب سے کہہ دینا کہ اپنے کام کو خوب تر کرے جسکے صلہ میں ہم اس سے بھی زیادہ مزدوری دینگے یہ سُن کر جب دس دن کی ریاضت کا اللہ تعالیٰ نے یہ معاوضہ عطا فرمایا ہے تو آپ زیادہ توجہ کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو گئے۔ آپ کو حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ صاحب طریقت صاحب کرامت اور گوشہ نشین بزرگوں میں سے ہو گئے اور اس درجہ تک پہنچے کہ آپ کی دعاؤں کی برکت سے مخلوق کو بہت فائدہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا مقرب بنا کر کرامتوں سے سرفراز فرمایا۔

توکل: آپ کا مکان چوراہے پر تھا۔ آپ نہانے کیلئے کپڑے نکال کر چوراہے پر رکھ دئے اور خود نہانے کیلئے حمام میں چلے گئے۔ اتفاق سے اُس طرف سے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا گزر رہوا۔ اور آپ ان کے لباس کو پہچان کر یہ خیال کیا کہ یہ کپڑے حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں شاید نہانے کیلئے چھوڑ کر حمام میں چلے گئے۔ کوئی اٹھا کر چلے گیا تو کیا ہوگا اس خیال سے آپ کپڑوں کی حفاظت کیلئے وہاں ٹہر گئے اور جب حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ واپس آئے تو وہاں پر حضرت خواجہ حسن بصری کو ٹہرا ہوا پایا پوچھا آپ یہاں کیوں ٹہرے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ تم اپنا لباس کس کے بھروسے پر چھوڑ کر چل دئے اگر کوئی اٹھا کر لے جاتا تو کیا ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ اُسی کے بھروسے پر چھوڑ گیا تھا۔ جس نے حفاظت کیلئے آپ کو یہاں پہنچا دیا۔ کرامت :- ۱) ایک دفعہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے تو اس وقت ان کے پاس ایک جو کی روٹی اور تھوڑا سا نمک موجود تھا وہی آپ کے کھانے کیلئے آپ کے سامنے رکھ دیا۔ جب آپ نے کھانا شروع کیا تو ایک سائل آپ پہنچا تو حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ روٹی آپ کے سامنے سے اٹھا کر سائل کو دے دی جس پر حضرت خواجہ حسن بصری

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں شائستگی تو ضروری ہے لیکن کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ مہمان کے سامنے سے روٹی اٹھا کر نہیں دینی چاہئے بلکہ روٹی کا ایک ٹکڑا دیدیتے یہ سن کر آپ خاموش رہے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ایک شخص سر پر خوان لیکر آیا جس میں روٹی حلوہ اور ۵۰۰ درہم چاندی تھی حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے درہم فقراء میں تقسیم کر دیے اور خوان کا حلوہ اور روٹی خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔

(۲) ایک دن ایک قاتل کو سولی پر لٹکا دیا گیا جب حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ پر سے گزرے آپ نے اس جوان پر نظر ڈالی کسی شخص نے اُسی شب میں اس جوان کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے باغوں میں بہشتی لباس پہن کر ٹہل رہا ہے۔ اس سے پوچھا گیا تجھے یہ رتبہ کیسے ملا۔ کہا کہ اس وقت جب مجھے سولی پر لٹکا دیا گیا تھا حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ اُدھر سے گزرے تھے۔ انہوں نے مجھ پر ایک نظر ڈالی یہ اس نظر کی برکت ہے۔

(۳) رضائے الہی :- حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز کے وقت حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچے اس وقت آپ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے۔ اور قرأت شروع کر چکے تھے۔ چونکہ آپ عجمی تھے قرآن کا تلفظ صحیح ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ بلکہ علیحدہ نماز پڑھی۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ رات کو سو گئے تو دیدار الہی حاصل ہوا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اے رب العالمین تیری رضا کس چیز میں ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے حسن تو نے میری رضا پائی لیکن اس کی قدر نہ کی آپ نے عرض کیا کہ اے میرے مالک وہ کوئی رضا تھی حق تعالیٰ نے فرمایا اگر تو حبیب عجمی کے پیچھے نماز پڑھ لیتا تو تیرے لئے تمام عمر کی نمازوں سے بہتر تھا کیونکہ تو نے ان کی ظاہری نماز کو دیکھا لیکن ان کی نیت نہیں دیکھی۔ اس سے تجھے رضائے الہی حاصل ہو جاتی۔

ایک منہ نعت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ وہاں پر پہنچ گئے انھیں دیکھ کر امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں ان سے ایک سوال کروں گا۔ حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ صوفیوں سے کیا سوال کرو گے جب کہ ان کا مسلک ہی جدا گانہ ہوتا ہے آپ کے منع کرنے کے باوجود انھوں نے ایک سوال کر ہی ڈالا کہ جس شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضاء ہوگئی ہو اور بھول گیا کہ کونسی نماز قضاء ہوئی تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔ یہ سن کر حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب نمازوں کی قضاء کرے اس لئے کہ وہ خدا سے غافل ہو کر بے ادبی کا مرتکب ہوا۔ یہ سن کر امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے اس لئے منع کیا تھا ان لوگوں سے سوال نہ کیا جائے۔

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک لڑکے (۴۰) سال سے آپ کی خدمت کر رہی تھی۔ لیکن کبھی آپ نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا اور ایک دن اُس کنیر سے فرمایا نہ میری کنیر کو تو بلاؤ اس کنیر نے عرض کیا کہ حضور میں ہی آپ کی کنیر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ (۳۰) برس سے میرا خیال اے اللہ تعالیٰ کے کسی کی طرف نہیں گیا۔ یہی وجہ ہے کہ میں تم کو پہچان نہ سکا۔

ارشادات: (۱) حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ فرما رہے تھے کہ جس کا دل اللہ تعالیٰ سے مسرور نہ ہو اسکو کوئی مسرت حاصل نہ ہوگی۔

(۲) جب آپ گوشہ نشین ہو کر دنیا کے تمام امور سے دستبردار ہو چکے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ رضائے الہی کس شئی میں ہے۔ آپ نے فرمایا رضائے الہی تو صرف اُس دل کو ہے جس میں کبر نہ ہو۔ آپ کی وفات ۹ رمضان المبارک ۲۰ھ کو ہوئی۔

حضرت خواجہ داؤد طائی قدس سرہ

آپ صاحب طریقت، عالم حقیقت ہیں اور اہل تصوف و اکابرین مشائخ میں سے تھے آپ تمام علوم میں کمال مہارت رکھتے تھے آپ عارف کامل تھے آپ علم فقہ حاصل کرنے کے لئے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بیس سال تک شاگرد رہے آپ کا مسلک حنفی تھا۔ آپ کے پیر طریقت حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ایک مرتبہ آپ روٹی کھا رہے تھے کہ ایک نصرانی وہاں سے گذر رہا تھا اسکو دیکھتے ہی آپ نے اپنا منہ میں کانوالا کھلا دیا اور اسی رات وہ اپنی بیوی سے صحبت کیا تو حضرت معروف کرنی پیدا ہوئے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ مالدار لوگوں کو حقارت سے دیکھتے تھے اور فقیروں کو پسند فرماتے تھے آپ کے تابع ہونے کا واقعہ بہت مشہور ہے ایک دن ایک قوال نے آپ کے سامنے چند عربی اشعار پڑھے۔ جس کے منجملہ ایک شعر یہ ہے۔

بای خدیگ تبدی البلا وبای عینک ماذا سالا

ترجمہ: کونسا چہرہ خاک میں نہیں ملا اور کونسی آنکھ زمین پر نہیں بہی

اس شعر کے سننے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ مجھ میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہوئی۔ آپ کی بے قراری میں اضافہ ہوا اس حال میں ہی آپ حضرت ابوحنیفہ کے مدرسہ میں گئے حضرت ابوحنیفہ نے دیکھا کہ آپ میں بے قراری ہے تو پوچھا کہ آپ میں یہ بے قراری کس لئے ہے جواب دیا میرا دل دنیا سے اٹھ گیا ہے ایک عجیب شئی میرے دل کو بے چین کر رہی ہے یہ سننے کے بعد حضرت ابوحنیفہ نے فرمایا کہ تم گوشہ نشینی اختیار کرو چنانچہ آپ گوشہ نشین ہو گئے اور چند دن بعد پھر امام اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن خاموش بیٹھے رہے اس طرح سال گذر گیا آپ نے غور کیا کہ یہ طریقہ مسئلہ کا حل

نہیں آخر کار حبیبِ عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس سے آپ کے دل کو سکون ملا آپ روٹی کو پانی میں بھگو کر کھاتے تھے اور فرمایا کرتے جتنا وقت لقمہ بنانے میں لگتا ہے اتنی ہی دیر میں قرآن مجید کی پچاس آیتیں پڑھ سکتا ہوں۔ ایک مرتبہ ابو بکر عیاش رحمۃ اللہ علیہ آپ کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لئے ہوئے آپ رو رہے ہیں اور جب حضرت عیاش رحمۃ اللہ علیہ نے وجہ پوچھی کہ آپ کس بات پر رو رہے ہیں داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ طبیعت تو چاہتی ہے کہ اسکو کھالوں لیکن یہ پتہ نہیں کہ یہ رزق حلال ہے یا نہیں آپ کا مکان بہت بڑا تھا اسکا ایک حصہ گر گیا تو آپ دوسرے حصہ میں منتقل ہو گئے جب وہ بھی گر گیا تو آپ دروازے میں منتقل ہو گئے لیکن اس حصہ کی چھت بھی بوسیدہ تھی جب لوگوں نے چھت کو درست کرانے کے لئے کہا تو آپ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر چکا ہوں کہ دنیا میں کوئی تعمیر نہیں کر او نگا اور آپ کے انتقال کے بعد وہ چھت بھی گر گئی۔

ایک شخص نے آپ کے گھر میں پانی کا گھڑا دھوپ میں رکھا ہوا پایا عرض کیا کہ اس پانی کے گھڑے کو سایہ میں کیوں نہیں رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت میں یہ گھڑا یہاں رکھا تھا اس وقت سایہ تھا۔ لیکن اب اس گھڑے کو دھوپ میں سے اٹھاؤں تو مجھ کو اس سے شرمندگی ہوتی ہے کہ اپنے آرام کے لئے اپنے وقت کو کیوں برباد کر کے ذکر الہی سے محروم ہو جاؤں اس طرح آپ ایک لمحہ بھی ذکر الہی سے غافل ہونا پسند نہیں فرماتے

ایک مرتبہ موسم گرما میں دھوپ میں بیٹھے ہوئے عبادت میں مشغول تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ بیٹا یہاں سایہ میں آ جاؤ۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے ایسے کاموں سے شرمندگی ہوتی ہے کہ خواہش نفس کی خاطر ایسا کروں اور جہاں تک ہو سکے آپ نفسانی خواہشات پر عمل کرنے سے پرہیز فرماتے آپ نے فرمایا کہ جب بغداد شریف میں لوگوں نے مجھے پریشان کرنا شروع کر دیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ میرا مخلوق سے کوئی واسطہ نہ رہے۔ اس کے بعد آپ نے گوشہ نشینی اختیار کی

جب ہارون رشید امام ابو یوسف کے ساتھ حضرت کے پاس ملاقات کے لئے حاضر ہونا چاہا تو آپ نے ملاقات سے انکار کرتے ہوئے فرمایا میں دنیا داروں سے نہیں ملتا آخر کار ہارون رشید کی والدہ کے بے حد اصرار پر آپ نے ملاقات کی اجازت دیدی اور جب ہارون رشید ملاقات کے بعد واپس ہونے لگے تو ایک اشرفی حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کو نذرانہ کی طور پر پیش کرنی چاہی مگر آپ نے اشرفی لینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنا مکان جائز طور پر فروخت کیا ہے اس لئے میرے پاس اخراجات کے لئے رقم موجود ہے اور میں یہ دعا بھی کرتا رہتا ہوں کہ جب یہ رقم خرچ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ مجھے دنیا سے اٹھالے۔

آپ کو ورثہ میں بیس دینار ملے تھے تمام عمر انہی دیناروں پر بسر کی کسی کے محتاج نہیں ہوئے جس روز یہ بیس دینار ختم ہوئے اسی دن آپ نے وفات پائی اسی شب میں آسمان سے ندا آئی کہ اے اہل زمیں داؤد حق کے پاس پہنچ گیا۔

ارشادات: (۱) حضرت ابو ربیع رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی تو آپ نے فرمایا دنیا سے روزہ رکھو اور آخرت سے افطار کرو۔

(۲) کسی اور نے نصیحت کی گزارش کی تو فرمایا کہ بدگوئی سے دور رہو مخلوق سے کنارہ کش رہو اور دین کو دنیا پر ترجیح دو اور مخلوق کا خیال دل سے نکال دو۔

(۳) کسی شخص نے آپ سے نصیحت کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ مردے تمہارے انتظار میں ہیں یعنی تمہیں بھی مرنا ہے وہاں کا سامان کر لو اور فرمایا کہ ترک دنیا سے بندہ خدا تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

آپ پیشوائے قوم اور رہنمائے طریقت ہیں آپ کی وفات ۲۵ ربیع الاول ۱۶۵ھ میں ہوئی آپ نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عطا فرمائی حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا دنیا کو حقیر اور کمتر جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ ☆☆☆

حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ

آپ کی ولادت باسعادت کرخ میں ہوئی نام اسد الدین تھا لیکن شہرت پائی معروف کرخی کے نام سے آپ کے والد نصرانی تھے انکا نام فیروز تھا بچپن سے ہی آپ کے دل میں اسلام سے محبت و عقیدت رہی آپ کے والدین نے آپ کو ایک نصرانی استاد کے پاس پڑھنے کیلئے بھیجا استاد نے آپ سے کہا کہو ثلاث ثلاثہ یعنی خدا تین ہیں آپ نے کہا کہ ہوالا ————— ا ————— د یعنی خدا ایک ہے۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے نصرانی استاد نے مجھے مارنا شروع کیا وہ جتنی شدت سے مجھے مارتے رہے میں اتنی ہی جرأت سے انکار کرتا رہا۔ استاد نے میرے والدین سے کہا کہ اس لڑکے کو قید کر دو۔ تین روز تک آپ قید میں رہے ہر روز ایک روٹی مجھے کھانے کو دی جاتی تھی مگر میں نے اس روٹی کو چھوا تک نہیں رہائی کے ملنے پر میں بھاگ نکلا کیوں کہ میں اپنے والدین کا اکلوتا لڑکا تھا میرے اس طرح کی جدائی سے میرے والدین کو سخت صدمہ ہوا وہ کہنے لگے وہ جہاں بھی گیا ہو ہمارے پاس آجائے جو مذہب چاہے اختیار کرے اور ہم بھی اُس کے ساتھ اپنا دین تبدیل کر لیں گے چنانچہ حضرت علی بن موسیٰ رضارضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر توبہ کئے اور اسلام قبول کئے آپ کی تعلیم و تربیت حضرت امام علی بن موسیٰ رضارضی اللہ عنہ کے پاس ہوئی اور آپ ہی کے پاس سلوک معرفت علم و حکمت کے منازل طئے فرمائے حضرت امام علی بن موسیٰ رضارضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی تعلیم حاصل فرمائی اور آپ نے علم طریقت حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

آپ کے باقی دن امام حضرت علی بن موسیٰ رضارضی اللہ عنہ اور حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزرے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ آپ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر عبادت و ذکر میں مشغول رہے۔ آپ ازاں بڑی شان سے دیتے تھے۔ جب انشاء ان محمد الرسول اللہ فرماتے شدت خوف سے آپ کے رونگھٹے اور داڑھی کے بال کھڑے ہو جاتے اور بے قراری کا یہ عالم ہوتا ایسا لگتا کہ آپ زمین پر گرنے والے ہیں رات بھر مسجد میں ذکر و عبادت میں مشغول رہتے اور روتے رہتے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے جو کچھ ملا اللہ تعالیٰ نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلے سے دیا۔ حضرت ابوالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ تارک الدنیا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

:- ارشادات :-

- (۱) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو اپنے اوپر حرام کر لو۔
- (۲) جب کسی کی ضرورت معلوم ہو جائے تو اُس کو سوال کر کے شرمندہ ہونے کا موقع نہ دو۔
- (۳) آپ کا ارشاد ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے وہ اُس کا محبوب ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالے تو اُس پر خیر کے دروازے کھول کر شر کے دروازے بند کر دیتا ہے۔
- (۴) آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ لغو باتیں گمراہی کی دلیل ہیں۔
- (۵) آپ نے فرمایا نیک اعمال کے بغیر جنت کی تمنا بے کار ہے۔
- (۶) آپ نے فرمایا کہ دنیا سے کنارہ کش رہنے والا اللہ تعالیٰ کی محبت کے مزے لوٹتا ہے۔
- (۷) ایک مرتبہ آپ کا وضو ٹوٹ گیا تو آپ نے اسی وقت تیمم کیا کسی نے کہا کہ حضرت دریائے دجلہ قریب ہے آپ تیمم کیوں کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ میں دریائے دجلہ تک پہنچ نہ سکوں۔
- (۸) آپ نے ارشاد فرمایا کہ سنت کی پیروی کے بغیر شفاعت کی اُمید اور نافرمانی کے بعد رحمت کی تمنا بے کار ہے۔
- (۹) عارفین سراپا دولت ہیں انھیں کسی دولت کی حاجت نہیں۔

آپ کی عادات و صفات: غریبوں اور یتیموں سے آپ کو محبت تھی۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عید کے دن میں نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو کھجوریں چنتے ہوئے دیکھا تو میں نے کہا کہ حضور آپ کیا کر رہے ہیں آپ نے فرمایا میں نے ایک لڑکے کو روتے ہوئے دیکھا تو اُس سے پوچھا کیوں رورہے ہو تو اُس لڑکے نے جواب دیا میں یتیم ہوں اور آج عید کا دن ہے۔ سب لوگ نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا میں یہ کھجوریں اس لئے چن رہا ہوں تاکہ ان کھجوروں کو فروخت کر کے اُس لڑکے کو اخروٹ خرید کر دوں۔ یہ اسکو کھائے گا اور کھیلنے میں مشغول ہونے کے بعد نہ روئے گا۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے اس لڑکے کو نئے کپڑے بنوادیا تو اس کام سے میرے دل میں ایک نور پیدا ہوا اور میری حالت کچھ اور ہی ہو گئی۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دوست نے دریافت کیا حضور کیا وجہ ہے کہ آپ دنیا کو ترک کر کے یاد الہی میں مشغول ہو گئے ہیں کیا آپ کو موت کا خوف، قبر کا خوف، دوزخ کا ڈر یا جنت کی اُمید نے خلوت اختیار کر وائی فرمایا کہ اگر اللہ کی دوستی کا مزہ چکھ لیں تو ان سب چیزوں سے نفرت کرے گا۔

حضرت محمد بن منصور طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا میں نے انکے چہرے پر ایک نشان دیکھا میں نے حضرت سے دریافت کیا میں آپ کے پاس تھا مگر یہ نشان نہ تھا آج کیسے پیدا ہو گیا حضرت معرف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم کو اس سے کوئی تعلق نہیں مت پوچھو جو چیز تمہارے کام کی ہے اس سے متعلق پوچھو میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنا حال بیان کیجئے آپ نے فرمایا کہ کل میں نے نماز ادا کی اور چاہا کہ مکہ معظمہ جاؤں اور طواف کروں اسی وقت میں وہاں پہنچ گیا۔ اور زم زم کی طرف بھی گیا تا کہ پانی پیوں اس وقت میرا پیڑ پھسل گیا اور میں گر پڑا جس کی وجہ سے میرے چہرے پر نشان ہو گیا۔

کرامت: ۱) ایک مرتبہ ایک ڈاکو کو سولی کی سزا دی گئی اور آپ وہاں سے گزر رہے تھے اسکو سولی پر لٹکا ہوا دیکھ کر۔ آپ لرز گئے اور اسکے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ فرمایا کہ اے مالک اس شخص نے اپنے جرم کی سزا دنیا میں پالیا تو غفور الرحیم ہے تو اس کی خطا کو معاف فرما دے اور اس کو بخش دے یکا یک ایک غیبی آواز آئی جس کو سارے شہر والوں نے سنا کہ جو شخص اس کی جنازے کی نماز پڑھے گا وہ آخرت میں بڑا درجہ پائیگا اسی رات کو ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ڈاکو جنتی لباس پہنے ہوئے موجود ہے۔ اس سے پوچھا کہ تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا تو اس نے جواب دیا کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر میری بخشش فرمادی

کرامت: ۲) ایک روز حضرت جماعت کے ساتھ دریائے دجلہ کے کنارے سے جا رہے تھے۔ دیکھا کہ چند نو جوانوں کی جماعت شراب نوشی اور فضولیات میں مشغول تھی آپ کے ساتھیوں نے عرض کیا کہ حضور ان بدکرداروں کیلئے بدعا کیجئے اللہ تعالیٰ ان کی جماعت کو غرق فرما دے تاکہ یہ نحوست پھیلنے نہ پائے۔ آپ نے فرمایا کہ تم سب ہاتھ اٹھاؤ میں دعا کرتا ہوں تم صرف آمین کہنا۔ سب لوگوں نے ہاتھ اٹھائے اور آپ نے دعا فرمائی الہی تو نے دنیا میں جس طرح ان لوگوں کو عیش و عشرت سے نوازا ہے اسی طرح اُس جہاں میں بھی عیش و عشرت عطا فرما۔ آپ کے ساتھی حیران تھے اور وجہ دریافت فرمائی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تھوڑی دیر انتظار کرو کہ میرا مقصد ظاہر ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد ان نو جوانوں کی نظر آپ پر پڑی تو ان لوگوں نے اپنا ساز و سامان شراب وغیرہ پھینک دیا اور روتے ہوئے حضرت کے قدموں پر گر پڑے اور تائب ہوئے۔

آپ کے خلفاء میں سب سے زیادہ نامور شخصیت حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ آپ نے خلیفہ مامون رشید کے عہد میں وفات پائی۔ آپ کی وفات یوم جمعہ ۲۰ محرم ۱۹۸ھ کو ہوئی آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں زیارت گاہ خلّاق ہے۔ یہ بات مشہور ہے کہ آپ کے نام کی برکت سے آفات و بلیات سے حفاظت ہوتی ہے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جب تجھے کوئی حاجت درپیش ہو تو کہے اے رب بحق معروف کرنی رحمتہ اللہ علیہ میری حاجت روائی کر تو اُسی وقت دعا قبول ہو جائے گی۔

آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے اپنے اپنے مسلک کے مطابق آپ کے جنازے کو اٹھانا چاہا یہ دیکھ کر آپ کے خادم نے بتایا کہ اس تعلق سے آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ جس مذہب کے لوگ زمین سے میرا جنازہ اٹھالیں وہ ہی مجھے دفن کریں چنانچہ مسلمانوں کے سوا کسی نے بھی آپ کا جنازہ نہ اٹھا سکے۔

ایک مرتبہ آپ بازار سے جارہے تھے ایک بہشتی یہ پکار رہا تھا اے اللہ جو میرا پانی پی لے اس کی مغفرت فرمادے اس دن آپ نفل روزہ تھے اس کے باوجود آپ نے بہشتی کا پانی پی لیا جب لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ تو روزہ تھے تو فرمایا میں نے تو بہشتی کی دعا پر پانی پی لیا پھر انتقال کے بعد کسی نے خواب میں آپ کو دیکھ کر دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ بہشتی کی دعا سے میری مغفرت فرمادی۔



حضرت خواجہ سری سقطی قدس سرہ

بغداد شریف میں حقائق اور توحید کے بیان کرنے والی سب سے پہلی شخصیت حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ آپ حضرت معروف کرنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں تھے۔ تصوف میں آپ کا اونچا مقام تھا۔ عراق کے اکثر مشائخ آپ کے مرید تھے۔ آپ حضرت حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہتے تھے۔ آپ کباڑ (پرانا سامان) کی تجارت فرماتے تھے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بہت شوق تھا اور اپنی دوکان میں ایک پردہ ڈال کر ایک ہزار نوافل روزانہ پڑھتے تھے۔ ایک وقت بغداد کا پورا بازار جل گیا لوگوں نے آپ کو اطلاع دی کہ آپ کی دوکان بھی جل گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ اسکی فکر سے بھی میں آزاد ہو گیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ کی دوکان محفوظ ہے اور اطراف کی تمام دوکانیں جل گئی ہیں تو آپ دوکان پر تشریف لائے اور اس کو محفوظ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا دوکان کا سارا سامان فقراء میں تقسیم کر دیا۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے زندگی کے ابتدائی حالات کے تعلق سے دریافت کیا گیا تو یہ معلوم ہوا کہ ایک روز حضرت حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی دوکان کے سامنے سے گزرے آپ نے ان کو ایک روٹی نذر کی تو انہوں نے مجھے دعا دی کہ اللہ تجھے خیر کی توفیق عطا فرما۔ جب سے یہ دعائیں نے سنی میں دنیاوی مال کی محبت سے آزاد ہو گیا۔ اور دنیا کو ترک کرنے کی کوشش میں لگ گیا۔

ایک دفعہ آپ کے وعظ کے دوران احمد بن یزید بڑے شان و شوکت کے ساتھ مجلس وعظ میں پہنچا اُس دن آپ کے وعظ کا موضوع یہ تھا کہ انسان کمزور ہونے کے باوجود بڑے بڑے گناہ کرتا ہے اس تقریر کا احمد بن یزید پر بڑا اثر ہوا۔ وہ اپنے محل پہنچنے کے بعد بغیر کچھ کھائے پیئے عبادت

میں مشغول رہا۔ اور صبح بے چینی کے عالم میں فقیرانہ لباس پہن کر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کے وعظ سے میں اتنا متاثر ہوا ہوں کہ طے کیا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کروں آپ سے گزارش ہے کہ آپ مجھے طریقت کی تعلیم دیں آپ نے فرمایا کہ عام تعلیم تو یہ ہے کہ پابندی کے ساتھ پنچگانہ نماز ادا کریں اور سلوک کی خاص تعلیم یہ ہے کہ دنیا کو ترک کر کے عبادت میں مشغول ہو جائے کسی سے کچھ طلب نہ کرنا۔ اگر کوئی کچھ دینا چاہیں تو لینے سے انکار کر دو۔ یہ نصیحتیں سننے کے بعد احمد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میرا تو ایک ہی بیٹا تھا وہ بھی آپ کی صحبت میں دیوانہ ہو کر کہیں چلا گیا ہے حضرت یہ تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ آجایگا میں تمہیں اس کی اطلاع کر دوں گا۔ کچھ عرصہ بعد احمد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کمزوری کی حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ مجھے خواب غفلت سے بیدار کر کے جو کرم فرمایا ہے اس کا اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ اسی دوران احمد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ اور بیوی بچے بھی وہاں پہنچ گئے اور آپ کی صحت و کمزوری کو دیکھ کر لپٹ کر رونے لگے ان کے ساتھ اہل مجلس بھی متاثر ہوئے۔ پھر آپ کی والدہ اور بیوی نے جب گھر چلنے پر اصرار کیا تو آپ نے گھر آنے سے انکار کر دیا۔ بیوی نے کہا کہ اپنے بچوں کو بھی ساتھ رکھ لو چنانچہ آپ نے اپنے فرزند کا لباس اتار کر کمر باندھا اور ہاتھ میں زنبیل دے کر چلنے لگے تو ماں سے اپنے بچے کا یہ حال دیکھانہ گیا اور ماں نے بچے کو جانے سے روک لیا۔ پھر ایک زمانے کے بعد حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کیا کہ مجھے احمد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام پہنچا ہے کہ میری موت قریب ہے اگر آپ چند قدم زحمت اٹھائیں تو بہتر ہے اور جب وہاں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو دیکھا کہ آپ قبرستان میں مٹی کے ڈھیر پر پڑے ہوئے ہیں۔

اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا سراپنی گود میں رکھا تو انھوں نے آنکھیں کھول کر کہا کہ

اب بالکل میرا موت کا وقت پہنچ چکا ہے۔ آپ حضرت کی گود میں ہی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جب آپ کی تدفین کا سامان پہنچا تو راستہ میں ایک مجمع ملا اور ان لوگوں نے کہا کہ آسمان سے ایک ندا سنی ہے کہ ہمارے مخصوص ولی کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں تو وہ قبرستان پہنچ جائیں۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ چالیس سال سے میرا دل شہد کھانے کو چاہتا ہے لیکن میں نے اس کی یہ خواہش پوری نہیں کی حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ہر روز آئینہ دیکھتا ہوں ممکن ہو کہ گناہوں کی وجہ سے مرا چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سلام کے جواب میں مسرت کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ جب اسکی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ سلام کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ جس میں نوے رحمتیں اسکو ملتی ہیں جو ملاقات میں خوشی کا اظہار کرتا ہے اسلئے میں ملاقات میں خوشی کا اظہار نہیں کرتا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے زیادہ رحمتیں پہلے سلام کرنے والے کو ملیں۔

ایک مرتبہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے خواب میں پوچھا کہ جب آپ خدا سے محبت کرتے تھے تو یوسف علیہ السلام سے محبت کیوں کی۔ اس پر غیب سے ندا آئی کہ اے سری سقطی آداب ملحوظ رکھو پھر اس کے بعد خواب میں آپ نے یوسف علیہ السلام کے حُسن کو دیکھا تو چیخ مار کر (۱۳) روز تک بے ہوش رہے ہوش میں آنے کے بعد یہ ندا سنی کہ جو ہمارے چاہنے والوں سے گستاخی کرتا ہے اُس کا یہی انجام ہوتا ہے جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ لوگ آپ کے پاس تعلیم حاصل کرنے آرہے ہیں تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے مولیٰ ان کو تعلیم عطا فرماتا کہ یہ لوگ مجھے تیری عبادت سے غافل نہ کر سکیں۔ ایک شخص (۳۰) سال سے عبادت میں مصروف تھا تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ توفیق کیسے ملی۔ تو کہا کہ میں ایک روز حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر جا کر آواز دی تو حضرت نے پوچھا

کون ہیں میں نے عرض کیا کہ آپ کا ایک شناسا ہے۔ یہ سننے کے بعد آپ نے یہ دعا دی اے میرے مولیٰ اس کو ایسا بنادے کہ تیرے سوا اس کو کسی سے بھی شناسائی نہیں رہے اُس دن سے مجھے یہ مراتب حاصل ہونے شروع ہو گئے۔

کسی بزرگ سے آپ نے ان کا نام پوچھا تو فرمایا ھُو پھر سوال کیا آپ کیا کھاتے پیتے ہیں تو انہوں نے جواب میں ھُو فرمایا عرض کیا کہ ہر سوال کے جواب میں آپ یہی کہتے رہے آپ نے پوچھا کہ کیا آپ کی مراد ھُو سے اللہ ہے یہ سنتے ہی وہ بزرگ چیخ مارے اور ان کی روح پرواز ہو گئی۔

:- ارشادات :-

(۱) آپ نے شباب کے زمانے میں ارشاد فرمایا کہ عبادت جوانی میں ہونی چاہئے پھر فرمایا مالدار ہمسایہ، بازاری قاری اور امیر علماء سے دور رہو

(۲) یہ بھی ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزیں چھوڑ کر تمام عالم بے سود ہے

اول: کھانا لیکن زندہ رہنے کی حد تک

دوم: پانی پیاس بجھانے کی حد تک

سوم: لباس جسم ڈھانکنے کی حد تک

چہارم: مکان صرف رہنے کی حد تک

پنجم: علم عمل کی حد تک

(۳) یہ بھی فرمایا کہ ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جن کے قول و فعل میں فرق نہ ہو۔

(۴) نعمت کی جو قدر نہیں کرتا تو نعمت اس سے دور بھاگتی ہے۔

(۵) جو خدا کا اطاعت گزار بندہ ہوتا ہے سارا عالم اس کے تحت ہوتا ہے۔

(۶) فرمایا کہ قرآن کو سمجھنے اور غور و فکر کرنے والا سب سے زیادہ عقلمند ہوتا ہے۔

(۷) فرمایا کہ حشر میں امتوں کو انبیاء کرام کے ناموں سے پکارا جائے گا لیکن اولیاء کرام کو خدا کی جانب سے پکارا جائے گا۔

(۸) حضرت کا ارشاد ہے کہ جو عارف کم کھائے، کم سوئے، کم آرام لے، وہ چاند کی طرح ہے جو سب کو منور کر دیتا ہے۔ زمین کی طرح ہر شئی کو تھامے رکھتا ہے اور پانی کی طرح دلوں کو حیات بخشتا ہے

(۹) فرمایا کہ مخلوق سے کچھ طلب نہ کرنا اور دنیا کو بُری نظر سے دیکھنے کا نام زہد ہے۔

(۱۰) فرمایا کہ اخلاق یہ ہیں کہ لوگوں کو تکلیف دینے کے بجائے ان سے پہنچی ہوئی تکلیف پر صبر کرنا۔ غصہ پر قابو پانا بھی اخلاق میں داخل ہے۔

(۱۱) خود کو فنا کر دینے کے بعد سالک کو سکون ملتا ہے۔

(۱۲) ایک مرتبہ صبر کی تعریف بیان کرنے کے دوران آپ کو ایک بچھوئی مرتبہ کا ٹالیکن آپ نے اُف تک نہیں کی۔

(۱۳) آپ سے نصیحت کی درخواست کی گئی تو فرمایا کہ مخلوق میں رہتے ہوئے خالق سے غافل نہ رہنا یہ کہہ کر آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

(۱۴) فرمایا کہ گناہ کو ترک کرنے کے صرف تین وجوہات ہیں۔

اول جنت کی خواہش، دوم خوف جہنم، سوم خدا سے شرم کرنا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا کہ

عبادت میں ان کے جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ مرض الموت کے سوا اپنا پہلو زمین پر کبھی نہیں لگایا۔

آپ کی وفات ۱۵۰ ہجری میں ہوئی۔

حضرت جنید بغدادی قدس سرہ

آپ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے اور مرید ہیں آپ شریعت و طریقت کے تمام علوم پر عبور رکھتے تھے اسی وجہ سے آپ کو شیخ الشیوخ کہا جاتا ہے۔

لوگوں نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ کبھی مرید کا درجہ اپنے مرشد سے بھی اونچا ہوا ہے۔ فرمایا بیشک جس طرح جنید میرا مرید ہے لیکن مراتب میں مجھ سے زیادہ ہے (یہ انکساری ہے) حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ بچپن ہی سے آپ کو بلند مراتب حاصل ہوتے رہے ایک مرتبہ آپ مدرسہ سے گھر واپس ہو رہے تھے راستے میں آپ کے والد بیٹھ کر رو رہے تھے۔ آپ نے وجہ پوچھی تو بتلایا کہ میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ میں نے تمہارے ماموں سری سقطی کے ہاں زکوٰۃ میں کچھ درہم بھیجے تھے لیکن انہوں نے زکوٰۃ کے درہم کو قبول نہیں کیا اور آج مجھے اس بات کا احساس ہوا ہے کہ میں نے اپنی زندگی ایسے مال کے جمع کرنے میں ضائع کر دی جس کو خدا کے ولی نے بھی قبول نہیں کیا۔ چنانچہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے وہ درہم لے کر اپنے ماموں کے گھر پہنچے اور آواز دی تو پوچھا گیا کہ کون ہے آپ نے عرض کیا جنید آپ کے لئے زکوٰۃ کی رقم لیکر آیا ہے مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کے اوپر فضل اور میرے والد کے ساتھ عدل کیا اب آپ کو اختیار ہے رقم لیں یا نہ لیں کیوں کہ میرے والد کو حکم تھا کہ زکوٰۃ ادا کریں تو انہوں نے پورا کر دیا یہ بات سن کر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے دروازہ کھول دیا اور فرمایا رقم سے پہلے میں تجھے قبول کرتا ہوں چنانچہ اسی دن سے آپ ان کی کی خدمت میں رہنے لگے۔

سات سال کی عمر میں انہی کے ہمراہ مکہ معظمہ پہنچے وہاں چار صوفیائے کرام میں شکر کے مسئلہ پر

بحث چھڑی ہوئی تھی سب شکر کی تعریف بیان کر چکے تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو شکر کی تعریف کرنے کا حکم دیا۔ کچھ دیر سر جھکا کر بیٹھنے کے بعد آپ نے شکر کی تعریف یوں بیان کی کہ جب اللہ تعالیٰ نعمت عطا کرے تو ہم کو چاہئے اس کی نافرمانی نہ کریں یہ سن کر صوفیائے کرام نے کہا کہ واقعی شکر اسی کا نام ہے۔

پھر واپس بغداد آ کر آئینہ سازی کی دوکان قائم کر لی ایک پردہ تان کر (۴۰۰) رکعت نماز روز پڑھا کرتے تھے۔ اور کچھ عرصہ بعد حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے ایک کمرے میں گوشہ نشینی اختیار کر لی اور (۳۰) سال تک رات بھر عبادت میں مشغول رہے اور (۴۰) سال بعد دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب میں بلند مرتبہ تک پہنچ گیا ہوں۔ چنانچہ غیب سے ندا آئی اے جنید اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تیرے گلے میں زقار ڈال دی جائے۔ یہ سن کر آپ نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا کہ جو بندہ وحدت میں فنا ہونے کا اہل نہ ہو اس کی تمام نیکیاں ضائع ہو گئیں۔

آپ کا امتحان: ایک مرتبہ خلیفہ نے بغرض امتحان ایک حسین و جمیل کنیز کو عمدہ لباس اور زیورات سے آراستہ کر کے آپ کے پاس بھیجا اور کنیز کو یہ بات سکھا دی گئی کہ تو خود کو امیر زادی ظاہر کر کے کہے کہ اگر میرے ساتھ آپ ہم بستر ہو جائیں تو میں آپ کو مالا مال کر دوں گی اس کنیز کے ہمراہ ایک غلام کو بھی بھیجا جب اس کنیز نے خلیفہ کے حکم کے مطابق اپنی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکا کر ایسی آہ کھینچی کہ کنیز وہیں فوت ہو گئی جب غلام نے خلیفہ کے پاس آ کر اس واقعہ کو بیان کیا تو خلیفہ کو بہت غم ہوا۔ کیوں کہ وہ خود اس کنیز سے بہت محبت کرتا تھا۔ خلیفہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ کر عرض کیا کہ آپ نے یہ بات کیسے گوارہ کر لی کہ ایک حسین لڑکی کو ختم کر دیا آپ نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین کا فرض ہے کہ وہ مومنوں کے ساتھ مہربانی کرے بلکہ تم میری چالیس سالہ عبادت کو ملیا میٹ کرنا کیسے گوارہ کیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام بلند پایہ تھا اور تمام اہل طریقت آپ کی امامت پر اتفاق

کرتے ہیں کہ کسی نے آپ پر اعتراض نہیں کیا حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں مریدوں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا اے شیخ ہمیں نصیحتیں کیجئے تاکہ ہمارے دلوں کو قرار آئے آپ نے فرمایا جب تک میرے شیخ با حیات رہیں میں کوئی تلقین نہیں کر سکتا۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے بلند مراتب کے بعد حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے وعظ گوئی کی خواہش کی آپ نے عرض کیا کہ آپ کی زندگی میں وعظ گوئی مجھے اچھی معلوم نہیں ہوتی اسی رات آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا حضور نے فرمایا اے جنید لوگوں کو نصیحت کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ مخلوق کو نجات عطا فرمائے جب جنید رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو آپ نے خیال کیا کہ واقعی میرا درجہ میرے شیخ سے بلند ہو گیا ہے۔ اور مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ گوئی کا حکم فرمایا ہے جب صبح ہوئی تو سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کو بھیجا کہ جب جنید نماز فجر کا سلام پھیر دیں تو تم اُن سے کہو کہ تم نے مریدوں کے کہنے سے وعظ گوئی نہ کی اور نہ مشائخ بغداد کی درخواست کو قبول کیا میرا پیغام بھی تم کو پہنچا جب بھی وعظ گوئی نہیں کی اب تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی ہو چکا ہے حکم کی تعمیل کرو۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس وقت میں نے مانا کہ میرا شیخ میرے ظاہری و باطنی حالات سے واقف ہے۔ ان کا درجہ میرے درجہ سے بہت بلند ہے کیونکہ وہ میرے اسرار سے بہ خوبی واقف ہے میں تو ان کے احوال سے بھی بے خبر ہوں اس کے بعد میں اپنے شیخ کے دربار میں حاضر ہوا اور توبہ کی میں نے عرض کیا آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہوں انہوں نے فرمایا میں نے خواب میں رب العزت کو دیکھا ہے مجھ سے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو جنید کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ مخلوق کے لئے وعظ گوئی شروع کریں اور بغداد کے لوگوں کی دلی مراد بر آئے۔ اسی واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مرشد جس حال میں بھی موجود ہو وہ مریدوں کے تمام حالات سے باخبر ہوتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں اس شرط پر وعظ کر سکتا ہوں کہ میرے وعظ میں چالیس افراد سے زائد نہ ہوں ایک دفعہ آپ کے وعظ میں ایک آتش پرست مسلمان کی صورت بنا کر حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا کہ حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ مومن کی فراست سے (دانائی) سے بچتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور سے مشاہدہ کرتا ہے یہ قول سن کر آپ نے فرمایا کہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تجھے مسلمان ہونا چاہیے اس کرامت سے متاثر ہو کر وہ مسلمان ہو گیا۔

کسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت جنید کو بھی خواب میں دیکھا اور ایک شخص نے کوئی فتویٰ حضور کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر دیا اس نے کہا کہ جب حضور ﷺ تشریف فرما ہیں تو دوسروں کی کیا ضرورت تو حضور ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو اپنی امت پر فخر ہے لیکن مجھے امت میں جنید پر اس سے بھی زیادہ فخر ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک وقت مجھے شیطان کو دیکھنے کا خیال آیا ایک دفعہ میں مسجد کے باہر کھڑا ہوا تھا ایک بوڑھا شخص آتا ہوا نظر آیا جب میں نے اس کو دیکھا تو اس کی صورت سے نفرت پیدا ہوئی اور وہ جب میرے قریب پہنچا تو میں نے کہا اے بوڑھے تو کون ہے تیری شکل کو دیکھنے کی میری آنکھیں طاقت نہیں رکھتیں اور تیری آمد سے میرے دل کو سخت وحشت ہو رہی ہے بوڑھے نے کہا میں وہی ابلیس ہوں جس کو دیکھنے کی تم نے تمنا کی تھی میں نے کہا اے ملعون حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا شیطان نے کہا اے جنید تمہارا کیا خیال ہے کیا میں غیر اللہ کو سجدہ کر لیتا حضرت جنید فرماتے ہیں کہ ابلیس کی یہ بات سن کر میں ہکا بکا ہو گیا اور مجھے کوئی جواب نہ بن پڑا اتنے میں غیب سے ندا آئی کہ اے جنید اس ملعون سے کہو کہ تو جھوٹا ہے اگر تو فرمانبردار ہوتا تو اس کے حکم سے کیوں انکار کیا شیطان نے میرے دل کے اندر کی یہ آواز سنی تو چیخنے لگا خدا کی قسم تو نے مجھے جلاؤ الا پھر اچانک وہ غائب ہو گیا اس حکایت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی حفاظت فرماتے ہیں۔

اور انہیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھتے ہیں ایک مرتبہ آپ کے پیر میں تکلیف ہو رہی تھی تو آپ نے پاؤں پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو آسمان سے ندا آئی تجھے شرمندہ ہونا چاہئے کہ اپنے نفس کی خاطر ہمارے کلام کو استعمال کیا ہے

ایک مرتبہ آپ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہو گئے تو ایک آتش پرست طبیب نے آپ کو ہدایت کی کہ آپ کی آنکھوں پر پانی نہ لگنے پائے لیکن آپ نے فرمایا وضو کرنا میرے لئے ضروری ہے اور طبیب کے رخصت ہونے کے بعد وضو کر کے نماز عشاء پڑھی اور صبح کو جب بیدار ہوئے تو آپ کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں تھی اور یہ ندا آئی کیونکہ تو نے ہماری عبادت کی وجہ سے آنکھوں کی پرواہ نہیں کی اس لئے ہم نے تمہاری تکلیف ختم کر دی جب طبیب نے پوچھا کہ ایک ہی رات میں آپ کی آنکھیں کس طرح اچھی ہو گئیں تو فرمایا کہ وضو کرنے سے یہ بات سن کر طبیب نے کہا حقیقت یہ ہے کہ میں مریض تھا اور آپ طبیب یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گیا

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی دوستی کا علم ایک حجام سے حاصل ہوا میں مکہ معظمہ میں قیام کے دوران ایک حجام کے پاس گیا میں نے اس سے کہا خدا کے لئے میری حجامت بنا دے اس وقت حجام ایک دولت مند کی حجامت بنا رہا تھا اس کو چھوڑ کر آپ کے بال کاٹنے شروع کر دئے حجامت بنانے کے بعد حجام نے ایک کاغذ کی پڑیا میرے ہاتھ میں تھادی اس میں کچھ رقم تھی اور مجھ سے کہا کہ اس سے آپ اپنی ضرورت پوری کر لیں وہ پڑیا لیکر میں نے نیت کر لی کہ اب پہلے جو کچھ ملے گا میں حجام کی نذر کروں گا کچھ دن بعد ایک شخص نے بصرہ میں مجھے اشرفیوں سے بھری تھیلی نذر کی یہ تھیلی لیکر میں حجام کے پاس پہنچا اس حجام نے کہا کہ میں نے تمہاری خدمت خدا کیلئے کی تھی۔ اور تم نادانی سے مجھے یہ تھیلی پیش کرنے آئے ہو تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ اللہ کے واسطے کام کرنے والا کسی سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔ کسی نے آپ سے شکایت کی کہ میں ننگا بھوکا رہتا ہوں فرمایا خدا تجھے ہمیشہ ننگا بھوکا رکھے کیونکہ

یہ نعمت تو وہ اپنے مخصوص بندوں کو عطا فرماتا ہے اور کبھی وہ اس کی شکایت نہیں کرتے۔

ایک مرتبہ آپ کی مجلس وعظ میں ایک نوجوان پر کیفیت طاری ہوئی اور وہ تائب ہو کر گھر جا کر اپنے جملہ سامان غریبوں میں تقسیم کر دیا اور ایک ہزار دینار آپ کو نذر پیش کرنے کیلئے نکلا راستے میں ساتھیوں سے ملاقات ہوئی تو مشورہ دیا گیا کہ تم ایک دیندار کو دنیا کی طرف کیوں راغب کرتے ہو یہ سن کر اس نوجوان نے پورے دینار دریائے وجلہ میں پھینک دئے اور اس کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم میری صحبت کے اہل نہیں ہو کیونکہ تم نے ایک ایک کر کے ایک ہزار دینار دریا میں پھینکے ہو جب کہ ایک مرتبہ میں بھی پھینک سکتے تھے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کے دل میں یہ شیطانی وسوسہ پیدا ہوا کہ اب میں اعلیٰ درجہ پر پہنچ گیا ہوں اب مجھے مرشد کی حاجت نہیں اسی خیال کے آتے ہی وہ گوشہ نشین ہو گئے رات میں خواب میں دیکھا کرتے تھے کہ ملائکہ ان کو جنت کی سیر کرانے لیجاتے ہیں اور جب یہ بات مشہور ہوئی تو ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس گئے اور فرمایا آج رات کو جب تم جنت میں پہنچو تو لا حول پڑھنا یا میرا نام لینا اس کے بعد جب آپ نے حضرت کے حکم پر لا حول پڑھا تو دیکھا کہ شیطان تو بھاگ گئے اور اپنے آپ کو بغداد کے باہر کچرے کے ڈھیر پر پایا یہ دیکھ کر وہ تائب ہو کر آپ کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

آپ کے ایک مرید تھے جن سے آپ کو محبت تھی جس کی وجہ سے دوسرے مریدین کے دل میں حسد پیدا ہوا آپ نے ایک مرتبہ چند مریدوں کو جمع کر کے ہر ایک کو ایک ایک مرغ اور چاقو دے کر فرمایا کہ ان مرغوں کو ایسی جگہ ذبح کرو جہاں کوئی نہ دیکھ سکے کچھ دیر کے بعد ایک کے سوا تمام مریدین ذبح کئے ہوئے مرغ لے کر حاضر ہوئے لیکن وہ مرید زندہ مرغ لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی جگہ ایسی نہیں دکھی جہاں خدا موجود نہ ہو یہ کیفیت دیکھ کر دوسرے مریدین نے اپنے حسد سے توبہ کر لی۔

۔:ارشادات:۔

(۱) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ مریدین کو مرشدین کے ذکر سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے آپ نے فرمایا مرشدین کا ذکر مردان خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس کے ذریعہ مریدین کے دلوں کو سکون حاصل ہوتا ہے۔

(۲) جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے تمام مدارج صرف فاقہ کشی، شب بیدار یا ور ترک دنیا سے ملے ہیں۔

(۳) آپ نے فرمایا کہ صوفی کی تعریف یہ ہے کہ خدا اور رسول کی اطاعت کرے اس طرح کہ ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے میں حدیث۔

(۴) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر محشر میں اللہ تعالیٰ مجھے دیدار کا حکم دیگا تو میں عرض کروں گا چونکہ آنکھ غیر ہے اور میں غیر کے ذریعہ دوست کا دیدار نہیں کرنا چاہتا۔

(۵) آپ نے فرمایا کہ صبر کرنا اور شکایت نہ کرنا یہ بندگی کی اعلیٰ صفت ہے۔

(۶) آپ نے فرمایا کہ مہمان نوازی نوافل سے بہتر ہے۔

(۷) آپ نے فرمایا بندہ جتنا خدا سے قرب حاصل کرتا ہے خدا بھی اس سے اتنا ہی قریب ہو جاتا ہے۔

(۸) آپ نے فرمایا کہ صنعت الہی سے عبرت نہ کرنے والی آنکھ کا اندھا ہونا ہی بہتر ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو زبان خدا کے ذکر سے خالی ہو اس کا گونگا ہونا بہتر ہے اور کان حق کی بات سننے سے قاصر ہوں اس کا بہرہ ہونا ہی اچھا ہے اور جو جسم عبادت کی طرف مائل نہ ہو اس کا مردہ ہونا ہی اچھا ہے اور فرمایا احکام شریعہ کے سوانہ کچھ سننا چاہئے ورنہ مرید کے لئے دنیا تلخ ہو جاتی ہے۔

(۹) حضرت نے فرمایا کہ چار ہزار بزرگان دین کا قول ہے کہ عبادت الہی اس طرح ہونی چاہئے

کہ خدا کے سوا کسی کا خیال تک نہ آئے۔

(۱۰) آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خلیل ہونے کا درس حضرت اسماعیل علیہ السلام سے تسلیم کا درس اور حضرت داؤد علیہ السلام سے غم کا درس اور حضرت ایوب علیہ السلام سے صبر کا درس اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شوق کا درس اور حضور اکرم ﷺ سے اخلاص کا درس حاصل کریں اور حضرت نے فرمایا کہ خدا کے علاوہ ہر شئی کو چھوڑ کر خود کو فنا کر لینے کا نام تصوف ہے۔

(۱۱) جو درویش خدا کی رضا پر راضی ہے وہ سب سے برتر ہے اور ان لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے جو احسان کر کے بھول جاتے ہیں

(۱۲) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قلب مومن دن میں ستر (۷۰) مرتبہ گردش کرتا ہے اور قلب کافر (۷۰) سال میں ایک مرتبہ گردش کرتا ہے۔

(۱۳) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو قرآن حکیم کا پیرو نہ ہو اور حضور اکرم ﷺ کی سنت پر عمل نہ کرتا ہو اس کی پیروی ہرگز نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔

کرامت: مشائخ کرام بغداد آپ کی روحانی طاقت اور کشف سے بخوبی واقف تھے خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے آپ کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں تھا اچانک میرے دل میں خیال ہوا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ میرے گھر کے دروازے پر میرا انتظار کر رہے ہیں پھر حضرت نے سوچا کہ یہ کوئی وہم ہے۔ اس وقت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں۔ تھوڑی دیر بعد پھر خیال آیا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ میرے دروازے پر آ کر میرا انتظار فرما رہے ہیں۔ پھر حضرت نے خیال کیا کہ یہ تو کوئی وہم ہے اس وقت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ معلوم نہیں کہاں ہیں پھر تھوڑی دیر بعد میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت میرے دروازے پر تشریف لا کر میرا انتظار کر رہے ہیں حضرت خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل سے اس خیال کو نکال دیا دوسرے کاموں

میں اپنے آپ کو مصروف کر لیا پھر خیال آیا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آ کر میرے دروازے پر میرا انتظار فرما رہے ہیں لہذا آپ نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دروازے پر موجود ہیں حضرت نے فرمایا پہلی بار آپ کے دل میں یہ خیال آیا تو آپ نے دروازہ کیوں نہیں کھولا حضرت خیر نسا ج رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے قوت کشف پر دنگ ہو گئے اور اپنی محفلوں میں فرماتے تھے کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی تصرف بہت بلند ہے۔

(۲) مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مشہور بزرگ کہمش بن حسین رحمۃ اللہ علیہ جو ہمدان میں قیام فرماتے تھے آپ کا لقب ابو محمد تھا۔ ایک رات کسی نے آپ کے دروازے پر آ کر دستک دی تو ابو محمد فرماتے ہیں کہ دستک کی آواز سننے کے بعد میرا خیال ہوا کہ حضرت شیخ جنید آئے ہونگے جبکہ حضرت جنید اس وقت ہمدان سے کافی دور بغداد میں رہتے تھے۔ میں نے جیسے ہی دروازے سے باہر دیکھا کہ حضرت جنید میرا انتظار کر رہے تھے حضرت جنید نے فرمایا اے ابو محمد میں تم سے خاص بات کرنے ہمدان آیا ہوں اور آپ کے ساتھ بڑی محبت کا اظہار فرمایا

وفات: آپ نے سورہ بقرہ کی (۷۰) ستر آیات تلاوت فرمائی اور جب لوگوں نے عرض کیا اللہ اللہ کیجئے تو فرمایا کہ میں اس کی طرف سے غافل نہیں ہوں پھر انگلیوں پر وظیفہ پڑھنے لگے۔ جب سیدھے ہاتھ کی انگشت شہادت پر پہنچے تو انگلی اٹھا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور آنکھیں بند کر لیں غسل دیتے وقت جب لوگوں نے آنکھوں میں پانی پہنچانا چاہا تو غیب سے آواز آئی کہ ہمارے محبوب کی آنکھوں سے پانی کو الگ رکھو کیونکہ اس کی آنکھیں ہمارے ذکر کی لذت سے بند ہوئی ہیں۔ اور ہمارے دیدار کے بغیر نہیں کھل سکتی جب انگلی سیدھی کرنے کا ارادہ کیا تو ندا آئی کہ یہ ہاتھ ہمارے ذکر میں بند ہوئے ہیں اور ہمارے حکم کے بغیر نہیں کھلیں گے۔ ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو حضرت نے جواب میں فرمایا کہ اپنے کرم سے میری مغفرت فرمادی اور ان دو رکعت نمازوں کے علاوہ جو میں رات کو پڑھا کرتا تھا اور کوئی بھی میری عبادت کام نہ آسکی۔

آپ کے مزار مبارک کے قریب حضرت شبلی موجود تھے کسی شخص نے آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا تو فرمایا کہ خدا رسیدہ بزرگوں کی حیات و ممات دونوں مساوی ہوتے ہیں اس لئے میں ایسی مزار پر

کسی مسئلہ کا جواب دینا پسند نہیں کرتا کیونکہ مرنے کے بعد بھی آپ سے اتنی ہی حیا رکھتا ہوں جتنی کہ حیات میں تھی
آپ کی وفات ۲۹ ہجری میں ہوئی۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ابو بکر شبلی قدس سرہ

حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مشہور صوفیائے کرام میں ہوتا ہے۔ آپ بغداد میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں مقیم رہے۔ آپ کا مسلک مالکی تھا۔ آپ کے کرامات و ریاضت اور رُموز بہت ہیں آپ نے ستر (۷۰) سال کی عمر پائی اور ۳۳۴ ہجری ماہ ذی الحجہ میں وفات پائی۔ آپ نے (تیس) سال تک حدیث و فقہ کا درس لیا۔ آپ نے فرمایا اس کے بعد میرا سینہ روشن ہوا اور مجھ کو خدا کی طلب کی خواہش پیدا ہوئی تو میں نے کئی اساتذہ کے پاس اس معاملہ میں رجوع ہوا اور کوئی بھی مجھے راستہ نہ بتا سکا کیونکہ ان میں سے ایک بھی اللہ کے راستے سے واقف نہ تھا بس مجھے اتنا جواب دیتے تھے کہ ہم غیب کے سوا سب کچھ جانتے ہیں چنانچہ میں نے تعجب سے عرض کیا کہ آپ حضرات اندھیرے میں ہیں۔ اور میں روز روشن میں رہ کر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے اپنے آپ کو آپ جیسے نااہل کے سپرد نہیں کیا یہ سن کر سب برہم ہو گئے اور میرے ساتھ بہت ہی نامناسب سلوک کیا۔

آپ نہاوند کے سردار تھے اور جب خلیفہ نے تمام امیروں اور سرداروں کو دربار میں طلب کیا تو آپ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ خلیفہ کی جانب سے سب کو خلعت عطا کی گئی اور اس وقت ایک امیر کو چھینک آئی امیر نے خلعت کی آستین سے اپنی ناک صاف کر لی جس کی وجہ سے خلیفہ نے غصہ میں اس کی خلعت واپس لے کر برطرف کر دیا۔ اس وقت آپ کو یہ ہدایت ملی جو شخص مخلوق کی عطا کردہ خلعت سے ناک صاف کر کے سزا کا مستحق ٹھہرا تو خدا کی عطا کردہ خلعت کے ساتھ ناقدری کرنے والے کو معلوم نہیں کیا سزا ہوگی۔ اس خیال کے بعد آپ نے خلیفہ سے مخاطب ہو کر کہا تم مخلوق ہو کر اس چیز کو ناپسند کرتے ہو کہ کوئی تیری عطا کردہ خلعت کی بے ادبی نہ کرے جبکہ تیری خلعت خدا تعالیٰ کی خلعت کے سامنے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنی معرفت کی خلعت نوازا ہے یہ کہہ کر دربار سے باہر نکلے پھر حضرت خیر ناسج رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے کچھ عرصہ تک اپنے مرشد کے صحبت میں رہے اور انھیں کے حکم سے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔

آپ نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے انھوں نے فرمایا کہ ایک سال تک گندھک بیچتے پھر واس کے بعد فرمایا کہ ایک سال تک بھیک مانگو چنانچہ آپ نے ایک سال یہ بھی کیا مگر کبھی کسی نے آپ کو خیرات نہیں دی۔ جب اس بات کی شکایت آپ نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کی تو انھوں نے مسکرا کر فرمایا اب تو تم کو شاید اندازہ ہو گیا ہو گا کہ مخلوق کے نزدیک تمہاری کوئی حیثیت نہیں۔ اس کے بعد حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ کیونکہ تم نہاوند کے امیر رہ چکے ہو وہاں جا کر ہر فرد سے معافی چاہو۔ چنانچہ آپ نے وہاں کے بچے بچے سے معافی چاہی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں تمہیں اب اپنی صحبت میں رکھوں گا مگر شرط یہ ہے کہ تم فقراء کی خدمت گزاری کرو گے چنانچہ ایک سال تک فقراء کی خدمت کرتے رہے پھر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اب تمہارے نزدیک نفس کا کیا مقام ہے آپ نے جواب دیا کہ میں خود کو پوری مخلوق میں کم تر تصور کرتا ہوں یہ سن کر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب تمہارے ایمان کی تکمیل ہو گئی۔

ابتدائی زمانے میں جب کوئی آپ کے سامنے خدا کا نام لیتا تو آپ اس کا منہ شکر سے بھر دیتے جب بچے اللہ اللہ کا نعرہ لگاتے تو آپ ان میں شیرینی تقسیم فرمایا کرتے لیکن بعد میں یہ کیفیت ہو گئی کہ خدا کا نام لینے والوں کو روپے دے دیا کرتے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک غیبی آواز سنی کہ اسم ذات کے ساتھ کب تک وابستہ رہے اگر طلب صادق ہو تو عشق الہی میں ایسا ڈوب جائے یہ کہہ کر دریائے دجلہ میں چھلانگ لگادی۔ ایک موج نے آپ کو کنارے پر پھینک دیا پھر اسی کیفیت میں آگ میں کود پڑے لیکن آگ بھی آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائی ایسے خطرناک مقامات پر پہنچتا کہ خود کو ہلاک کر دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی خود حفاظت فرماتا ہے اور ہر روز آپ کے عشق الہی میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔

اور آپ اکثر پکار پکار کر فرماتے افسوس ہے اس شخص پر جو نہ پانی میں غرق ہو سکا اور نہ آگ میں جل سکا اور نہ درندوں نے پھاڑا اور نہ پہاڑ سے گر کر ہلاک ہو سکا۔ پھر آپ نے آواز غیبی سنی کہ جو مقبول الہی ہوتا ہے اس کو خدا کے سوا دوسرا کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لوگوں نے کئی مرتبہ زنجیروں سے جکڑا مگر پھر بھی آپ کو سکون میسر نہ آسکا۔ آپ کو پاگل سمجھ کر پاگل خانہ بھیج دیا گیا اور سب آپ کو دیوانہ کہنے لگے مگر آپ یہ فرمایا کرتے کہ تم سب مجھے دیوانہ کہتے ہو حالانکہ تم سب خود پاگل ہو۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ روز حشر تمہاری دیوانگی سے میری دیوانگی کا مرتبہ زیادہ ہوگا

چند احباب آپ سے ملاقات کیلئے پاگل خانہ پہنچے تو آپ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم سب آپ کے دوست ہیں آپ نے ان پر پتھر مارنا شروع کر دیا تو وہ لوگ بھاگنے لگے جس پر آپ نے فرمایا تم کیسے دوست ہو جو میری دی ہوئی مصیبت پر صبر نہ کر سکے ایک مرتبہ بچوں نے آپ کے پاؤں پر ایسے پتھر مارے کہ آپ لہو لہان ہو گئے اور زخم سے جو خون کے قطرے زمین پر گرتے ان میں ہر قطرہ خون سے اسم اللہ کا نقش ابھرتا تھا عبادت کے دوران آپ اپنی آنکھوں میں نیند نہ آنے کیلئے نمک بھر لیتے تھے حتیٰ کہ تھوڑی تھوڑی مقدار کر کے آپ نے ایک عرصہ تک آنکھوں میں نمک بھرتے اور فرمایا کرتے کہ خدا تعالیٰ تجلی فرما کر مجھ سے فرمایا کہ سونے والے مجھ سے غافل ہو جاتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آپ بھی شریک تھے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے بعض عقیدت مندوں نے آپ کی تعریف کی یہ سن کر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارا یہ قول درست نہیں بلکہ حقیقت میں شبلی مردود اور خدا سے بہت دور ہے لہذا آپ نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی مجلس سے باہر نکال دیا جب آپ نکل گئے تو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں سے فرمایا کہ تم تعریف کر کے ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ یہ تمہارے تعریفی جملے ان کے لئے تلوار تھے۔ اگر اس کا معمولی سا اثر بھی ہوتا تو اس کا نفس سرکش ہو جاتا

اور فوراً ہلاک ہو جاتا لیکن میری ہجو اس کی ڈھال بن گئی اور وہ ہلاکت سے بچ گیا حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میری پوری زندگی اسی خواہش میں گزری کہ کاش ایک لمحہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے مجھے ایسی خلوت نصیب ہو جاتی کہ میرا وجود باقی نہ رہتا۔ اور چالیس سال اسی تمنا میں گزارا اور یہ تمنا بھی دل میں ہی رہی کاش میں پہاڑوں میں اس طرح روپوش ہو جاتا نہ تو مخلوق مجھ کو دیکھ سکتی اور نہ میں مخلوق کو پھر فرمایا کہ میں خود کو یہودیوں سے بھی زیادہ اس لئے ذلیل تصور کرتا ہوں کہ میں نفس اور دنیا کی خواہشات کی بلاؤں میں گرفتار ہو۔۔۔ ایک مرتبہ آپ نئے کپڑے جسم پر سے اتار کر جلا ڈالے اور جب لوگوں نے عرض کیا کہ شریعت میں بلا وجہ کے مال کا ضائع کرنا حرام ہے۔ تو فرمایا قرآن نے کہا کہ جس شئی پر تمہارا قلب مائل ہوگا اس کو بھی آگ میں تمہارے ساتھ جلا دیں گے۔ چونکہ اس وقت میرا قلب نئے کپڑوں پر مائل تھا اس لئے میں نے اس کو دنیا ہی میں جلا ڈالا۔

آپ نے ایک مجلس میں کئی مرتبہ اللہ اللہ کہا اور اُسی مجلس میں ایک دُرولیش نے آپ پر اعتراض کیا کہ لا الہ الا اللہ کیوں نہیں کہتے اس وقت آپ نے ایک ضرب لگا کر فرمایا کہ مجھے ایک خطرہ رہتا ہے کہ میں لا، کہوں (نہیں کہوں) اور فوری بعد میری روح نکل جائے۔ آپ کے اس بیان سے دُرولیش لرز گیا اُسی وقت اس کا دم نکل گیا۔ طریقت کے طلبگار جب آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے تو آپ ان کو حکم فرماتے کہ جنگلوں میں جا کر توکل اختیار کرو اور بغیر زادِ راہ و سواری کے حج کے سفر پر چلے جاؤ۔ جب ان مجاہدات سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے بعد میرے پاس آنا کیونکہ تمہارے اندر میری صحبت میں رہنے کی اہلیت نہیں ہے۔ اور آپ ان تایب ہونے والوں کو اپنے مریدوں کے ہمراہ بغیر زادِ راہ و سواری کے صحراء میں بھیج دیا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے اعتراض کیا کہ بغیر زادِ راہ و سواری کے صحراء میں بھیج دینا ان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ جو لوگ میرے پاس آتے ہیں ان کا مقصد میری صحبت نہیں ہوتا بلکہ وہ دیدارِ الہی کے طلبگار ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر بوسہ لیا اور جب شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ تم کیا کیا عمل کرتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ میں نماز مغرب کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر یہ آیت تلاوت کرتا ہوں: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ یہ سن کر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ مرتبہ تمہیں اس لئے حاصل ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ وضو کر کے مسجد کی طرف جانے لگے راستہ میں غیبی آواز سنی کہ ایسے گستاخانہ وضو کے ساتھ ہمارے گھر میں جانا چاہتا ہے۔ یہ سن کر آپ واپس ہونے لگے تو پھر ایک آواز سنی کہ ہمارے گھر سے لوٹ جانا چاہتا ہے بھلا یہاں سے لوٹ کر کہاں جائے گا۔ آپ نے جب ایک زوردار ضرب لگائی تو یہ غیبی آواز سنی کہ ہم پر طعنہ زنی کرتا ہے آپ یہ سن کر خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے پھر غیبی آواز آئی کہ صبر و ضبط کا بھی دعویدار ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ میں تجھ سے ہی فریاد چاہتا ہوں

آپ ایک جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ تک حضرت ابوالحسن خضریٰ کو اپنے پاس رہنے کی اجازت دی اس کے ساتھ یہ فرمایا کہ اگر تم میری صحبت میں خدا کے سوا کسی اور کا تصور کیا تو میری صحبت تمہارے لئے حرام ہے ایک دفعہ آپ جنازے کی نماز پڑھا رہے تھے جس میں چار کے بجائے پانچ تکبیریں کہیں لوگوں نے پوچھا کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہوتی ہیں آپ پانچ تکبیریں کیوں کہے جواب میں فرمایا کہ چار تکبیریں میت پر اور ایک تکبیر اہل دنیا پر۔

۔:ارشادات:۔

(۱) صوفی وہ ہے جو تمام مخلوق کو اپنے بچوں جیسا سمجھ کر ان کی خدمت کرتا ہے اور مخلوق سے ایسا دور ہو جائے جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخلوق سے الگ کر دیا تھا۔

ارشاد باری ہے کہ ہم نے تم کو اپنے لئے منتخب کر لیا اور صوفیائے کرام ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آغوش کرم میں بچوں کی طرح پرورش پاتے رہتے ہیں فرمایا کہ عارف کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے جسم پر مچھر کو تک بیٹھنے نہیں دیتا اور کبھی اپنے پلکوں پر ساتوں آسمان اور زمین کو اٹھا لیتا ہے فرمایا کہ عارف وہی ہے جو خدا کے سوا کسی کا مشاہدہ اور نہ کسی سے محبت کرے نہ بات کرے اور نہ اپنے نفس کا کسی کو محافظ سمجھے فرمایا کہ عارف کا زمانہ موسم بہار کی طرح ہے جس طرح بہار میں گرج چمک سے پانی برسنے کے بعد ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں۔ رنگ رنگ کے پھول کھلتے ہیں۔ اور پھولوں پر بلبلیں نغمہ سرا ہوتی ہیں اس طرح عارف بھی ابر کی طرح روتا ہے۔ اور بجلی کی طرح مسکراتا ہے۔ بادل کی گرج کی طرح نعرہ مارتا ہے اور ہواؤں کے مانند آہیں بھرتا ہے۔ اور سر کو جنبش دے کر اپنی مرادوں کے پھول کھلاتا ہے اور پھولوں کو دیکھ کر بلبلوں کی طرح خدا کی یاد میں نغمہ سرا ہوتا ہے۔

آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ لوگوں سے محبت کرنا اخلاص کی علامت ہے اور ذکر الہی کے سوا دوسروں کا ذکر کرنا وسوسہ ہے۔

فرماتے ہیں کہ رات کو ایک گھڑی بھی غفلت کے ساتھ سونے سے عقبیٰ کے ہزار سالہ راہ میں پیچھے رہ جاتا ہے فرماتے ہیں کہ اپنی ساری زندگی اسی تمنا میں گزار دی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک سانس لے سکوں فرماتے ہیں کہ دنیا میں یہ طاقت نہیں ہے کہ مجھے اپنا بنا کر میرے قلب پر قابو پاسکے۔ یہ دنیا اُس پر کس طرح قابو پاسکتی ہے جو خدا سے واقف ہو۔

وفات: جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی نگاہوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اور

آپ بے حد بے قرار ہو کر لوگوں سے راکھ طلب کر کے اپنے سر پر ڈال لیتے آپ کے انتقال سے پہلے چند لوگ نماز جنازہ پڑھنے کیلئے آئے تو آپ نے بذریعہ کشف اس جماعت کے ارادہ کو محسوس کیا

اور فرمایا یہ عجیب بات ہے کہ زندہ کی نماز جنازہ پڑھنے چلے آئے ہو۔ جب لوگوں نے عرض کیا کہ لا الہ الا اللہ کہئے تو فرمایا کہ جب غیر ہے ہی نہیں تو نفی کس کی کروں کسی نے بلند آواز سے لا الہ الا اللہ پڑھنے کی طرف توجہ دلائی تو فرمایا کہ مردہ زندے کو نصیحت کرتا ہے۔ جب لوگوں نے دریافت کیا کہ اب کیا حالت ہے فرمایا میں اپنے محبوب سے مل گیا ہوں یہ فرما کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر سوال کیا کہ نکیرین سے کس طرح چھٹکارا پائے فرمایا جب انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے میں نے جواب دیا کہ جس نے آدم کو تخلیق کر کے تمہیں اور دوسرے ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اس وقت میں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں موجود رہ کر تم سب کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ یہ جواب سن کر منکر نکیر نے کہا کہ اس نے تو پوری اولاد آدم کی جانب سے جواب دیدیا یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

کسی نے آپ سے خواب میں سوال کیا کہ آپ نے بازار آخرت کو کیسے پایا فرمایا کہ یہ بازار بالکل بے رونق ہے اس میں شکستہ قلب لوگوں کے سوا کوئی نہیں دکھائی دیتا شکستہ قلوب کو جوڑ کر شکستگی دور کر دی جاتی ہے اور اس کے سوائے دیدار الہی کے کسی دوسرے شئی پر نظر نہیں ڈالتے۔

سید الاولیاء حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ

شاہ من سلطان عالم سید احمد کبیر رضی اللہ عنہ

خاطر جامع کن یا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ

نام: آپ کا نام سید احمد کبیر ابوالعباس کنیت اور محی الدین لقب تھا آپ کے اجداد میں ایک صاحب کا نام رفاعہ تھا جن کی وجہ سے رفاعی مشہور ہوئے۔ آپ کی کتاب برہان المویذ فن تصوف کی ایک معیاری کتاب ہے۔ جس میں حضرت نے اپنے عارفانہ نکات کے ساتھ نصیحتیں بھی تحریر فرمائی ہیں۔ آپ کا مسلک شافعی تھا۔ آپ ۱۵ رجب المرجب ۱۱۲ھ کو اُمّ عبیدہ کے قریب بمقام حسن پیدا ہوئے۔ جہاں پر خاندان رفاعیہ کی ایک بڑی خانقاہ ہے۔

نسب: آپ کا سلسلہ نسب سید السادات قطب الاقطاب سلطان العارفین سید احمد کبیر رفاعی بن علی بن سید حسن بن سید مہدی بن سید ابوالقاسم بن سید حسن ابوموسیٰ بغدادی بن سید حسن بن سید احمد اکبر صالح بن سید موسیٰ ثانی بن سید ابراہیم مرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین شہید کربلا بن امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہزار سال ہیں درکار باغ دین میں کہ جب تمہاری طرح کوئی بے مثال پھول کھلے کسی صدی میں کسی دور میں نہیں کوئی زمانہ جس کو تمہارا نظیر کہہ بھی سکے

پیدائش: حضرت سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے چالیس دن قبل آپ کے ماموں حضرت منصور بطاحی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کا دیدار ہوا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے بہن کو ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام احمد رکھنا۔ اولیاء کرام میں وہ ایسا ہی سردار ہوگا جس طرح کہ میں انبیاء کا سردار ہوں جب وہ بڑا ہو جائے تو تعلیم کے لئے شیخ علی قاری واسطی کے پاس بھیجنا۔

اور اس کی تربیت سے غفلت نہ برتنا اس خواب کے چالیس دن بعد آپ بمقام حسن پیدا ہوئے اور سات سال تک وہیں رہے آپ کی عمر کے ساتویں سال آپ کے والد ماجد حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ کسی ضرورت سے بغداد جا رہے تھے سفر کے دوران آپ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد آپ اور آپ کی والدہ نے منصور بطاحی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قیام فرمایا اور آپ کو حضور اکرم ﷺ کی ہدایت کے مطابق تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی اور مقام حسن کے قیام کے دوران آپ نے حضرت شیخ عبد السمیع الحربونی کے پاس قرآن پاک حفظ فرمایا۔

تعلیم: اس کے کچھ دن بعد حضرت شیخ منصور بطاحی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ابو الفضل قاری واسطی کی خدمت میں تحصیل علم کے واسطے روانہ کر دیا آپ کی ہمیشہ محترمہ سیدہ صالحہ جونہایت ہی عابدہ وزاہدہ تھیں فرماتی ہیں کہ سید صاحب (احمد کبیر) جس وقت دودھ پیتے تھے اور خاص طور پر ماہ رمضان میں کبھی دن میں دودھ نہیں پیا۔ شروع یہ خیال ہوا کہ شاید دودھ پلانے والی کا دودھ کسی وجہ سے نہ پیا ہو دوسری عورت کو بلایا گیا آپ نے اس کا دودھ بھی نہیں پیا اس طرح چند عورتوں کو پیش کیا گیا مگر آپ نے دودھ نہیں پیا بعد مغرب آپ دودھ پیتے تھے جب ذرا ہوشیار ہوئے تو کھیل کی طرف بھی رغبت نہیں فرمائی اور علم بڑی محنت اور توجہ سے حاصل کیا اس طرح (۲۰) بیس سال کی عمر میں آپ حدیث شریف، تفسیر، فقہ، معانی، منطق، فلسفہ غرض تمام علوم کی تکمیل کر لی اور آپ کے استاد محترم نے آپ کو حدیث شریف اور دیگر علوم کی سند عطا فرمائی۔ تو آپ نے بھی لوگوں کو تعلیم دینا شروع کر دیا علوم ظاہری میں آپ کی خداداد صلاحیت کی وجہ سے بہت شہرت ملی۔ حضرت شیخ منصور بطاحی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھانجے شیخ احمد کبیر رفاعی کے حق میں وصیت کی جب آپ کی اہلیہ نے کہا اپنے لڑکے کے لئے بھی وصیت کریں تو آپ نے فرمایا کہ نہیں میں صرف اپنے بھانجے کے لئے وصیت کرنا چاہتا ہوں اور جب آپ کی اہلیہ نے مسلسل اصرار کیا تو آپ نے اپنے بیٹے اور بھانجے کو حکم دیا کہ تم دونوں میرے لئے پتے توڑ کر لے آؤ آپ کے صاحبزادے نے

بہت سے پتے توڑ لائے لیکن احمد کبیر رفاعی خالی ہاتھ واپس آئے آپ نے پوچھا تم خالی ہاتھ کیوں آئے جواب دیا میں نے ہر پتے کو خدا کی تسبیح میں مشغول پایا اس لئے پتے توڑنے کی ہمت نہ ہوئی۔ آپ کے ماموں حضرت منصور بطاحی رحمۃ اللہ علیہ خرقہ سجادگی پہنا کر اُمّ عبیدہ میں بلا کر لوگوں کو ہدایت دینے کے لئے آپ کو حکم دیا۔ تاکہ آپ کے علوم سے عوام فائدہ اٹھائیں۔ اس اعلان کے بعد آپ عوام کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ خانقاہ میں علماء و فقراء تحصیل علم کے لئے آنے والوں کے کھانے پینے کا انتظام آپ کی جانب سے ہوتا تھا تاکہ طلباء و سالکین اطمینان سے علم کی طرف توجہ کریں۔

انکساری: حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلوک و معرفت کے سب طریقوں کو دیکھا اور غور کیا تو انکساری تو واضح سے بہتر کوئی طریقہ نظر نہ آیا اس وجہ سے میں نے یہ طریقہ اپنایا ہے آپ اتباع سنت کے بہت پابند تھے۔ اور خدمت گزاروں کو بھی اس طرح کی تاکید فرماتے تھے۔ لباس سادہ اور طعام معمولی ہوتا تھا شرم و حیا آپ میں بے انتہا تھی۔ آپ کی عادت یہ ہو گئی تھی کہ پہنے ہوئے کپڑے جب میلے ہو جاتے تو دریا میں اتر کر بدن پر ہی رگڑ کر کپڑوں کو صاف کر لیتے تھے اور دھوپ میں کھڑے ہو کر سکھا لیتے تھے۔ حضرت شیخ منصور بطاحی رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف و معرفت کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں عارفِ کامل بن گئے۔

تصانیف: آپ خاص مجالس میں مسجد میں وعظ فرماتے اور روزمرہ کی گفتگو میں خلفاء کو ہدایت دیتے تھے آپ کے خدام آپ کے ہدایتوں کو نوٹ کر لیتے تھے۔ اس طرح کئی کتابیں آپ کی تصانیف سے موسوم ہیں جنکے نام یہ ہیں :- مجالس الاحمدیہ، کتاب الحکم، آثار المنافع، الحکم الساطعہ، البرہان الموندیہ کتابیں عالمانہ نصائح اور صوفیانہ حقائق اور معارفِ کامل کا انمول خزانہ ہیں

اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس آپ کو جو درجہ عطا کیا گیا تھا وہ بہت ہی بلند تھا آپ سے کئی عجیب کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ جن سے آپ کی مرتبت اور تقرب الہی کا پتہ چلتا ہے۔

دست بوسی: (۱) آپ کی سب سے زیادہ مشہور کرامت یہ ہے کہ آپ ۵۵۵ ہجری میں زیارت بیت اللہ اور اسکے بعد حضور اکرم ﷺ کے روضہ مبارک پر زیارت کیلئے حاضر ہوئے جب گنبد خضرا کے قریب پہنچ گئے تو آپ نے با آواز بلند السلام علیکم یا جدی فرمایا اسی وقت روضہ اقدس سے ندا آئی وعلیکم السلام یا ولدی۔ اس ندائے مبارک کو سنتے ہی آپ وجد میں آگئے آپ کے علاوہ جتنے حضرات وہاں پر موجود تھے سب نے اس ندائے مبارک کو سنا اور تھوڑے ہی وقفہ کے بعد آپ روتے ہوئے یہ دو شعر پڑھے

فی حالة البعد روحی كنت ارسلها تقبل الارض عنی وھی نا ئبنتی
جدائی (دوری) کی حالت میں تو اپنی روح کو روضہ مطہر ﷺ پر بھیجتا تھا تا کہ میری طرف سے آپ کی آستانہ بوسی کا شرف حاصل کرے۔

وهذه دولة الاشباح قد حضرت فامد دیمینک کے تخطی بہا سفتی
اور جب کہ یہ دولت دیدار مجھے بذات خود حاصل ہے تو آپ اپنا مبارک ہاتھ دیکھتے کہ میں اسے بوسہ دیکر عزت حاصل کروں۔

اس وقت قبر اطہر سے دست مبارک برآمد ہوا اور آپ نے اسکو بوسہ دیا اس وقت روضہ مبارک پر ہزاروں عقیدت مندوں کا مجمع تھا جن میں چند لوگوں نے دست مبارک کو بوسہ دیا ان میں حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عدی بن مسافر حضرت عبدالرزاق حسینی واسطی جیسے مشہور بزرگ بھی شامل تھے۔ اس کرامت کو کثرت سے علماء نے بیان کیا ہے اس میں کوئی شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

ہر فضیلت کے جامع ہیں نبوت کے سوا

اس واقعہ کے بعد کسی دوسری کرامت کے ذکر کی حاجت نہیں مگر کچھ کرامتیں ایسی ہیں جن کا ذکر کئے بغیر مضمون مکمل نہ ہو سکے گا۔

۲۔ حضرت محمد یحییٰ تادانی اپنی کتاب قلاندالجواہر میں فرماتے ہیں کہ آپ کے بھانجے ابو نصر عبد الرحمن بن علی رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن جب حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ تنہا بیٹھے تھے تو میں بھی آپ کے ملفوظات سننے کی نیت سے قریب بیٹھ گیا اس وقت ایک شخص آسمان سے اتر کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور آپ نے مرحبا کہا پھر اس شخص نے کہا کہ میں نے بیس روز سے کھانا نہ پیا میری خواہش ہے کہ اپنی خواہش کے مطابق کھاؤں پیوؤں حضرت شیخ نے پوچھا آخر تمہاری خواہش کیا ہے اس نے فضاء پر نظر ڈالی تو پانچ مرغابیاں اڑتی ہوئی نظر آئیں اس نے فرمائش کی کہ ان مرغابیوں میں سے مجھے ایک بھونی ہوئی مل جائے اور گھیوں کی روٹیوں کے ساتھ تھنڈا پانی مل جائے یہ سن کر شیخ نے فرمایا یہ پرندے تو تیرے ہی لئے ہیں پھر آپ نے اس اڑتے ہوئے مرغابیوں کی جانب دیکھ کر فرمایا اس شخص کی خواہش پوری کرو ابھی آپ کا یہ جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا ان مرغابیوں میں سے ایک بھونی ہوئی آپ کے سامنے آگری اور حضرت شیخ نے اپنے بازو رکھے ہوئے دو پتھروں کو ہاتھ سے کھینچا تو وہ بہترین قسم کی گھیوں کی گرم روٹیوں میں تبدیل ہو گئے پھر جب آپ نے اپنا ہاتھ بلند کیا تو ایک سرخ رنگ کا کوزہ آپ کے ہاتھ میں آ گیا جس میں ٹھنڈا پانی بھرا ہوا تھا وہ شخص کھاپی کر پرواز کر گیا اور شیخ نے پرندے کی ہڈیوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لیکر اس پر داہنا ہاتھ پھیر کر فرمایا اے ہڈیو اور پٹھو خدا کے حکم سے آپس میں جڑ جاؤ جب آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی تو مرغابی ہوا میں اڑتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا دونوں جہاں ہے آپ کے قبضہ و اختیار میں

۳۔ حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چند لوگ سادہ کاغذ لئے ہوئے حاضر ہوئے آپ بغیر سیاہی کے قلم سے تعویذ لکھ دیا کرتے جو دیکھنے والوں کو بالکل سادہ کاغذ نظر آتا ایک شخص آپ کو آزمانے کیلئے آپ کے پہلے لکھے ہوئے تعویذ کا کاغذ آپ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ اس سادے کاغذ پر تعویذ لکھ دیجئے۔ آپ نے اس کاغذ کو ہاتھ میں لیکر دیکھتے ہوئے فرمایا اے فرزند اس کاغذ پر پہلے کا لکھا ہوا تعویذ موجود ہے وہ شخص آپ کی کرامت دیکھ کر آپ کے قدموں پر گر پڑا۔

۴۔ صاحب پنج گنج حضرت سید شاہ فاضل بیابانی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین میں سے دو لوگ ایک جگہ بیٹھ کر حضرت کے فضائل بیان کر رہے تھے دونوں گفتگو میں محو تھے تیسرا شخص آکر ان کے بازو بیٹھ گیا اور ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کہ آپ حضرات کئی برسوں سے حضرت کی خدمت میں رہا کرتے ہوئے کیا حاصل کیا دونوں نے کہا آپ کو جس چیز کی خواہش ہو بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دے گا۔ اس وقت اس شخص نے کہا کہ میری دوزخ سے نجات کا پروانہ آسمان سے اتر آئے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک کاغذ اڑتا ہوا ان کے سامنے آگرا۔ ان لوگوں نے اس کاغذ کو اٹھا کر دونوں طرف دیکھا کچھ لکھا ہوا نہیں تھا۔ یہ بھی سادہ ہی کاغذ تھا۔ یہ تینوں حضرات کچھ نہ سمجھ سکے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کاغذ پیش کئے اس کاغذ کو دیکھنے کے بعد آپ نے سجدہ شکر ادا کرنے کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے مریدوں کو قیامت سے پہلے ہی دوزخ سے نجات فرمادی۔ جس شخص نے مغفرت کا پروانہ چاہا تھا عرض کیا کہ اس کاغذ پر کچھ لکھا ہی نہیں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سیاہی سے نہیں بلکہ نور سے لکھتا ہے۔ آپ کے کرامات لا تعداد ہیں۔

آپ کے حسن کی ایک بات بھی لکھنی ہے محال لکھتے لکھتے ہو جاتے ہیں قلم فرسودہ

آپ کا عقد: آپ کی پہلی شادی شیخ ابوبکر کی صاحبزادی حضرتہ خدیجہ انصاریہ سے ہوئی جو نہایت نیک خاتون تھیں۔ ان کے بطن سے دو صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے تو لد ہوئے۔

حضرت کے انتقال کے بعد سید احمد کبیر رفاعی نے مرحومہ کی بہن رابعہ سے نکاح کیا آپ کے لطن سے ایک فرزند قطب الدین پیدا ہوئے سلسلہ رفاعیہ اسی صاحبزادے کے توسط سے پھیلا اور آپ کے اولاد میں بڑے عالم و فاضل اور باکمال بزرگ پیدا ہوئے۔

۔: ارشادات:۔

حضور ﷺ کی عظمت: حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نبی کریم ﷺ کی شان کو بہت بڑا سمجھو آپ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں رسول ہیں مخلوق الہی میں سب سے زیادہ کامل ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں میں سب سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف راہ دکھلانے والے ہیں اور سب کو بلانے والے ہیں۔ آپ ہی بارگاہ الہی میں سب کا وسیلہ ہیں جو آپ سے ملا وہ اللہ تعالیٰ سے ملا جو آپ سے جدا ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے جدا ہوا حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس شریعت کے تابع نہ ہو جس کو میں لیکر آیا ہوں۔

حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ ہمارے نبی ﷺ کی نبوت وفات کے بعد بھی اسی طرح قائم ہے جیسے کہ آپ کی حیات میں تھی اور قیامت تک باقی رہے گی حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے حضور نبی کریم ﷺ کی سچی حدیث کا انکار کیا گویا جیسے کلام اللہ کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص حضور کی مخالفت کرے گا ایسا شخص مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرے ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے جو بہت بری جگہ ہے۔

صحابہ کی عظمت: حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرنے کی سخت ممانعت ہے صحابہ کبار میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہ تمام صحابہ ہدایت پر ہیں اور

حضور کا ارشاد ہے کہ میرے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ستاروں کے مثل ہیں تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے صحابہ کے کمالات و خوبیاں بیان کرو ان سے محبت رکھنا چاہئے ان کی تعریف کرنا چاہئے ان کے ذکر سے برکت حاصل کرو۔ اور ان جیسے اخلاق اپنے میں پیدا کرنے کی کوشش کرو۔

اہل بیت سے اُنس کی تاکید: حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ

کی آل مکرم کی محبت سے اپنے دلوں کو روشن کرو اور قرابت داری کا حق ادا کرو اور حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میرے اہل بیت کی بابت اللہ سے ڈرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ جس بندے کی بھلائی چاہتا ہے اس کو اہل بیت اور حضور ﷺ کی وصیت کی پیروی کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ قیامت میں آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو دنیا میں محبت تھی اور جس کو رب العزت سے محبت ہوگی اس کو حضور ﷺ سے محبت ہوگی اور اسی طرح جس کو رسول اللہ ﷺ سے محبت ہوگی اس کو اہل بیت سے بھی محبت ضرور ہوگی اور وہ قیامت میں ان کے ساتھ ہوگا اہل بیت کو اپنے سے آگے بڑھاؤ خود ان سے آگے مت بڑھنا ان کی مدد کرو تعظیم کرو جس سے تم پر برکتیں نازل ہوں گی۔

صحبت اولیاء کا حکم: حضرت احمد کبیر نے یہ تاکید فرمائی ہے کہ اولیاء اللہ کے دامن سے چمٹ جاؤ

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون الذین امنوا وکانو ینتقون۔ سنو اولیاء اللہ پر نہ کوئی خطرہ ہے نہ وہ غمگین ہوں گے اولیاء اللہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرے ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے ایمان رکھتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو اس کو دوست رکھو اس سے دشمنی نہ کرو کیونکہ رب العزت کا فرمان ہے جو کوئی میرے ولی کو تکلیف پہنچائے گا میری طرف سے اس کو اعلان جنگ ہے ارشاد باری ہے کہ جو میرے اولیاء کو تکلیف پہنچائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے غیرت کرتے ہیں اور ان کی خاطر تکلیف دینے والوں سے انتقام لیتے ہیں اور جو اولیاء اللہ سے محبت کرے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

اتباع سنت کا حکم: حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دُرُویش اس وقت تک طریقت

پر ہے جب تک کہ سنت پر جما ہوا ہے اور جس وقت وہ سنت سے ہٹے گا طریقت سے بھی علیحدہ ہو جائے گا۔
حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کا دل غافل اور نفع و نقصان سے بے پرواہ ہو اس پر کسی کی نصیحت اثر نہیں کرتی۔ حضور ﷺ نے حدیث میں فرمایا ہے کہ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اگر وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے۔

انکساری: حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں شیخ نہیں ہوں اور نہ میں واعظ ہوں نہ

معلم ہوں میرا حشر فرعون و ہامان کے ساتھ ہوا اگر میرے دل میں یہ خیال آئے کہ میں اللہ کی مخلوق میں سے کسی کا بھی شیخ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ڈھانپ لے تو میں مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔

واعظ کی نصیحت: حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی واعظ یا قصہ گو یا

مدرس سے وعظ یا درس سنو تو اس میں سے اللہ کی باتیں حضور اکرم ﷺ کی باتیں اور ائمہ دین کی باتیں اس کے علاوہ حق کی باتوں کو لے لو جو کچھ بچا اسے پھینک دو اور اگر کوئی دین میں نئی باتیں نکالے جو حضور اکرم ﷺ نے نہیں بتائی اسے چھوڑ دو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو لوگ حضور اکرم ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں کیونکہ ان پر عذاب الہی نازل ہوگا۔

مریدوں کو نصیحت: حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے سامنے مجھ کو شرمندہ نہ کرنا اگر تم نیک اعمال میں پیچھے رہ جاؤ تو دوسرے اچھے اعمال والے تم سے آگے نکل جائیں گے وقت ایک قیمتی چیز ہے اس کو ضائع کرنے سے بچو اگر دُرُویش وقت کو ضائع کرتا ہے تو وقت کی تلوار اسے کاٹ دیتی ہے قُرب الہی کے درجہ سے کاٹ کر الگ کر دیتی ہے

جو شخص رب العزت کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو اس پر ایک شیطان کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

نعمتوں پر شکر: آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا جو شخص شکر ادا نہیں کرتا اس سے نعمتیں چھین لی

جاتی ہیں اس لئے نعمتوں کا اقرار کرنا ضروری ہے۔ حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بجز اللہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جن پر نہ کوئی خطرہ ہے نہ وہ غمگین ہونگے اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کو نعمت سے سرفراز کرتے ہیں تو پھر واپس نہیں لیتے اور جس سے واپس لے لی گئی تو سمجھو کہ اسکو نعمت ملی ہی نہیں نعمت کا شکریہ ہے کہ اس کی قدر و منزلت کو سمجھیں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار سے جیسے کہ اس کا حق ہے ڈرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی جائے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ہے کہ پہلے سے زیادہ اس کی عبادت کرو اور پہلے اگر خوف کی وجہ سے روتا تھا تو اب محبت کی وجہ سے روئے نعمت کا شکر یہی ہے کہ بندہ دل سے اس بات کو مان لے کہ مجھ سے شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نیک بختی حضور نبی کریم ﷺ کی پیروی میں ہے تمام اعمال جو آپ نے کئے ہیں جیسے کھانے پینے کا طریقہ اٹھنے بیٹھنے، سونے و بولنے میں اتباع کی جائے تاکہ اتباع کامل نصیب ہو۔

حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خبردار موت کو نہ بھولنا یہ بھول غفلت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں کمی ایمان کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بندے تو نے میری نافرمانی کرتے ہوئے میرے غضب کو بھی یاد کیا ہے؟ اگر اسکو یاد کر لیتا تو تجھ میں میری نافرمانی کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عاقل کی صحبت دین و دنیا و آخرت کی ترقی کا سبب ہے اور بے وقوفوں کی صحبت دین و دنیا کا نقصان اور موت کے وقت اس کو حسرت و پشیمانی ہوگی۔ حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین بزرگ شخصیتوں کیلئے شفاعت ہے یعنی ان کو دوسروں کی شفاعت کا حق دیا جائے گا۔ پہلا عالم دوسرا خادم تیسرا صبر کرنے والا آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم سے جہاں تک ہو سکے مخلوق خدا کی حاجتیں پوری کرو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس شخص کی ستر (۷۰) حاجتیں پوری کرے گا۔ زیادہ صدقہ دیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے بلاؤں کو دور کر دیتے ہیں۔ مہمانوں کی خاطر داری کرو کیونکہ نبوت سے پہلے حضور ﷺ کی یہی عبادت تھی ہر شخص اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے گا۔ ہر شخص کی عمر ایک نہ ایک دن پوری ہو جائے گی اس طرح موت واقع ہو جائے گی پھر اس کے متعلق باز پرس ہوگی کہ تم نے اپنی عمر عزیز کو کس کام میں صرف کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تم لوٹائے جاؤ گے پھر اس سے دوبارہ زندہ کر کے کھڑے کر دیئے جائیں گے حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں دلچسپی نہیں لیتا اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کے دل کو نیکی کی طرف مائل کرتا ہے۔ اور آخرت میں اچھا انجام تقویٰ اختیار کرنے والوں کا ہی ہوگا۔ کہ ساری بھلائی کو ایک گھر میں بند کر کے تقویٰ کو اسکی کنجی بنا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ولی کا مددگار ہے: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نبی کا نائب مقرر فرما کر اپنی طرف سے

مخلوق کو ہدایت کیلئے بھیجا ہے جو ہمارے بتائے ہوئے راستہ پر چلے گا وہ نجات پائے گا جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہمارے وسیلہ سے رجوع ہوگا وہ یقیناً فائدہ مند ہوگا۔

ہم اہل بیت ہیں جو کوئی ہم سے کچھ چھیننا چاہے گا تو اسکی دولت چھین لی جائے گی اور جو گناہ ہم پر بھونکے گا اس کو خارش ہو جائے گی اور جو ہم کو مارنے کا ارادہ کرے گا خود اس پر مار پڑے گی جو ہماری دیوار سے اونچی دیوار بنائے گا اس کا گھر ویران ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ کی دعا اور مدد ہمارے ساتھ ہے دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے کاموں کا سرپرست ہے حضرت نے فرمایا تم قرب اولیاء کی کوشش میں لگے رہو کیونکہ جو اللہ کے دوست سے دوستی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسکو پسند فرما کر دوست بنا لیتا ہے اسی طرح جو اللہ کے دوست سے دشمنی رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح اس سے دشمنی کرتا ہے۔

طریقت کسی کی میراث نہیں: حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے طریقت کے تعلق سے کھل کر فرمایا ہے کہ طریقت کسی کی میراث نہیں تیرے دادا سے یہ سلسلہ جاری ہے تجھے کسی ولی کے نام سے آجائے گی اور تیرے شجرہ میں اسکا اندراج بھی ہو جائے گا تو نے بزرگوں کی سی وضع قطع کو طریقت سمجھا ہے کہ اس میں لباس اونی ہو ایک کلاہ ہو ایک گدڑی ہو بڑا سا شملہ ہو ایک لاٹھی ہو بزرگوں کی سی صورت ہو یا در کھو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو نہیں دیکھتا وہ تو صرف تیرے دل کو دیکھتا ہے یہ لوگ اپنے آپ کو صوفی کہتے ہیں اور ان کے دل کلاہ، تسبیح، خرقہ، لاٹھی جیسی چیزوں کی طرف مائل ہیں اور تو اللہ تعالیٰ سے غافل ہو رہا ہے۔ اے صوفی تو نے صوفیوں کی طرح کام تو نہیں کیا بس ان کا لباس پہن لیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں اگر تم اپنے دل کو مار کر اس کو خوف کا لباس پہناتے اور اپنے نفس کو ذلت کا لباس پہناتے تکبر کو مٹنے کا لباس پہناتے اور اپنی زبان کو ذکر میں مشغول رکھتے تو بہتر ہوتا ان بناوٹی چیزوں میں تو پھنسا ہوا ہے چھوٹ جاتا اس کے بعد صوفیانہ لباس پہنتا تو تیرے لئے بہتر ہوتا۔ تو نے تکبر کا علم حاصل کیا اپنے آپ کو بڑا سمجھا ان باتوں سے تجھے کیا حاصل ہوا صرف یہ حاصل ہوا کہ تو اللہ والوں کی سی ظاہری صورت بنا کر اس مردود دنیا سے نفع حاصل کر رہا ہے یہ تو نے بہت برا کیا ہے۔ تیری مثال تو ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص گندگی کو گندی چیزوں کے عوض خرید رہا ہے اس طرح تو خود کو دھوکا دے رہا ہے اپنے آپ کو اللہ والا کہتا ہے اور اپنے مریدوں کو طریقت بتلاتا ہے

جب کہ نہ تو اللہ والا ہے نہ تو اپنے مریدوں کو اللہ کا راستہ بتا سکتا ہے۔

حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا خدا کی دشمن ہے تو اس میں پھنسا ہوا ہے پھر تو خدا کا مقرب کیسے ہو سکتا ہے ایک مرید نے پانی نکالنے کے لئے اپنا ڈول کنویں میں ڈالا وہ سونے سے بھرا ہوا نکلا اس نے اس ڈول کو کنویں میں ہی الٹ دیا پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے خدا تیرے حق کی قسم میں تیرے سوا کسی کو نہیں چاہتا یہ اللہ والے کم از کم ایسے تو ہیں کہ حرام طریقہ سے دنیا کو نہ کمائیں مریدوں کے مال پر نظر رکھنا اور لوگوں کے نذرانے اور ہدیے وصول کرنے کیلئے اللہ والوں کی سی صورت بنانا حرام ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور ایک عرب کو مسجد میں دیکھا جو اللہ تعالیٰ سے ایک بکری مانگ رہا تھا۔ دوسرے کو نے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا عرض کر رہے تھے اے میرے اللہ میں آپ کو مانگتا ہوں۔ ان دونوں کی ہمتوں میں کتنا بڑا فاصلہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بکری نہ مانگو بلکہ بڑی سے بڑی چیز اور چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو جیسے کہ نمک مانگنا ہو تو بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو اللہ تعالیٰ سے صرف دنیا کی نعمتیں ہی نہ مانگی جائیں بلکہ آخرت کی نعمتیں بھی مانگیں۔ ہمت کو بلند کر کے اللہ سے اللہ ہی کو مانگیں جب وہ مل گیا تو سب کچھ مل گیا۔

وجد: حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کیا اونٹ کو نہیں دیکھا جب گانے والا گاتا ہے تو وہ گانے سے مست ہو کر بوجھ کی تکلیف کو بھول کر تیز تیز چلنے لگتا ہے بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ آسمان اور زمین میں حضرت اسرافیل علیہ السلام کی آواز سے زیادہ دلکش کسی کی آواز نہیں ہے جب آپ آسمان میں ذکر شروع کر دیتے ہیں تو ساتوں آسمان کے فرشتے اپنا ذکر چھوڑ کر آپ کی آواز سننے لگتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو تین سو (۳۰۰) برس تک مسلسل روتے رہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی

اے آدم یہ رونا کس لئے ہے۔ آپ نے عرض کیا اے پروردگار نہ میں آپ کی جنت کی خواہش میں روتا ہوں نہ جہنم کے ڈر سے بلکہ میرا رونا تو صرف فرشتوں کے ذکر کے لئے ہے جو عرش کے اطراف وجد کرتے رہتے ہیں جن کی ستر ہزار صفیں ہیں وہ وجد میں ناچتے رہتے ہیں اور عرش کے اطراف ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ہوئے چکر لگاتے ہیں۔ اور کہتے رہتے ہیں تو بڑا بادشاہ ہے ہمارا بادشاہ ہم پر مہربان نہ ہو تو ہم ہلاک ہو جائیں گے قیامت تک یہ فرشتے اسی وجد میں رہیں گے اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے آدم اپنا سر تو اٹھاؤ اور دیکھو آدم علیہ السلام نے جب سر اٹھایا تو فرشتے نظر آئے وہ عرش کے اطراف وجد میں جھوم رہے تھے اور جبریل علیہ السلام صدر مجلس تھے تفسیر میں آیا ہے کہ اہل ایمان کو جنت میں گانا سنایا جائیگا۔ سماع اور وجد سے اولیاء اور عارفین کا جو مقصد ہے اس کی بنیاد یہی ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتے ہیں اپنا فیض عطا کر دیتے ہیں۔ حضرت حسن بصری، حضرت معروف کرخی، حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ان صوفیائے کرام سے جو فیض پاتے ہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ دو لفظوں میں بیان کرتے ہیں شریعت پر مضبوطی کے ساتھ چلنا اور اللہ تعالیٰ کا طالب رہنا۔ یعنی اللہ کے سوا تمام چیزوں کی طلب دل سے نکال دینا۔

حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے لوگو تمہاری عمر بہت کم ہے اور پرکھنے والا بڑی عظمت والا ہے اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی اے انسان جس کی سانس گنے ہوئے ہیں ایک نہ ایک دن اس کی گنتی پوری ہو جائیگی ایک دن ایسا بھی ضرور آئیگا جس کے بعد رات نہ ہوگی اور ایک رات ایسی بھی ضرور آئیگی جس کے بعد دن نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی چاہت: رب العزت جس بندے کو چاہنے لگتا ہے اس کے عیوب اس پر ظاہر فرما دیتا

ہے جو اس بندے کے اندر ہے اور اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت کرتا ہے تمام مخلوق کی محبت اس کے دل میں پیدا کر دیتا ہے اور اس کو سخاوت کرنے والا بنا دیتا ہے اور دوسرے لوگوں کے عیوب کی پردہ پوشی کرتا ہے

اس کے نفس میں انکساری پیدا کر دیتا ہے اور اپنے عیوب پر غور کرنے کی توفیق دیتا ہے یہاں تک کہ اپنے آپ کو کم تر سمجھنے لگتا ہے۔

حضرت احمد کبیر فرماتے ہیں کہ جب لوگ عید کے دن خوشیاں مناتے ہیں اور عارف غمگین رہتا ہے اس کی خوشی بہت مختصر ہے اور رونا بہت ہے کیونکہ ہر وقت اسے اپنے آقا کی یاد ستاتی ہے اور اپنے گناہوں کی فکر میں لگا رہتا ہے عید کے دن لوگ خوشیاں منا رہے ہیں اور خدا کی قسم مجھے اس سے خوشی نہیں ہوتی جب مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ اس خوشی کے موقع پر میں آپ کو دیکھ نہ سکوں گا اس لئے میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کسی کو نہیں دیکھا

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ: حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا

کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس نے اپنے تک پہنچنے کا ذریعہ عاجزی کے سوا کچھ نہیں بتایا کیونکہ عاجزی تو ہر شخص آسانی سے کر سکتا ہے اور انسان تو سر سے پیر تک عاجز ہی ہے اللہ تعالیٰ کو پانے کے لئے اپنی عاجزی اور کمزوری سمجھ لینا ہی اللہ تعالیٰ کو پالینا ہے۔

حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ میرے لئے وہ چیز لاؤ جو میرے خزانے میں نہیں ہے موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار آپ تمام عالم کہ پروردگار ہیں آپ کے خزانوں میں کس چیز کی کمی ہو سکتی ہے اے موسیٰ اچھی طرح سمجھ لو کہ میرے خزانے بڑائی عزت و جلال و جبروت سے بھرے ہوئے ہیں ہاں تم میرے پاس ذلت، انکساری، عاجزی لے کر آؤ یہ چیزیں میرے خزانے میں نہیں یہ تو مخلوق کی خاص صفتیں ہیں جس سے خالق کا پاک ہونا ضروری ہے۔

حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت سید عبدالملک الحر بونی قدس سرہ سے عرض کیا کہ مجھے وصیت کیجئے فرمایا اے احمد ادھر ادھر دیکھنے والا اپنے مقصد تک نہیں پہنچتا سب طرف سے نگاہ ہٹا کر مولیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور یہ یاد رکھیں کہ میرا شیخ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ اچھی طرح جانتا ہے اور مجھے پہنچا سکتا ہے۔

اور جس کو شیخ پر اعتماد نہیں وہ محروم ہی رہتا ہے اس کے بعد آپ نے شیخ کی وصیت کو دل اور زبان سے دہراتے رہے کبھی کوئی خیال یا وسوسہ آئے تو فوراً وصیت یاد کر لیتا تو وسوسہ دور ہو جاتا اسکے بعد جب میں شیخ کی زیارت کو گیا کچھ دن آپ کی خدمت میں رہنے کے بعد رخصت ہوتے وقت آپ سے وصیت کی خواہش کی فرمایا اے احمد طبیبوں کے لئے بیمار ہونا عقلمندوں کیلئے جاہل ہونا اور دوستوں کیلئے بے مروت ہونا بہت برا ہے یہ سن کر میں واپس ہوا اور سال بھر تک اسی وصیت کو دہراتا رہا مجھے حضرت شیخ کی ذات سے اور آپ کی وصیتوں سے بہت فائدہ پہنچا۔

حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم و عمل سے شریعت کو مضبوط کر لو اور علم کی ایک مجلس ستر برس کی عبادت سے افضل ہے اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کو سمجھنے کا علم عطا فرماتا ہے اور حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی جاہل کو ولی نہیں بناتا اگر ولی بناتا ہے تو پہلے اس کو عالم دین بنادیتا ہے حضرت نے وصیت فرمائی کہ علماء سے تعلق رکھو اور ان کی مجلس میں بیٹھا کرو ان کی باتیں غور سے سنا کرو ان سے علم حاصل کرو اور یہ نہ کہو کہ فلاں عالم تو بے عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے راستوں کا خلاصہ دو لفظوں میں لکھا ہے شریعت پر منظوطی کے ساتھ چلنا صرف اللہ تعالیٰ کے طالب رہنا اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چیزوں کو دل سے نکال دینا۔ حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو برے اخلاق اور برے اوصاف سے بچنے کی تاکید کرتا ہوں خبردار ان میں سے کسی کو اپنے اندر جگہ نہ دیں حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے دل کو رسول اللہ ﷺ کی طرف مائل رکھو اور حضور ﷺ کی بارگاہ عالی سے اپنے شیخ کے وسیلے سے مدد حاصل کرو۔ اپنے شیخ کی خدمت کرو پیر کے سامنے بات کم کرو نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے

تیرے ذکر سے تیری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

تعظیم و وقار کی نظر سے شیخ کو دیکھو دوستوں کی خیر خواہی میں لگے رہو اور ان کے دلوں میں محبت پیدا کرو۔ لوگوں میں آپس میں صلح کراتے رہو۔ اپنے دل کو ذکر الہی سے آباد رکھو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مصیبتیں آئیں ان پر صبر کرو اور اللہ سے راضی رہو اور ہر حالت میں الحمد للہ کہتے رہو اور رسول اللہ ﷺ پر درود شریف زیادہ پڑھو۔ مہمانوں کی خاطر داری کرو، اپنے گھر والوں، خادموں سے ہمدردی کرو اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں بسائے رکھو۔ آپ نے فرمایا کہ آدمی عقل مند و سمجھدار ہو تو دنیا کی طرف نہیں جھکے گا اگرچہ دنیا اس طرف جھکے کیونکہ دنیا مکار ہوتی ہے۔

آئی ہے بے حیا میرا ایمان لوٹنے دنیا کھڑی ہے دولت دنیا لئے ہوئے

دنیا اپنے چاہنے والوں کا مذاق اڑاتی ہے۔ جو اس کی طرف مائل ہو وہ زیادہ تباہ ہوا۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اس طرح دنیا سے نفرت کرنا تمام نیکیوں کی جڑ ہے حضرت نے ارشاد فرمایا علم حاصل کرو اچھی حکایت سنو تو اس پر عمل کرو۔ عالم کی نجات اس میں ہے کہ اپنے علم پر عمل کرے عمل نہ کرنا تباہی ہے حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس نے اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا۔

ذکر: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا نزدیک کا راستہ بتائیے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جتنی باتیں میں نے اور مجھ سے پہلے کے انبیائے کرام نے کہی ہیں سب سے افضل لا الہ الا اللہ ہے اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ترازو کے ایک پلڑے میں ہوں اور دوسرے میں لا الہ الا اللہ ہو تو لا الہ الا اللہ سب سے زیادہ وزنی ہوگا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تک کلمہ طیبہ پڑھنے والا رہے گا قیامت نہیں آئے گی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا یا رسول اللہ ﷺ کلمہ طیبہ کا ذکر کس طرح کروں تو حضور ﷺ نے فرمایا آنکھیں بند کرو اور تین دفعہ مجھ سے ذکر سنو پھر تم تین دفعہ ذکر کرو میں سنوں گا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنی مبارک آنکھیں بند فرما کر تین دفعہ کلمہ طیبہ پڑھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سنتے رہے۔

وفات: حضرت علامہ شیخ بن مہذب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عجائب الواسطہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کے آخری عمر میں آپ کے خلفاء کی تعداد اسی ہزار ایک سو تھی اور مریدین کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا بہت سے بزرگوں نے آپ کے حالات و مناقب میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جن میں رابع العاشقین، تریاق المحبین، شفاء السقام وغیرہ ہیں۔ حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ (۶۶) سال کی عمر تک رہ کر خلق خدا کی خدمت کی اور ۸۷۵ھ ہجری میں اس عالم فانی کو چھوڑ کر عالم بقا کا سفر اختیار کیا جوں ہی آپ کی وفات ہوئی اطراف و اکناف کے قبضوں میں فرشتوں نے یہ بات پھیلادی کہ احمد کبیر رفاعی کی وفات ہوگئی۔ آپ کی نماز جنازہ کے لئے اُم عبیدہ میں لوگ جمع ہونے لگے اور آپ کے جنازے کی نماز میں کثیر لوگ جمع تھے اور آپ کی تدفین اُم عبیدہ کی اُسی خانقاہ میں کی گئی جس میں آپ کے نانا کا مزار ہے۔ جس طرح آپ کی ولادت کی بشارت اللہ تعالیٰ نے دی تھی اسی طرح آپ کے وفات کی بشارت بھی اللہ تعالیٰ نے دی ہے آپ کے وفات کی تاریخ ”بشری اللہ“ ہے۔

حضرت احمد کبیر رفاعی نے اپنی قبر و گنبد محراب کے ساتھ اپنی زندگی ہی میں تیار کی تھی کسی نے کہا جو محراب آپ نے بنایا ہے اس کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا رخ کعبہ کی طرف نہیں تو آپ نے فرمایا تم ہماری تعمیر کردہ محراب کو غور سے دیکھو وہ شخص نے عرض کیا محراب کا رخ کعبہ کی طرف ہے اور خود کعبۃ اللہ نظر آ رہا ہے وہ شخص حضرت احمد کبیر رفاعی کے قدموں پر گر پڑا اور قدم چوم لیا اور آپ کے ہاتھوں پر توبہ کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی قدس سرہ

آپ ۸۱۳ ہجری میں بمقام ملتان پیدا ہوئے۔ آپ ہمیشہ بانات کی چادر اوڑھے ہوئے جنگل و بیابان میں عبادت فرماتے اس لئے آپ کو لوگ پیر سقلاطی بابا بھی کہتے تھے۔ جنگل و بیابان میں رہنے کی وجہ سے آپ بیابانی مشہور ہوئے ہندستان میں اور دو بزرگوں کے نام کے ساتھ بیابانی لقب ملتا ہے جن کا خاندان بیابانی سے کوئی نسب تعلق نہیں ہے یہ صرف صحراؤں میں عبادت کی وجہ سے بیابانی کہلائے جانے لگے۔ دہلی میں ایک بزرگ شیخ ترک کمان بیابانی رحمۃ اللہ علیہ مدفون ہے یہ علاقہ ترک کمان گیٹ کے نام سے مشہور ہے دوسرے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ بی بی رضا کے والد بھی کمال الدین بیابانی کہلاتے تھے۔

حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین حضرت سیدنا احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کی بارہویں پشت میں اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ۲۸ ویں پشت میں ہوتے ہیں اس بیابانی خاندان کے بزرگ جنگلوں کو ریاضت گاہ بنائے تاکہ خلق سے دور رہ کر خدا کی عبادت میں مصروف رہیں۔

آپ ۸۲۴ ہجری مطابق ۱۴۵۶ عیسوی میں ملتان سے قندھار تشریف لائے۔ ضلع ناندیڑ جو بہمنی سلطنت میں شامل تھا اور اسلامی تعلیمات میں قندھار کو مرکزیت حاصل تھی اس کے علاوہ حضرت سید علی سانگڑے سلطان رحمۃ اللہ علیہ جو قندھار کے بڑے صوفی بزرگ گزرے ہیں موجود تھے۔ آپ سید علی سانگڑے سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین میں شامل ہو گئے آپ کو حضرت سانگڑے سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے قادریہ، رفاعیہ، چشتیہ، سہروردیہ، اور نقشبندیہ میں یکم شوال ۸۴۸ ہجری عید کے دن خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت سانگڑے سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہمیشہ فتح شاہ ماں کو آپ سے منسوب فرمایا آپ سے چار صاحبزادے تولد ہوئے کچھ عرصے بعد حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ نے

حضرت سائٹلے سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق قندھار سے انبڑ تشریف لائے اب انبڑ مہاراشٹرا ریاست میں شامل ہے۔ آپ مستقل طور پر وہیں مقیم رہے آپ گھر کے بجائے زیادہ اوقات جنگلوں میں عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے اور ۸۵۶ ہجری میں انبڑ سے ۳ کیلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نام فقر آباد رکھا فقر آباد کے معنی فاقہ کشوں کا مسکن ہے انبڑ سے ۱۸ کیلومیٹر کے فاصلے پر ایک ندی روئے پاڑہ کے کنارے پر آپ تشریف فرما ہو کر ریاضت و عبادت فرماتے تھے۔ جو آپ کے بعد ایک مقدس مقام بن گیا۔ جہاں حضرت کے نام سے چھلہ بھی بنایا گیا۔ اور کافی عقیدت مند زیارت کیلئے جمع ہوتے ہیں بکرے کو ذبح کر کے قلیہ اور نان کی فاتحہ کا رواج ہے۔

کرامت: تعلقہ انبڑ میں یہ بات مشہور ہے کہ حضرت روئے پاڑہ ندی کے کنارے جب عبادت و ریاضت میں مصروف رہنے لگے تو اس مقام پر اناج کی پیداوار میں کئی گنا اضافہ ہوا ایک کسان آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا جب سے آپ ندی روئے پاڑہ کے کنارے پر تشریف رکھنا شروع کئے تو میری زمین کی پیداوار میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے پہلے تو انکار فرمایا پھر بہت عجزی کی تو آپ نے دعوت قبول فرمائی تو کسان نے اپنے گھر جا کر ایک بکرا اور نان لے آیا۔ جب یہ کسان بکرا لے کر آ رہا تھا تو راستہ میں یہ سوچا کہ بارش کی وجہ سے یہ زمین نم ہے اگر آج ناگر مار لیتا تو زراعت کا کام آسان ہو جاتا۔ یہ سوچتے ہوئے اپنی زمین پر آیا تو دیکھتا ہے کہ پوری زمین ناگر کی ہوئی ہے بغیر آدمی کے ناگر خود بخود چل رہا ہے۔ اور وہ کسان خوشی میں آپ کے دونوں پاؤں کو پکڑ لیتا ہے۔ اور اب تک بھی روئے پاڑہ کے کنارے دور دور سے لوگ آ کر قلیہ اور نان کی منت مانگتے ہیں اور پوری ہونے پر بکرا ذبح کر کے گوشت کا قلیہ اور نان کی فاتحہ دلواتے ہیں۔

تعمیر گنبد: انبڑ کے ایک مشہور تاجر محمد حسین صاحب ضیاء الدین بیابانی قدس سرہ کی مزار مبارک پر گنبد

بنانے کا ارادہ کیا اور نصف تعمیر ہو چکی تھی گنبد کی سطح تک منظوط قسم کی دیواریں اٹھ چکی تھیں

تو آپ نے اس تاجر کو خواب میں ارشاد فرمایا کہ میرے مزار پر گنبد بنانے کے بجائے میرے فرزند اشرف بیابانی قدس سرہ کی مزار پر گنبد بنایا جائے حضرت سید علی سانگڑے سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے سید شاہ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خلیفہ سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت دلوائی صاحب پنج گنج حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار کے حکم پر حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت پہنا تھا۔

حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی قدس سرہ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں مطلوب الطالبین، بحر الانساب مشہور ہیں آپ بمر ۹۸ سال ۱۰ جمادی الاول ۹۰۹ ہجری میں وفات پائی آپ کا مزار مبارک انبڑ میں ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سید شاہ اشرف بیابانی قدس سرہ

حضرت سید شاہ اشرف بیابانی رحمۃ اللہ علیہ ۲ ذیقعد ۸۶۴ ہجری مطابق ۱۷۷۸ عیسوی بروز دوشنبہ بعد ظہر پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم کی شروعات آپ کے والد حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں ہوئی بمر ۳۱ سال ۸۹۵ ہجری میں آپ کے والد محترم نے خلافت عطا فرمائی۔ آپ حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں اور حضرت سانگڑے سلطان مشکل آسان قدس سرہ کے بھانجے ہیں۔ آپ کی شادی حضرت سید علی سانگڑے سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی حضرت مریم بی صاحبہ سے ہوئی۔ آپ سلسلہ بیابانی کے پہلے سجادے ہیں جو فقر آباد میں قیام فرمایا اور ندی روئے پاڑہ کے کنارے جو انبڑ سے ۱۸ کیلو میٹر پر ہے وہاں آپ نے ریاضت و عبادت فرمائی کثرت سے جب عقیدت مند لوگ آتے تو

آپ خوش ہو کر ان کی ضیافت فرماتے تھے۔ آپ کے علاقہ کے قریب کے لوگ کہتے تھے کہ
 ”اشرف بیابانی بھوکے کو بھوجن پیا سے کو پانی“

حضرت اشرف بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کا گنبد نہایت خوبصورت ہے۔ اس کو دیکھنے سے دل میں سرور پیدا ہوتا ہے آپ کے گنبد کی کاریگری ہندوستان بھر میں بے نظیر ہے یہ مقبرہ دکنی طرز تعمیر کا شاندار نمونہ ہے۔ آرائش اور کٹاؤ کا کام بھی بہت عمدہ ہے اور فن تعمیر کے لحاظ سے اسے منفرد مقام حاصل ہے۔ بیجاپور، بیدر اور گولکنڈہ میں کئی خوبصورت مقبرے ہیں لیکن اشرف بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے میں جو خوبی ہے وہ کہیں نہیں ہے۔ یہ مقبرہ سنگ سرخ سے بنایا گیا ہے اس طرح کا مقبرہ ہندوستان میں شائد نہیں ہے گنبد کے چاروں طرف چار مینار تھے جن میں سے تین گر گئے ہیں صرف ایک مینار باقی رہ گیا ہے اس گنبد میں حضرت اشرف بیابانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی اہلیہ مریم بی صاحبہ، اور آپ کے بھائی آعظم بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات ہیں۔ گنبد شریف کے اندر ۲۰۰۶ء میں فرش کو سنگ مرمر سے آراستہ کیا گیا ہے کسی شاعر نے ہندی زبان میں اس گنبد کی تعریف یوں کی ہے۔
 دیکھو تادریں گنبد کرے گفتار آسماں سوں کہ پانچو کلس کے اوپر چندر آسماں سوں

حیدر آباد کے ایک مشہور پروفیسر محترمہ ڈاکٹر زینت ساجدہ نے آپ کی حیات طیبہ پر تحقیق کر کے ایک مقالہ لکھ کر Ph.D (پی ایچ ڈی) کی ڈگری حاصل کی ہے۔

کرامت: (۱) حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید شاہ اشرف بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کے گنبدوں کے درمیان پچاس گز (۵۰) گز کا فاصلہ ہے دونوں گنبدوں کے درمیان ایک بڑا نیم کا درخت جس کی ٹہنیاں دونوں روضوں پر سایہ کرتی ہیں میں نے اپنے ڈرائیور جہانگیر علی سے کہا کہ اس درخت کے پتے لاؤ ڈرائیور نے پتے لائے اور ہم دونوں نے کھایا جو بیٹھے تھے میں نے ڈرائیور سے کہا احاطہ درگاہ شریف کے کمپونڈ کے باہر جو نیم کا درخت ہے اس کے پتے لاؤ اس درخت کے پتے بیکھڑوے تھے۔

(۲) آپ کے گنبد کے سامنے ایک بیضوی شکل کا پتھر تھا جسکو اٹھانا ایک شخص کیلئے مشکل تھا۔ اور جب حضرت ضیاء الدین بیابانی قدس سرہ اور حضرت اشرف بیابانی قدس سرہ کے نام مبارک لے کر کسی کام کی نیت کر کے آسانی کے ساتھ اس پتھر کو اٹھا کر اپنے پیچھے پھینک دیتے تھے اگر کام ہونا ممکن ہو تو پتھر کو پھینکنا آسان ہو جاتا۔ اگر کام نہ ہونے کا ہو تو پتھر کو اٹھانا ایک آدمی کے بس کی بات نہ تھی

احمد نگر کے بادشاہ محمد شاہ سوم اس ارادے سے نکلے کہ حضرت اشرف بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی حاصل کریں۔ قدمبوسی کے بعد جب بادشاہ واپس ہونے لگے تو بادشاہ کو معہ اپنے فوج کے کھانے کی دعوت دی اور بادشاہ نے قبول کر لیا۔ حضرت نے پکوان کیلئے ایک من آٹا اور ایک من گوشت کا حکم دیا بادشاہ اپنے (۶۰۰۰) چھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ جب آپ نے دیکھا کہ (۶۰۰۰) چھ ہزار سپاہی کھانے کے لئے آئے ہیں تو آپ اپنی چادر دیگ پر ڈال دی سب لوگ سیر ہو کر کھائے اور پاؤ دیگ تقسیم کر دیا گیا۔ حضرت سید شاہ اشرف بیابانی قدس سرہ کے انتقال کے تقریباً (۱۰۰) سو سال بعد حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب پنج گنج کے والد حضرت سید شاہ امین بیابانی اور آپ کے چچا سید شاہ احمد بیابانی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں حضرات نے دیکھا کہ آپ کے مزار مبارک کی ایک اینٹ نکل گئی ہے اور مزار شریف میں ایک سوراخ پیدا ہو گیا ہے یہ حضرات کہتے ہیں کہ ہم دونوں نے اس سوراخ کے اندر جھانکا تو دیکھا کہ آپ کے کفن کا کپڑا تازہ تھا اور آپ کا سیدھا پیر کھڑا ہوا تھا اس کے بعد اس سوراخ کو بند کر دیا گیا۔

مردانِ خدا خدا نہ باشد لیکن ز خدا جُدا نہ باشد

خدا کے دوست خدا نہیں ہوتے لیکن وہ خدا سے جدا نہیں ہوتے آپ کی تصانیف میں نوسرہا اور قصہ آخر الزماں مشہور ہیں۔

حضرت سید شاہ امین بیابانی قدس سرہ

حضرت سید شاہ امین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ (اولیٰ) کے فرزند ہیں۔ آپ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ کی ۳۲ ویں پشت میں ہیں۔ اور سلسلہ خاندان بیابانی میں حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے سجادے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک انبڑ شریف میں ہے۔ آپ بڑے عارف کامل صاحب حال بزرگ تھے۔ اور ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کا ذکر یہ رہا اللہ حاضری، اللہ ناظری، اللہ شاہدی، اللہ معی، اللہ معی، اللہ معی، جب آپ زیادہ خوش ہوتے تو رو دیتے اور آنکھوں سے آنسو بہتے رہتے تکلیف اور پریشانی کے وقت ہنس دیتے تھے۔

نظام الملک آصف جاہ شہر اورنگ آباد میں جب مقیم تھے تو ایک مرتبہ صبح آپ آصف جاہ بہادر کے مکان کے سامنے سے تشریف لے جا رہے تھے۔ اس وقت نواب شکار سے اپنے گھر واپس ہو رہے تھے جوں ہی آپ کو دیکھا سواری سے اترے اور نواب نے سلام کیا اور مصافحہ کیا اور خیر و عافیت دریافت کی اور اپنے گھر کے اندر ساتھ لے گئے اور حضرت سے دعا کی درخواست کی اور اپنے عمل کو حکم دیا کہ ڈھائی سو روپے خیرات کے مد سے آپ کو نذر پیش کریں تو حضرت نے وہ روپے لینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا یہ زکوٰۃ کے پیسے ہیں ہم سادات پر حرام ہیں بلکہ ہمارے غلاموں پر بھی حرام ہیں نواب یہ سننے کے بعد بہت خوش ہوئے اور اندرون محل اپنی بیگم سے ۲۵۰ روپے قرض حسنہ حاصل کر کے آپ کو نذر پیش کیا۔

ایک مرتبہ انبڑ شریف میں آپ علم کو دیکھنے کیلئے گھر سے باہر تشریف لائے اور علم کو دیکھ کر اتنا روئے

کہ بے ہوش ہو گئے مریدوں نے سمجھا کہ آپ کا وصال ہو چکا پھر جب ہوش میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ رونق افروز ہوئے تھے میں نے عرض کیا کہ اب میں دنیا میں رہنا نہیں چاہتا۔ مجھے اپنی خدمت میں بلا لیجئے آپ نے فرمایا ابھی چند روز رہو۔ اور آپ کو پانچ پھول عنایت کیا اور فرمایا کہ جب یہ پھول سوکھ جائیں گے تمہاری عمر ختم ہو جائیگی۔ ہوش میں آنے کے بعد آپ کے پاس پھول موجود تھے اور پانچ سال تک یہ پھول تازہ رہے اور آپ پانچ سال ہی باحیات رہے اس کے بعد آپ کا وصال بعمر (۱۰۰) سال ہوا۔ اور آپ کی وصیت کے مطابق وہ پھول آپ کی مزار شریف میں آپ کے سینے پر رکھ دئے گئے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سید شاہ فاضل بیابانی قدس سرہ

حضرت سید شاہ فاضل بیابانی قدس سرہ بلند پایہ کتاب پنچ گنج کے مصنف ہیں۔ اور حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رفاعی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں ہمارا جدی نسب نامہ یہ ہے۔

حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ بن سید شاہ امین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ بن سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ بن سید شاہ عبدالملک بیابانی رحمۃ اللہ علیہ بن سید شاہ اشرف بیابانی رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا سلسلہ نسب ۳۳ ویں پشت پر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔

تعلیم: آپ کی تعلیم کی شروعات آپ کے والد محترم سید شاہ امین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ آپ حضرت محمد خضر سے بھی تعلیم حاصل کئے اور اورنگ آباد کے دیگر علماء و فضلاء سے بھی فیض پایا۔

خلافت: جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کے والد سخت بیمار ہیں تو آپ انہر شریف تشریف لائے اور آپ کے والد محترم سید شاہ امین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تینوں صاحبزادوں کو خرقہ خلافت عطا فرمایا آپ کے والد محترم کے انتقال کے بعد آپ کے بڑے بھائی سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ (اولی) راجمندی گئے اور اپنے برادر محترم کے جانے کے بعد آپ حیدر آباد میں مقیم رہے۔ اور تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے دوران تعلیم آپ نے مسجد قطب عالم میں قیام فرمایا حضرت قطب عالم صاحب بخاری صدر مفتی حیدر آباد تھے۔ آپ نماز فجر سے ظہر تک درس و تدریس میں مصروف رہتے۔ حضرت فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کی لیاقت و قابلیت کو دیکھ کر اپنی پوتری مسماۃ الخیر عرف شہزادی بی صاحبہ بنت حافظ سید میر عالم کو حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے منسوب فرمانے کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنے بڑے بھائی حضرت سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ (اولی) راجمندی سے اجازت حاصل کر کے عقد فرمایا حضرت قطب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے گھر میں ٹھیرالیا۔ کیونکہ آپ کی ایک ہی پوتری تھی اور کوئی اولاد نہ تھی کچھ دنوں بعد آصف جاہ نظام الملک نے حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و خدمات کو دیکھ کر قصات و رنگل معہ چار مواضعات جاگیر مشروط الخدمت ۱۱۱۱ ہجری میں اجراء فرمائی۔

حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت قاضی و رنگل میں اپنے جاگیر کے ایک گاؤں میں قیام فرمایا جو قاضی پیٹھ کے نام سے مشہور ہوا۔ قاضی پیٹھ اس کا نام اس لئے ہوا کہ قاضی صاحب اس گاؤں میں رہتے تھے اسی گاؤں کے مغرب میں ایک پہاڑ بوڑھ گٹھ کے قریب ریلوے اسٹیشن قائم ہوا تو اس کا نام بھی قاضی صاحب کی وجہ سے قاضی پیٹھ ریلوے اسٹیشن رکھا گیا۔ جو پورے ملک میں بہت مشہور ہے۔

عبادت و تبلیغ: آپ کے پاس تبلیغ کی بڑی اہمیت تھی اس لئے آپ کو تبلیغ کا بہت خیال تھا آپ نے اپنی ملازمت ترک کر کے تبلیغ کا کام شروع فرمایا اور تبلیغ کیلئے کافی دورے بھی فرمائے

ایک مدت خدمت تبلیغ میں گزارنے کے بعد قاضی پیٹھ تشریف لائے اور یہاں کچھ مدت گزارے اور دن بھر مکان میں تشریف رکھتے اور راتوں کو جنگلوں میں عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔

کرامت: آپ سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں ان میں سے ایک کرامت راجمندی میں بہت مشہور ہے میر بشیر الدین علی شاہ صاحب کاظمی نے بیان فرمایا کہ آپ اپنے بڑے بھائی سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ (اولیٰ) المعروف شاہ صاحب کے انتقال کی خبر سن کر راجمندی تشریف لے گئے اور کچھ دن وہاں پر قیام فرمایا ان دنوں راجمندی میں ہریضہ پھیلا ہوا تھا اور عوام بہت پریشان تھے تمام لوگ حضرت کے پاس جمع ہوئے اور سب نے آپ سے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا کسی بزرگ سے دعا کرانا اچھا ہوگا میں تو ایک گنہگار ہوں آپ کے اس ارشاد کو کسی نے نہ مانا بلکہ بڑا اصرار کرنے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسجدوں میں سب لوگ صف بندی کر کے باجماعت نماز ادا کریں امام بعد سورۃ فاتحہ سورۃ یسین پڑھے اور ہر مبین پر تمام جماعت اسی حالت میں زور زور سے اذان کہے اور سورۃ یسین کے اختتام پر وباء سے نجات کیلئے دعا کریں اور مقتدی آمین کہتے جائیں اس عمل سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بلا دفع ہو جائے گی۔



حضرت سید شاہ غلام حسین بیابانی قدس سرہ

حضرت سید شاہ غلام حسین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ آپ قاضی و رنگل تھے اور قاضی پیٹھ میں مقیم تھے آپ ہمیشہ جذب کی کیفیت میں رہتے تھے۔ آپ تنہا رہنا پسند فرماتے تھے اور مخلوق سے دور رہنا چاہتے تھے۔ سلسلہ بیابانی کے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ یہ چاہتے تھے کہ نہ میں کسی کو پہچانوں اور نہ مجھے کوئی پہچانے تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کی نسبت حضرت سید شاہ موسیٰ قادری قدس سرہ کی ہمیشہ سے ہوئی جنکا گنبد مبارک حیدر آباد میں زیارت گاہِ خلاق ہے شادی کے دن آپ اُس زمانہ کے رواج کے مطابق تاش کا جوڑا پہن کر عقد کیلئے جارہے تھے تاش کے کپڑے میں سونے اور چاندی کے تار ہوتے تھے جب آپ نے فقراء کو دیکھا تو اپنا تاش کا جوڑا پھاڑ پھاڑ کر فقراء میں تقسیم کر دیا۔ اس طرح جب دلہن کے گھر پہنچے تو صرف استر باقی رہ گیا۔ دلہن والوں نے دُولھے کو اس حال میں دیکھا کہ جوڑے کا صرف استر باقی ہے اور کپڑا نادر تو دلہن والوں نے حضرت موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ صاحب سے عرض کیا کہ دُولھا دیوانہ معلوم ہوتا ہے عقد کرنا مناسب نہیں ہے حضرت موسیٰ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب بصیرت بزرگ تھے ان کو اس بات کا علم تھا کہ یہ دلہا بسا بزرگوں میں سے ہے اور وہ اس وقت جذب کی کیفیت میں ہے اس لئے آپ نے اپنے لوگوں سے فرمایا دلہا بسا بزرگوں میں سے ہے میں نے کافی سوچ سمجھ کر یہ نسبت کی ہے۔ اور جب بحث ہونے لگی تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنی بہن دے رہا ہوں کسی اور کی بہن نہیں دے رہا ہوں اس کے بعد عقد منعقد ہوا۔

آپ کے تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ تھے جن کا اسم مبارک سید شاہ غلام محی الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ تھا جو حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ کے والد بزرگوار ہیں۔ آپ رات بھر ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے اور مسلسل ٹہلتے رہتے دن بھر تنہا رہنا آپ کو پسند تھا

اس لئے کہ عبادت میں خدا کی طرف متوجہ رہیں نہ کسی سے بات کریں نہ کسی کی طرف دیکھیں۔

ایک رات آپ کی اہلیہ محترمہ اپنے کمرے سے گھبرا کر باہر نکلیں اور فرمانے لگیں کہ حجرہ میں شیر ہے یہ سن کر سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت اپنے کمرے میں سے آنکھیں ملتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ جب آپ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری اہلیہ نے نیند کے آنکھوں سے ایسا دیکھا ہوگا۔ آپ اپنا کفن ساتھ لئے ہوئے موضع رائے پرتی جو قاضی پیٹھ سے ۴۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے وہاں پہنچ کر گاؤں کے دیس مکھ سے ملے اور فرمایا کہ ہم یہاں مرنے کے لئے آئے ہیں اور اپنا کفن بھی ساتھ لائے ہیں۔ تم لوگ ہمارے لئے جگہ کا انتظام کرنا اور ہماری موت کے بعد قاضی پیٹھ والوں کو اطلاع کر دینا لوگوں نے سمجھا کہ آپ جذب کی کیفیت میں یہ کہہ رہے ہیں لیکن صبح جب دیکھتے ہیں کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے آپ رائے پرتی کی عالم گیری مسجد کے صحن میں مدفون ہیں۔ آپ کا وصال ۱۴ رجب المرجب کو ہوا۔



حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال سوئے نہیں تھے اتفاقاً ایک روز سو گئے اور آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اسکے بعد ہمیشہ بستر ساتھ رکھنے لگے تاکہ دولت دیدار حضور اکرم ﷺ پھر نصیب ہو جائے ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے شجاع وہ صلیب چالیس سال بغیر سوئے کہ عبادت کرنے کا تھا اب پھر ویسا ہی کرو گے تو وہ دولت پھر حاصل ہوگی۔

حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی قدس سرہ

آپ حضرت سید شاہ غلام حسین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے اور آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد نے دی آپ عالم و فاضل اور علم کے دریا تھے آپ کو قرب الہی حاصل تھا آپ علم ظاہری و باطنی سے فارغ ہونے کے بعد قاضی پیٹھ تشریف لائے اور عبادت میں مصروف رہتے تھے آپ کی طبیعت میں سادگی اور انکساری بہت زیادہ تھی آپ قاضی و رنگل تھے۔

آپ صاحب کرامت بزرگ تھے ایک مرتبہ کثرت سے بارش ہونے لگی جس کی وجہ سے لوگ پریشان ہونے لگے اور تالاب بارش کے پانی سے لبریز ہو چکا تھا اور قریب تھا کہ تالاب کا کٹھ ٹوٹ جائے کیونکہ تالاب کا کٹھ مٹی کا بنا ہوا تھا اور بارش کی کثرت کی وجہ سے کٹھ پر سے پانی بہہ رہا تھا لوگ جمع ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ آپ دعا فرمائیں اور آپ کو لوگ مجبور کرنے لگے بالآخر آپ تالاب پر تشریف لے گئے اور وہاں پر وضو فرما کر دعا کی اسی وقت آپ کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا اور بارش تھم گئی۔

آپ کے چچا حضرت سید عبدالقادر بیابانی رحمۃ اللہ علیہ (جن کو دشمنوں نے شہید کر دیا تھا) کی اکلوتی صاحبزادی حضرت سے منسوب ہوئیں اور آپ کے آخری صاحبزادے ہمارے دادا حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ ہیں آپ کی مزار مبارک قاضی پیٹھ میں افضل منزل کے سامنے آبائی قبرستان میں ہے جہاں آپ کے دادا حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ مولف پنج گنج کی مزار بھی ہے۔

حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ

فردوس کے پھولوں نے سلامی تجھے دی ہے ہے رنگ علی رضی اللہ عنہ تجھ میں تو خوشبوئے نبی ﷺ ہے

ولادت: دادا حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ کے والد محترم حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی قدس سرہ بہت بڑے عالم اور صوفی اور صاحب کرامت بزرگ تھے آپ کا مشرب سا لکانہ تھا آپ کی والدہ محترمہ حضرت سید شاہ عبدالقادر بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں آپ کے لطن سے دادا حضرت قدس سرہ حضرت سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۰ ہجری مطابق ۱۷۹۵ء عیسوی بمقام قاضی پیٹھ ہوئی آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے والد محترم حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی قدس سرہ نے دی آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ آپ عام بچوں سے الگ اور غیر معمولی عادت کے حامل تھے۔ اور آپ کی والدہ فرماتی تھیں کہ ایک دفعہ میں اپنے خالہ زاد بھائی مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب کے مکان محلہ قطبی گوڑہ حیدر آباد گئی تھی وہاں بچوں کے ساتھ آپ کنویں بنانے کا کھیل کھیل رہے تھے آپ نے بھی ایک کنواں بنایا اس کنویں میں پانی اتنا نکل آیا کہ کنواں پانی سے بھر گیا سب لوگ یہ کرامت دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ آپ کے ماموں صاحب نے فرمایا کہ بفضلہ تعالیٰ یہ لڑکا ولی ہوگا۔

آپ کی تعلیم: حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ نے بذات خود آپ کی تعلیم کا آغاز کیا اور بسم اللہ بھی آپ نے پڑھائی۔ حضرت فقر اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا انتخاب بحیثیت استاد ہوا۔

اس وقت آپ کی عمر شریف ۱۲ سال تھی اور آپ کو فقر اللہ شاہ صاحب کے حوالے کر دیا گیا۔ فقر اللہ شاہ صاحب کے پاس حصول تعلیم کیلئے ورنگل میں ٹہرے دادا حضرت قدس سرہ نے ۱۲ سال کی عمر میں ہی حافظ قرآن ہو گئے اور دیگر علوم کی تکمیل کیلئے ۲۴ سال تک تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔

مست قلندر: دادا حضرت قدس سرہ کے استاد حضرت فقر اللہ شاہ صاحب کے پاس ایک مست قلندر

آتے تھے جن سے آپ کا تعارف کرایا گیا۔ وہ شاہ صاحب کیف و مستی کے عالم میں رہتے تھے آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ مست قلندر ہمارے استاد کے پاس آیا کرتے تھے جب بھی وہ آتے تھے ان کی خاطر تواضع ہوتی۔ ایک روز استاد محترم کسی دعوت میں مدعو تھے مجھ سے فرمایا کہ اگر شاہ صاحب آئیں تو آپ ان کی تواضع کرنا اور ان کو اپنے ہاتھ سے کھانا۔ استاد کے جانے کے تھوڑی دیر بعد شاہ صاحب تشریف لائے میں استاد محترم کے حکم کے مطابق ان کی تواضع کی کھلایا پلایا اور شاہ صاحب خوش ہو کر گئے اور دادا حضرت سے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو بڑی قوت عطا فرمائی ہے چند روز بعد شاہ صاحب جب استاد محترم کے پاس آئے تو میں وہاں پر موجود تھا وہ کہنے لگے اب ہمارا وقت آ گیا ہے اور ہم مرجائیں گے آپ کو وصیت کر جاتے ہیں حضرت فقر اللہ صاحب نے کہا کہ آپ سے برکت ہے شاہ صاحب نے یہ وصیت کی کہ ہماری لاش کو غسل و کفن نہ دیا جائے اور نہ اس کو دفن کیا جائے بلکہ پیروں میں رسی باندھ کر قلعہ کے اطراف گشت کرایا جائے پھر کوٹھے پر ڈال دیا جائے دادا حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب کی وصیت کرنے کے بعد دوسرے ہی دن ان کا انتقال ہو گیا۔ اور بہت سے معتقدین جمع ہو گئے اور چاہا کہ شاہ صاحب کا جنازہ بڑی دھوم سے اُٹھے لیکن فقر اللہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس معاملہ میں شاہ صاحب کی وصیت کا احترام ضروری ہے ان کی وصیت کے مطابق آپ کو بے گور و کفن پیروں کو رسی باندھ کر قلعہ کے اطراف گشت کرا کر میت کو کوٹھے (بالا خانہ) پر ڈال دیا جائے۔

یہ کام تکمیل ہونے تک مغرب ہوگئی تاریکی کی وجہ سے میت کو قلعہ کے اطراف گشت کرنا دشوار تھا اس لئے طئے یہ ہوا کہ یہ کام صبح انجام دیا جائے اور اسی شب کچھ لوگ آپ کی میت کی حفاظت کیلئے وہیں ٹہر گئے تو محافظین کو ایک عجیب صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ میت کے اعضاء جسم سے علیحدہ ہو کر ایک کے بعد ایک غائب ہو گئے۔ اس طرح محافظین وہاں موجود تھے لیکن میت نہیں تھی۔ نگران کاروں نے اس واقعہ کو دوسرے معتقدین تک پہنچا دیا۔ انتقال کے تیسرے دن زیارت کا اہتمام کیا گیا اور کچھ لوگ جمع ہو گئے تھے اور چند سوداگر حیدر آباد سے بھی آگئے تھے۔ انھوں نے کہا کہ مست قلندر (شاہ صاحب) کو گھن پور کے قریب راگھو پور میں دیکھا ہے اور مست قلندر نے ہم سے فرمایا کہ تم لوگ فقر اللہ شاہ صاحب کو ہمارا سلام اور سید شاہ افضل بیابانی کو دعا کہنا۔

حیدر آباد کا سفر: دادا حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت فقر اللہ شاہ صاحب کی تعلیم سے مجھ میں علم کا ذوق و شوق پیدا ہوا۔ اسی زمانے میں آپ کے والد محترم کا وصال ہوا آپ حصول علم کیلئے گھنے جنگلوں اور پہاڑوں کے پر خطر راستوں سے تنہا گھوڑے پر حیدر آباد کا سفر طئے کیا۔ راستے میں آپ کو حلق میں شدید درد شروع ہوا اور دونوں غدو مل گئے اور شدت کی پیاس ہونے لگی آپ تنہا تھے پیاس کو بجھانے کی تلاش میں چشمہ پر پہنچے اور دیکھا کہ ایک شیر اور جنگلی خنزیر یہ دونوں آپس میں غرار ہے تھے آپ نے فرمایا یہ منظر دیکھ کر میں پریشان ہوا اتنے میں دیکھا کہ ایک بزرگ میرے قریب کھڑے ہیں انھوں نے مجھے روٹی عنایت کی اور میں نے اُسے کھا لیا حلق کا درد کم ہو گیا اور پیاس بھی بجھ گئی بعد میں مجھے علم ہوا کہ یہ بزرگ حضرت خضر علیہ السلام تھے انہوں نے نہ صرف آپ کو روٹی کھلائی بلکہ ولایت کا پیالہ پلا دیا۔

اساتذہ کرام: دادا حضرت قدس سرہ کے اساتذہ کرام حضرت فقر اللہ شاہ صاحب مولوی قطب الدین صاحب، حافظ سید صدر الدین صاحب تھے۔ یہ حضرات بہت بڑے عالم و بسا بزرگ تھے۔

فیضان: حیدر آباد میں خوش قسمتی سے آپ کے رشتے کے تایا حضرت سید شاہ غلام علی شاہ صاحب قادری المسموی کے فیض صحبت کی وجہ سے آپ کے علمی ذوق و شوق کی تکمیل ہو گئی آپ فرماتے ہیں کہ میں اکثر حضرت سید شاہ غلام علی شاہ صاحب قادری کی خدمت میں رہتا تھا ایک مرتبہ آپ آرام فرما رہے تھے اور میں آپ کے پیردبانے کی خدمت انجام دے رہا تھا آپ کا قلب مبارک ذکر کلمنہ طیبہ میں مصروف تھا! جب حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیند سے بیدار ہوئے تو دادا حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کا طواف کر کے دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ تو حضرت نے پوچھا کہ تم نے کیا دیکھا ہے عرض کیا جی ہاں میں نے دیکھا کہ حالت نیند میں آپ کے قلب سے کلمنہ طیبہ کی آواز آرہی تھی۔ حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خوش ہوئے اور دعا فرمائی کہ الہی جیسا میرا حال ہے اس کا حال بھی ویسا ہی فرما دے اس کے ساتھ ہی ذکر کلمنہ طیبہ کی تلقین فرمائی۔

حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ: دادا حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کیلئے ہفتہ میں ایک بار خضر علیہ السلام تشریف لایا کرتے تھے اور آپ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ برسوں آپ نے کبھی آرام نہیں فرمایا اور دادا حضرت قدس سرہ ایک سال آپ کے پاس قیام فرما کر خدمت کرتے رہے۔

اُسی بزرگ کا ارشاد ہے کہ دنیا میں اپنے بدن سے رہو اور عاقبت میں قلب سے حضرت شیخ ابوالخیر عقیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب ابو بکر کسانے سوتے تھے تو ان کے سینے مبارک سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز سنائی دیتی تھی

حلیہ مبارک: آپ کا قد اوسط تھا کتابی چہرہ اور گندی رنگ، بڑی غلافی آنکھیں بلند پیشانی دونوں ابرو ملے ہوئے تھے سر کے بال گھنے تھے داڑھی اوسط گھنی تھی۔ سینہ مبارک کشادہ تھا ہاتھوں کی کلائی مضبوط تھی دانت خوبصورت جے ہوئے تھے۔ شروع میں آپ زلف رکھا کرتے تھے اور بعد میں حلق فرماتے تھے آپ آہستہ آہستہ چلا کرتے تھے۔ گفتگو میں متانت تھی الفاظ کھول کھول کر آہستہ ادا فرماتے تھے اور ہر ملنے والے سے خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔

مسلک: آپ حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں آپ کا مسلک حنفی تھا ۲ آپ کا طریقہ عالیہ قادریہ رفاعیہ چشتیہ تھا۔ اس لئے قادریہ و رفاعیہ اور چشتیہ طریقہ میں بیعت لیا کرتے تھے اور خلافت بھی انہیں طریقوں میں دیا کرتے تھے آپ شیخ شریعت و شیخ طریقت بھی تھے۔ شیخ شریعت اس طرح کہ مخلوق کو صاف ستھری زندگی گزارنے کا طریقہ سکھاتے اور شیخ طریقت اس لئے کہ مخلوق کو راہ خدا بتلاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی حیات مبارک کے ہر پہلو میں وہ کشش تھی جو اکابرین اولیاء کرام میں پائی جاتی ہے۔

سختاوت: آپ گاؤں والوں کو (تمی) یعنی چھوٹا بھائی کہہ کر مخاطب فرماتے۔ اور گاؤں والے آپ کا بڑا ادب کرتے تھے ایک مرتبہ دادا حضرت قدس سرہ اپنی دھنڑی کا معائنہ فرما رہے تھے یہ تری زمین تھی پانی کی وجہ سے کچھ زیادہ تھا دادا حضرت قدس سرہ اپنے چپلیں اتار دئے تو ایک گاؤں والے نے آپ کے چپل اٹھالیا اور دھنڑی پار کرنے کے بعد آپ نے چپل پہن لئے اور وہ تری زمین جس کا معائنہ فرما رہے تھے اس چپل اٹھانے والے خدمت گزار کو عطا فرما دئے یہ زمین پاپوش پولم کے نام سے مشہور ہے۔

۲ حضور غوث پاک کا مسلک حنبلی تھا۔

حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک شافعی تھا۔ دنوں حضرات کے مریدین کی بڑی تعداد احناف کی ہے

انکساری: آپ جب بھی کسی محفل میں جاتے تو مجلس کے آخر میں بیٹھ جاتے لوگ اگر اصرار کریں تو جواب میں فرماتے کہیں بھی بیٹھنے سے آدمی کے مرتبہ میں فرق نہیں آتا قاضی وقت و جا گیر دار ہونے کے باوجود آپ میں انکساری کا عالم یہ تھا کہ کسی جلاہا کے جھونپڑے میں پتھریا کبھی مٹی پر بھی سر ہانے ہاتھ رکھ کر سو جاتے تھے ۳

لباس: آپ جسم پر کچھ اور تہبند پہنتے سر پر رومال اور کاندھے پر کمبل ڈال لیتے، پیر میں چیل اور ہاتھ میں لکڑی ہوا کرتی تھی یہ آپ کا روزمرہ کا لباس تھا جب کبھی عید گاہ کو تشریف لے جاتے تو انگرکھا اور شملہ زیب تن فرماتے تھے۔ ۴

رہائش گاہ: موضع قاضی پیٹھ میں آپ بحیثیت قاضی و رنگل قیام پزیر تھے ایک گھاس پھوس کا جھونپڑا بنوایا اور اس میں رہنے لگے۔ آپ کے پاس دور دراز سے ملنے والے معتقدین کا تانتا بندھا ہوا رہتا۔ بعض مرتبہ آپ کے پاس سو سو مہمان ٹہرے رہتے تھے ۵

۳ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ میں انکساری کوٹ کوٹ کر بھری تھی ایک روز آپ اپنے غلاموں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا آؤ آپس میں بیعت و عہد کریں کہ ہم سے کوئی نجات پائے تو قیامت کے روز وہ سب کی شفاعت کرے یہ سن کر غلاموں نے عرض کیا اے رسول اللہ کے بیٹے آپ کو ہماری شفاعت کی کیا ضرورت جب کہ آپ کے نانا ساری خلقت کے شفیع ہیں آپ نے فرمایا مجھے اپنے عمل کی وجہ سے شرم آتی ہے کہ اپنے نانا حضرت کے روئے مبارک کو دیکھوں۔

۴ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بہت ہی قیمتی لباس پہنے ہوئے تھے ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ یہ لباس اہل بیت کے شایان شان نہیں ہے آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے آستین میں داخل کر دیا اور قیمتی لباس تھا اس کے نیچے ٹاٹ کا کرتا تھا جو بہت ہی سخت اور گھر درا تھا امام نے فرمایا ایک دنیا والوں کیلئے ہے اور دوسرا خدا کیلئے

۵ ایک درویش سفر میں کئی سال گزارا اس کے بعد اپنے وطن واپس ہوا اور اپنے مرشد کی زیارت کیلئے گیا تو مرشد نے پوچھا کہ عجائبات عالم میں کیا دیکھا اس نے کہا ایک قطب سے ملاقات ہوئی وہ کہتے تھے کہ ساری

آپ کے جھونپڑے میں رات بسر کرنے کی گنجائش کم تھی اس لئے دوسروں کے جھونپڑوں میں ٹھہرایا جاتا آپ بعض مرتبہ جُلا ہوں کے جھونپڑوں میں پتھر پر کبھی مٹی پر بھی سو جایا کرتے تھے اور سرہانے پتھر یا اپنا ہاتھ رکھ لیا کرتے تھے۔ ۶

دادا حضرت قدس سرہ کی والدہ محترمہ دادی ماں صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ قاضی وقت ہیں اور جاگیر دار ہیں آپ کیلئے ایک شاندار مکان ہونا چاہئے لیکن آپ ہر وقت اس معاملے میں انجان ہوتے رہے ایک دفعہ آپ کی والدہ محترمہ نے بہت اصرار کیا تو آپ ٹالنے کیلئے ایک عجیب سا جواب دیا کہ حویلی میں رہنے والوں کے پاس چوریاں ہوا کرتی ہیں آپ کی والدہ صاحبہ نے سمجھ لیا کہ آپ جھونپڑی میں ہی رہنا پسند کرتے ہیں اور آپ خاموش ہو گئیں۔

غذا: آپ سنت کے پابند تھے اور نہایت ہی معمولی غذا استعمال فرماتے جیسے خشک میوے، پانی، نمک ملا کر ملاحظہ فرماتے کبھی شور بہ خشک کے ساتھ پسند فرماتے آپ کی پسندیدہ غذا، مچھلی تھی۔ اور آپ بیٹھا بھی پسند فرماتے تھے۔ اور کبھی کالجی پر اکتفا کرتے۔ ۷

دنیا میں دیڑھ آدمی ہے۔ آدھا آدمی وہ جو ہوا پر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھے اور سالم آدمی وہ ہے جو سالم روٹی کسی دُرولیش کو دے۔ یعنی ایسا عابد جو ہوا پر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھے اس کی حیثیت صرف آدھے آدمی کی ہے اور وہ جو ایک سالم روٹی کسی دُرولیش کو دے اس کا درجہ اتنا اونچا ہے مطلب یہ ہے کہ روٹی دینے والے کو اللہ تعالیٰ کس حد تک پسند فرماتا ہے۔

۶ حضرت امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گزرا ایک شخص کے پاس سے ہوا جو مٹی پر سو رہا تھا اور اس کے سر کے نیچے اینٹ تھی اور چہرے پر خاک تھی کبل کا تہ بند باندھا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ الہی یہ تیرا بندہ دنیا میں ضائع ہے تو ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تجھے معلوم نہیں میں جب کسی بندے کی طرف توجہ کرتا ہوں اس سے تمام دنیا کو علحدہ کرتا ہوں۔

۷ حضرت امام غزالی رضی اللہ عنہ نے احیاء العلوم میں یہ حدیث شریف نقل کی ہے کہ آدمی کا حق صرف تین چیزوں پر ہے اول کھانا جو پشت سیدھی کر رکھے دوم کپڑا جو برہنگی چھپائے تیسرا گھر کہ اس کو پناہ دے اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کا حساب لیا جائے گا۔

تیر نے اور گھوڑے سواری کا ذوق: آپ کو بچپن ہی سے تیر نے اور گھوڑے سواری کا شوق تھا اور بنوٹ بھی کھیلتے تھے۔ تلوار چلانا بھی پسند فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ہزار ستون مندر کے کنویں میں جو (ہنمکنڈہ) میں واقع ہے دوسرے بچوں کے ساتھ تیر رہے تھے جب تل کی مٹی لانے کی بات ہوئی تو آپ نے زیادہ گہرائی میں غوطہ لگایا اور کچھ دیر تک پانی کے اندر ہی رہے تو ساتھی پریشان ہو گئے کچھ دیر بعد آپ پانی کی سطح پر نظر آئے ایک وقت ورنگل کے بڑے تالاب بھدری میں تیر رہے تھے ساتھیوں نے کہا سنگاڑھے کھا مینگے آپ ساتھیوں کے ساتھ تیرتے ہوئے تیزی سے گہرے پانی میں پہنچ گئے اور پانی کی کسی نیل میں پھنس گئے اس طرح نظروں سے غائب ہو گئے ساتھی پریشان ہو گئے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا تو تھوڑی دیر بعد پانی کی سطح پر آ گئے آپ قاضی پیٹھ سے ہنمکنڈہ گھوڑے پر جاتے تھے۔ کبھی کسی جولاہے کو ساتھ بٹھا لیتے گھوڑے سواری آپ کو بہت پسند تھی۔

زبانوں سے دلچسپی: آپ گاؤں والوں کے ساتھ تلگو زبان میں بات کرنا پسند فرماتے تھے اگر کوئی فارسی داں شخص مل جاتا تو اس سے فارسی میں گفتگو فرماتے اور آپ قصات کے فیصلے بھی فارسی میں دیا کرتے۔ اور کبھی عربی داں سے ملاقات ہو جاتی تو اس سے عربی میں کلام فرماتے۔ فارسی اور اردو میں خط و کتابت فرماتے۔

والدہ سے الفت: دادا حضرت قدس سرہ کو اپنی والدہ محترمہ سے بے انتہا محبت تھی اپنی والدہ کا بے

حد احترام فرماتے تھے اور والدہ کے قدموں پر اپنا سر رکھ کر کہتے کہ میں آپ کا غلام ہو ۱

صحابہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا سب سے بڑا نیک کون ہے حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا وہ شخص ہے جو کم کھائے، کم پیئے حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ پرانہ لباس پہننا آدھا پیٹ کھاؤ یہ عمل نبوت کا ایک جزو ہے۔

۱ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی مبارک یاقوت اور جواہرات سے آراستہ ہے اس شخص نے صبح حضرت ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خواب عرض کیا تو حضرت ابواسحاق فرمانے لگے تم نے سچ کہا ہے میں نے کل اپنی ماں کے قدم چومے تھے یہ اسی کی بدولت ہے۔

یہی حال آپ کی اس محبت کا ہے جو آپ کو اپنے فرزند دادا حضرت قبلہ (سید شاہ غلام سرور بیابانی علیہ الرحمۃ) سے تھی
دادا حضرت قدس سرہ کی محبت کا اندازہ آپ کے اس شعر سے ہوتا ہے۔

سرور میں غلام تیرا ہوں جان و دل سے فدا میں تیرا ہوں

شاعری: شاعری سے آپ کو دلچسپی تھی آپ اردو، فارسی اور تلگو میں بھی اشعار فرمایا کرتے۔ اس طرح
جب آپ نے اپنے صاحبزادے سید شاہ غلام سرور بیابانی رحمۃ اللہ علیہ (دادا حضرت قبلہ) کے مکان کی سنگ
بنیاد رکھ کر فرمایا۔

باندھے ہیں اپنی جائے سرور میاں مکاں کیا وصف اس مکاں کا کروں ہے یہ لامکاں
حضرت خدا دراز کرے عمر چوں خضر دنیا و دیں میں شاد رکھے سرخ رو بہ حشر
دادا حضرت قدس سرہ نے اپنے عشق الہی کا اظہار اشعار میں اس طرح فرمایا۔

نظر آتا ہے ابر میں ہچموں مہتاب کہ جس کے دیکھنے سے ہوں میں اب مست
قسم قرآن کی اور حکم اقدس پیارا پاس ہے ہر آن میں مست
تلگو بھی آپ کی پسندیدہ زبان تھی اس میں بھی آپ نے اشعار لکھے ہیں مگر ہم تک دو شعر پہنچے ہیں۔

اے خدا تو نے مجھ پر کرم کیا Na meeda daya chesiti Bhagawan.

ہر مشکل میں تیرا ہی سہارا ہے Aa padalo dikku Bhagawan

تیرا نشان کف پا میرے دل میں ہے Ni charana lingaw na manasulo

wela sina puttina Hey Bhagawan

یہ نشان میرے دل میں طلوع ہوا تھا جب میں پیدا ہوا۔

عشق حقیقی: دادا حضرت قدس سرہ نے ۲۴ سال کی عمر میں تمام علوم کی تکمیل فرمائی تھی اس طرح آپ کا

قلب تنہائی پسند ہو کر اپنے اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی عبادت و ریاضت کیلئے جنگلوں اور پہاڑوں کا رخ کیا

عشق کیا شئی ہے کسی کامل سے پوچھا چاہئے

کس طرح جاتا ہے دل کسی بے دل سے پوچھا چاہئے

پاپنا پیٹھ کے صحراؤں میں عشق حقیقی دل میں روشن ہو گیا تھا اور دل میں خیال ہوا محبوب کے سوا ہر چیز خاک ہو جائے اس کے بعد آپ میدک سے (۲۵۰) کیلومیٹر طویل سفر کر کے قاضی پیٹھ پہنچے اور چند دنوں بعد ۲۸ سال کی عمر میں قاضی پیٹھ پہنچتے ہی بھٹ پٹی کے پہاڑوں میں عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے اس طرح ایک طویل عرصے تک پہاڑوں میں گزارے ۹

خدمت قصات کے فرائض آپ ہی انجام دیتے تھے اور کبھی کبھی دن میں قاضی پیٹھ آجایا کرتے تھے۔ جب تشریف لاتے یہاں بھی آپ کی عبادت میں کوئی کمی نہیں ہوتی اکثر صبح کو ہی گھر تشریف لاتے تو کئی دن کے فاقے کی وجہ سے آپ کو شدت کی بھوک محسوس ہوتی تھی رات کا بچا کچا خشک لال مرچی کی چٹنی سے تناول فرماتے تھے۔ ۱۰

جب آپ پہاڑوں میں مصروف عبادت رہتے تو آپ کے روبرو قسم قسم کی مخلوق آپ کے اطراف جمع ہو جایا کرتی تھی آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ اکثر میرے پاس شیطان و بھوت آجایا کرتے تھے تو میں انہیں ہٹا دیا کرتا تھا۔

۹ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری تمنا یہی ہے کہ میں صحراؤں میں زندگی بسر کروں نہ تو کسی مخلوق کو دیکھوں اور نہ کبھی مخلوق مجھ کو دیکھے۔

حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ۱۵ سال تک عراق کے ویرانوں اور صحراؤں میں گھومتا رہا۔

پیران پیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ۴۰ سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ ہمارے لئے مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنے قرب کا راستہ بتا دیتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہمارے مجاہدین کے پہلو اپنی خواب گاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں اور ہر حال میں اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے کو بھوکا اور پیاسا رکھو اور اپنے جسموں کو برہنہ رکھو تا کہ تمہارا دل دنیا سے جدا ہو کر قرب الہی کی طرف راغب ہو۔

نماز معکوس: بہت ہی کم بزرگان دین نے نماز معکوس ادا فرمائی ہے۔ حضرت شیخ فرید گنج شکر نے بھی نماز معکوس ادا فرمائی ہے۔ اس کا ذکر دائرۃ العرفان میں ہے۔ چنانچہ دادا حضرت قدس سرہ نے بھٹ پلّی کے پہاڑوں پر نماز معکوس ادا فرمائی۔ اس نماز کے دوران سجدے میں جاتے تو خوف الہی سے آپ پر غشی طاری ہو جاتی تھی اور پہاڑ پھٹ جاتا اور آپ معلق سجدے میں لٹکے رہتے ساری رات اسی کیفیت میں گزر جاتی۔ آپ رات بھر میں چار سجدے ادا فرماتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میرے بندے دن رات مجھے یاد کرتے ہیں اور تھکتے نہیں۔

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

۱۰ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خوراک یہ تھی کہ کبھی آپ ستو کھاتے اور کبھی روٹی سرکہ کے ساتھ کبھی بھاجی کے ساتھ اور چنے کی روٹی کھاتے آپ کے گھر کے ساز و سامان میں چٹائی کے سوا کچھ نہ تھا۔

عشق الہی میں رونا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کبھی نماز

میں کھڑے ہوتے تو روتے، رکوع میں روتے، سجدے میں روتے اور دونوں سجدوں کے درمیان روتے دادا حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دادا حضرت قدس سرہ رات بھر عشق الہی میں ایسا روتے تھے جیسا کہ ایک گائے اپنے گم شدہ بچھڑے کیلئے چلاتی ہے۔ ایسے رونے سے قرب الہی نصیب ہوتا ہے اکثر بزرگان دین جیسے پیران پیر حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت معروف کرخی، حضرت جنید بغدادی، احمد کبیر رفاعی علیہم الرحمہ نے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے ساتھ ہی اس کی محبت میں روتے نماز میں روتے اس کی یاد میں روتے ایسا رونا سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اے

الخلافت الاخبار میں لکھا ہے قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا جب اسکے اعمال نامہ کو تولا جائیگا تو گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگا لہذا اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ملے گا۔ اس وقت اسکے پلک کا ایک بال اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا اے رب العالمین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے اور میں تیرے خوف سے رویا تھا اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت جوش میں آئی اور اس شخص کے روتے ہوئے بال کے عوض جہنم سے بچا لیا گیا۔

جب لوگ جہنم کے قریب پہنچیں گے تو خوفناک آوازیں سنیں گے جب ہر نبی نفسی نفسی اور حضور اکرم ﷺ امتی امتی کہہ رہے ہونگے اس وقت جہنم سے ایک بلند آگ باہر نکلے گی اور حضور اکرم ﷺ کی امت کی طرف بڑھے گی آپ کی امت اس کے روکنے کیلئے پکارے گی اے آگ تجھے نمازیوں کا واسطہ روزہ داروں کا واسطہ اور خوف خدا رکھنے والوں کا واسطہ واپس جا مگر آگ برابر آگے بڑھتی رہے گی تب جبرائیل علیہ السلام یہ فرمائینگے جہنم کی آگ امت محمدیہ کی طرف بڑھ رہی ہے اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس ﷺ کو ایک پیالہ پیش فرمائینگے جس میں پانی ہوگا اور حضور ﷺ سے عرض کریں گے اس پانی کو آگ پر چھڑک دیں جیسے ہی حضور اکرم ﷺ نے اس پانی کو آگ پر چھڑکیں گے فوراً آگ بجھ جائے گی حضور اکرم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس پیالے میں خدا کے خوف سے رونے والوں کے آنسو جمع تھے جس سے آگ فوراً بجھ گئی۔

تجلی الہی: قاضی پیٹھ کے شمال میں ایک تالاب ہے جسکا نام بندم ہے جسکی ایک چٹان ہے جس پر آپ مصروف عبادت رہتے تھے وہاں پر آپ کو اللہ تعالیٰ کی تجلّی نصیب ہوئی۔ آپ کے معتقدین اس چٹان کو کوہ طور ثانی کہتے ہیں۔

قاضی پیٹھ سے بالکل قریب بوڑھ گٹھ نامی ایک پہاڑ ہے۔ اس پہاڑی کے چٹانوں پر دادا حضرت قدس سرہ یاد الہی میں مشغول رہتے اور فرماتے تھے کہ جب اس چٹان پر عبادت میں مشغول رہتا تو وہاں پر ایک جن خدمت کیلئے حاضر رہتا اور حکم کا منتظر رہتا تھا۔

ایک مرتبہ دادا حضرت قدس سرہ کے ساتھ آپ کے فرزند حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ دونوں حضرات ہنمکنڈہ سے قاضی پیٹھ پہنچے۔ اب جو درگاہ شریف کا قبرستان ہے وہاں ایک پلاس کا بڑا درخت تھا۔ آپ اس پلاس کے درخت کو بتاتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے اس درخت پر بھی کچھ دیکھا ہے اس کے بعد آپ نے اس درخت سے لپٹ کر زور زور سے رونے لگے۔ جو اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندے ہوتے ہیں عشق الہی میں ڈوبے ہوئے رہتے ہیں ان کا مقصد محبت الہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا تو رب العزت انہیں اپنی تجلی سے نوازتا ہے۔ سنت انبیاء کرام بھی اسی طرح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھلی بار تجلی ذات الہی پہاڑ پر اور دوسری مرتبہ درخت پر ہوئی تھی۔ تجلیات الہی کسی ولی کامل کو زندگی بھر میں ایک مرتبہ ہوتی ہے اور کسی کو یہ شرف دوبارہ بھی حاصل ہو جاتا ہے تو وہ ولی اللہ مست ہو کر زندگی گزارتے ہیں۔ نہ انکو کسی چیز کی فکر ہوتی ہے نہ کھانے پینے کا خیال رہتا ہے نہ دنیا داری کی طرف راغب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دادا حضرت قدس سرہ کو ولایت کے اُس درجہ پر فائز و سرفراز فرمایا کہ جہاں پر ہر آن تجلّی الہی سے سرفرازی ہوتی رہتی ہے۔

دادا حضرت قدس سرہ نے اس تعلق سے ایک شعر فرمایا۔

قسم قرآن کی اور حکم اقدس پیارا پاس ہے ہر آن میں مست

محبت الہی میں غرق: قاضی پیٹھ کے قریب بھٹ پلی کے پہاڑوں میں آپ دن رات ریاضت فرماتے اور ایک ہی جگہ بیٹھ جاتے تھے۔ بیٹھتے بیٹھتے آپ کی پشت مبارک پر دیمک چڑھ گئی اور پوری پیٹھ زخموں سے بھر گئی ایک مرتبہ آپ چٹھہ سلگارہے تھے اس کی آگ جسم پر گر پڑی اور جسم میں دھنس گئی جس کا احساس تک آپ کو نہ ہوا۔

ایک مرتبہ آپ نے دہکتی ہوئی انگھٹی میں آگ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کیا بغیر مرضی الہی جلاتی ہے یہ کہہ کر آپ اپنا ہاتھ اس دہکتی ہوئی انگھٹی میں ڈال دیا۔ اور کوئی اثر نہیں ہوا ۱۲

اور کچھ اسکے سوا ہوش کی روداد نہیں تو مجھے یاد ہے کچھ اور مجھے یاد نہیں

فیضان پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: دادا حضرت قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ جب میں بھٹ پلی کے پہاڑوں میں عبادت و ریاضت میں مشغول تھا اور فیضان الہی کا منتظر تھا۔ ایک دن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی سواری مبارک تشریف لائی اور مجھے دولت سرمدی سے نوازا اس واقعہ سے متاثر ہو کر دادا حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی علیہ الرحمہ نے فرمایا مہبط نور الہ مظہر یزدانی ہیں والی دولت سرمدشہ لاثانی ہیں

(۱۲) میرے تایا حضرت محی الدین پاشاہ بیابانی دادا حضرت قدس سرہ کے پوتے اور چوتھے سجادہ تھے ۱۹۵۰ء کے دوران ایک مرتبہ درگاہ شریف یوسفین کے سامنے ایک ہوٹل ہے اس کے مالک آپ کے مرید تھے آپ ان کے پاس رکشاء میں تشریف لے گئے ہوٹل کے مالک کے فرزند نے آپ سے خواہش کی کہ آپ ہوٹل کے اندر تشریف لائیں ان کے بے حد اصرار پر آپ رکشاء سے اتر کر ہوٹل میں داخل ہونے کیلئے سیڑھی پر چڑھے آپ سیڑھی پر چڑھنے کیلئے سہارا چاہتے تھے سیڑھیوں سے اٹنے توے کی روٹی بنانے کا چولہا لگا ہوا تھا باورچی آپ کے آمد پر تھوڑی دیر کام کو موقوف کیا تو اس قدر گرم ہوا کہ دکنے لگا اور حضرت محی الدین پاشاہ بیابانی علیہ الرحمہ اس دہکتے ہوئے توے پر ہاتھ رکھ کر سیڑھی چڑھ گئے مگر آپ کے ہاتھ پر کچھ اثر نہ ہوا اور چند منٹوں میں یہ بات پھیل گئی اور کافی لوگ جمع ہو گئے آپ نے دریافت فرمایا یہ لوگ کیوں جمع ہیں تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ جلتے ہوئے توے پر ہاتھ رکھ کر اوپر چڑھے ہیں تب آپ نے پوچھا کہ کیا تو واقعی گرم تھا۔

دادا حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نے اپنا کاندھا حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی پاکی کو دینے کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میری باطنی پرورش حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ سے راست ہونے لگی۔

گروہ عاشقان حق بگرو تو چو پروانہ اے شمع نور مطلق پُر ضیاء اہل زماں کردی

ترجمہ: عاشقان حق آپ کے پروانہ ہو گئے۔ اے شمع نور الہی آپ کی وجہ سے دنیا والوں کے دل روشن ہو گئے

صفات اولیاء: آپ ان تمام خوبیوں کے مالک تھے جو اولیاء کرام میں ہوتے ہیں آپ ولی کامل تھے آپ حافظ قرآن تھے عالم تھے اور آپ غریبوں کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتے عیب پوشی فرماتے۔ ہر ایک کے ساتھ شفقت سے پیش آتے۔ حق پسندی آپ میں نمایاں تھی شب بیدار تھے بہادر تھے شجاع اور بے حد رحم دل تھے آپ کی طبیعت میں عاجزی و انکساری تھی آپ کثرت سے ریاضت فرماتے تنہائی پسند تھے قطب زماں تھے اور آپ مخلوق کے ساتھ رہتے ہوئے بھی تنہائی پسند تھے۔ ۱۳ (آپ خلوت در انجمن کے بے مثال مظہر تھے) دادا حضرت قدس سرہ نے اپنے مریدوں کو راہ حق کی دعوت دی اور جو مریدین نے لبیک کہا وہ بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے بعض مریدین نے آخرت چاہی انہیں آخرت نصیب ہوئی اور دنیا کو چاہنے والوں کو دنیا ملی ۱۴ اور اللہ تعالیٰ اپنے بعض مخصوص بندوں کو لوگوں کی حاجت روائی کیلئے مقرر فرمایا ہے۔

۱۳ حضرت ابوسعید کو لوگوں نے بتایا کہ فلاں بزرگ پانی پر چلتے ہیں آپ نے فرمایا یہ بڑا آسان ہے مرغابی اور بٹ پانی پر چلتے ہیں پھر بعض لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں بزرگ ہوا میں اڑتے ہیں تو شیخ نے فرمایا یہ بھی بڑا آسان ہے چیل اور کھیاں بھی ہوا میں اڑتی ہیں پھر لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں بزرگ ایک لمحہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر کرتے ہیں شیخ نے فرمایا شیطان بھی ایک لمحہ میں مشرق سے مغرب کو پہنچ جاتا ہے ان چیزوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے مرد خدا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے درمیان رہے اور لوگوں سے لین دین رکھے مخلوق خدا کے معاملہ میں دخل دے اور ایک لمحہ بھی یاد خداوندی سے غافل نہ رہے۔

قصّات: آپ قاضی ورنگل تھے اور فتوے بھی دیا کرتے تھے۔ اور قصّات کے تعلق سے بحیثیت عادل تصفیہ کرتے تھے اس زمانہ میں قصّات کا دفتر ہنمکنڈہ میں تھا۔ آپ ہفتہ میں ایک یا دو دن ہنمکنڈہ دفتر قصّات کو تشریف لیجاتے اور فیصلے فارسی میں دیا کرتے تھے۔ جب آپ دفتر قصّات تشریف لے جاتے تو انگرکھا اور شملہ زیب تن فرماتے تھے۔

سماع: آپ سماع سننا پسند فرماتے تھے ۱۵۔ دادا حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سماع کی محفل منعقد ہوئی اور کسی صاحب کو وجد آگیا اور انہوں نے ایک زوردار نعرہ مارا تو دادا حضرت قدس سرہ نے ان کو محفل سے اٹھوا دیا دادا حضرت قبلہ کو بھی سماع سننے کا شوق تھا ایک روز سماع میں حضرت حافظ علیہ الرحمہ کی غزل ہو رہی تھی اور دادا حضرت قدس سرہ سماع کے دوران مسند سے بازو ہٹ گئے اور جگہ بنا دی جب سماع ختم ہوا تو دادا حضرت قبلہ نے اپنے والد محترم سے عرض کیا کہ آپ مجلس میں یکا یک بازو کیوں ہٹ گئے تو دادا حضرت قدس سرہ نے فرمایا حضرت حافظ علیہ الرحمہ اور حضرت سعدی علیہ الرحمہ کی ارواح تشریف لائیں تھیں اسلئے میں ان کیلئے بازو ہٹ گیا تاکہ وہ محفل میں تشریف فرما ہوں۔ دادا حضرت قدس سرہ سماع کے آداب کا خیال رکھتے تھے اور بناوٹی وجد اور نعروں کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

۱۴ حدیث قدسی میں ہے کہ تم میں سے بعض دنیا کو چاہتے ہو اور بعض آخرت کو پس کہاں ہے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو چاہتے ہیں بزرگوں کا قول ہے کہ مرد وہ ہے جو لوگوں کے ساتھ رہے لیکن دین کرے اور ایک لمحہ بھی خدا سے غافل نہ رہے۔

جس مرید نے اپنے پیر کی صحبت سے تربیت حاصل نہیں کی وہ ایسا ہی ہے جیسے درخت خود رو ہوتا ہے اس پر پھل نہیں آتے اگر پھل آتا بھی ہے تو ذائقہ نہیں ہوتا بد مزہ ہوتا ہے یہی حال مرید کا ہے جس نے اپنے شیخ سے تربیت حاصل نہیں کی اسے کچھ نہیں آتا۔

۱۵ حضرت احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بچے روتے ہیں تو ماں کی لوری دینے سے خاموش ہو جاتے اور جلد سو جاتے ہیں اسی طرح اونٹ کا چلانے والا شربان جب گانا گاتا ہے تو اونٹ گانے سے مست ہو کر بوجھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے تبلیغ کا حکم: دکن میں تبلیغ کیلئے حضور اکرم ﷺ نے

ہدایت فرمائی ۱۶۔ تو آپ نے جواب میں عرض کیا مجھے دنیا والوں سے پوشیدہ رہنے دیجئے میں ظاہر ہونا نہیں چاہتا اس کے بعد آپ کو فوجیوں کی ارواح دکھائی گئیں اور ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ دل کے کھلے ہوتے ہیں اس کے ساتھ ہی فوجی آپ کے پاس کثرت سے آنے لگے اور بیعت ہونے لگے۔ دادا حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کے تقریباً ۲۵ ہزار سے زائد اشخاص مرید ہوئے آپ کو بارگاہ رسالت سے فوجیوں کو فیض پہنچانے کیلئے معمور کیا گیا تھا۔

کی تکلیف کو بھول کر تیز تیز چلنے لگتا ہے۔ بعض جگہ لکھا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام سے بہتر کسی کی آواز نہیں تھی۔ جب آپ آسمانوں پر گانا شروع کرتے تو ساتوں آسمان کے فرشتے اپنا ذکر چھوڑ کر ان کی آواز سننے لگتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو تین سو برس (۳۰۰) برس روتے رہے اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی اے آدم یہ رونا کس کیلئے ہے آپ نے عرض کیا اے پروردگار نہ میں آپ کی جنت کی خواہش میں روتا ہوں نہ جہنم کے خوف سے میرا رونا تو صرف ان فرشتوں کے شوق میں ہے جو عرش کے گرد وجد کرتے ہیں جن کی ستر ہزار صفیں ہیں جو وجد میں ناپتے رہتے ہیں اور عرش کے اطراف ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے چکر لگاتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں تو بڑا بادشاہ ہے اگر ہمارا بادشاہ ہم پر مہربان نہ ہو تو ہم ہلاک ہو جاتے دنیا میں آکر اس وجد کی آوازیں سننے میں آنے کی وجہ سے روتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اے آدم ذرا اپنا سر تو اٹھاؤ جب آپ کی نظر فرشتوں پر پڑی جس میں جبریل علیہ السلام صدر مجلس تھے ان کو دیکھ کر آدم علیہ السلام کا رونا رک گیا تفسیر میں آیا ہے کہ اہل ایمان کو جنت میں گانا سنایا جائیگا سمع اور وجد سے اولیاء و عارفین کا جو مقصد ہے یہ اس کی بنیاد یہی ہے۔

۱۷ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے حضرت جُنید بغدادی سے وعظ گوئی کی خواہش کی تو آپ نے عرض کیا کہ آپ کی زندگی میں وعظ گوئی مجھے اچھی معلوم نہیں ہوتی اسی رات آپ کو رسول اللہ ﷺ کا دیدار نصیب ہوا حضور ﷺ نے فرمایا اے جُنید لوگوں کو نصیحت کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ مخلوق کو نجات عطا فرمائے۔

پہلے آپ نے فوجیوں کے دلوں کو روشن فرمایا اور ان کی تربیت فرمائی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ بتائی اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو ولایت سے سرفراز فرمایا اور یہی فوجی پہاڑوں میں عبادت کرنے لگے اور دو دو ماہ بغیر کھائے پیئے کے ذکر الہی میں مشغول رہے جیسے بنے میاں شاہ صاحب، حضرت محمد خان صاحب، شمس الدین خان صاحب، نامدار خان صاحب، زلفن بیگ صاحب اور محبت اللہ خان صاحب وغیرہ ولایت سے سرفراز ہوئے۔

وصال مبارک: دادا حضرت قدس سرہ کا وصال مبارک بہ عمر مسنونہ ۶۳ سال ۲۷ صفر المظفر ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں قاضی پیٹھ میں ہوا آپ کے مریدوں نے مزار اقدس پر گنبد شریف تعمیر کی مزار مبارک کے اطراف تین فٹ جگہ تھی۔ جمعرات اور جمعہ کو عقیدت مندوں کی کثرت کی وجہ سے اندر داخل ہونا مشکل ہو جاتا تھا۔ ان حالات کو دیکھنے کے بعد میں نے گنبد کو وسیع کرنے کا ارادہ کیا اور گنبد کا طول ۵۶ اور عرض ۵۶ فٹ کیا (۳۱۳۶ مربع فٹ ہے) مزار مبارک کے اطراف ۱۴ فٹ جگہ معتقدین کیلئے رکھی گئی اس کے بعد اطراف سے چار دیواری اٹھائی گئی اس کے بعد ۱۲ فٹ چوڑا حصہ خواتین کیلئے مختص کر دیا گیا درگاہ شریف کے اندرونی حصہ کو سفید سنگ مرمر سے آراستہ کیا گیا اور گنبد مبارک کو سبز سنگ مرمر سے آراستہ کیا گیا۔ جس کو دیکھنے سے معتقدین کے دلوں کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ آپ کے دربار اقدس پر مسلمان، ہندو، سکھ و عیسائی حاضر ہو کر اپنی مراد پاتے ہیں آپ کے سلسلہ میں آج بھی ہزاروں لوگ مرید ہو رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دادا حضرت قدس سرہ کے فیض یافتہ مریدوں کے حالات

دادا حضرت قدس سرہ کے فیض یافتہ مریدین کثرت سے تھے اور یہ وہ حضرات ہیں جو درجہ کمال کو پہنچے مریدین کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ داخل سلسلہ ہوتے ہیں اور اس کے بعد اپنے مرشد سے ربط نہیں رکھتے۔ اور بعض ہر معاملے میں اپنے شیخ سے ربط رکھتے ہیں اور تربیت و ریاضت ذکر و شغل، مجاہدہ نفس لیکر واصل حق ہوتے ہیں

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

دوسری قسم یہ کہ شیخ محض اپنی ہمت اور توجہ سے درجہ ولایت تک پہنچا دیتے ہیں کمالات باطنی سوائے وسیلہ شیخ کے حاصل نہیں ہو سکتے۔ کتب تصوف میں لکھا ہے کہ بغیر دستگیری شیخ کامل کے اللہ کی ذات تک پہنچنا ناممکن ہے۔

بہ طفیل دامن مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں بتاؤں کہ مجھے کیا ملا

جو علی رضی اللہ عنہ ملے تو نبی ﷺ ملے جو نبی ﷺ ملے تو خدا ملا

حضرت محمد خان صاحب و حضرت شمس الدین خان صاحب

حضرت محمد خان صاحب جو بیکانیر را جستھان کے باشندے تھے آپ فوجی دستہ (contonment) کے ساتھ ہنمکنڈہ تشریف لائے آپ کو شیخ کامل کی تلاش تھی اسی تلاش میں آپ اکثر بزرگان دین کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت محمد خان صاحب کو دیوان حافظ کے بہت سے اشعار یاد تھے۔ اور دیوان حافظ پڑھنا آپ کا مشغلہ تھا جب آپ ہنمکنڈہ پہنچے وہاں پر کسی عالم سے آپ کی ملاقات ہوئی تو آپ نے دیوان حافظ کے چند اشعار کا مطلب پوچھا تو عالم صاحب نے مطلب تو سمجھایا اور فرمایا کہ قاضی پیٹھ میں قاضی صاحب ورنگل قیام فرما ہیں۔ وہ دیوان حافظ کے اشعار کا مطلب بہت بہتر بیان کر سکتے ہیں محمد خان صاحب یہ سن کر قاضی پیٹھ جا کر دادا حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دادا حضرت قدس سرہ نے دیوان حافظ اس طرح پڑھایا کہ محبت الہی کا جام پلا دیا۔

کامل ایسے تو بہت کم نظر آئے ساقی سب کہاں ہوتے ہیں آنکھوں سے پلانے والے جب آپ (contonment) کو واپس ہوئے تو نامدار خان صاحب سے ملاقات ہوئی محمد خان صاحب نے نامدار خان صاحب سے کہا بھائی نامدار میں ایک بہت اچھی ہستی سے مل کر آیا ہوں تو بھی چل پھر دونوں مل کر قاضی پیٹھ آئے۔ نامدار خان صاحب فرماتے ہیں کہ محمد خان صاحب راستے میں قاضی پیٹھ کی طرف مسلسل سجدے کر رہے تھے۔

پہنچ گیا ہوں دریا تک مقدر سے ورنہ سب میرے سجدے ادھر ادھر ہوتے جب قاضی پیٹھ پہنچے نامدار خان صاحب فرماتے ہیں کہ محمد خان صاحب روتے ہوئے دادا حضرت قدس سرہ کے سامنے بیٹھ گئے اور آپ کے آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ کیا خان صاحب آپ ہتھ پیتے ہیں تو میں نے کہا جی ہاں اور حضرت نے

اپنے دست مبارک سے ہتھ بھر کے مجھے عنایت فرمایا اور میں نے حضرت کے سامنے حقہ پی لیا محمد خان صاحب ہمیشہ دادا حضرت قدس سرہ کے سامنے روتے رہتے تھے اور مسلسل آنسو جاری رہتے۔

اگر حقیقت میں الفت سے باخبر ہوتے فرشتے آرزو کرتے کہ ہم بشر ہوتے

عاشق صادق تھے اور شب بیدار تھے۔ دادا حضرت قدس سرہ نے پہلے محمد خان صاحب کی طرح طرح سے آزمائشیں کیں اپنے پاس آنے سے روکتے رہے حضرت کے فیضان کا اثر خان صاحب پر ہوا اور بڑی مدت تک ذکر و شغل میں مصروف رہے کہ بارہ سال شب بیدار رہے اور مست رہا کرتے تھے ملازمت گھر بار سب چھوٹ گیا۔ ان کے اہل خاندان کو ناگوار ہونے لگا۔ اور یہ خیال کرنے لگے کہ کہیں خان صاحب پر سحر کا اثر تو نہیں ہوا۔ یہ حالت دیکھ کر آپ کے چھوٹے بھائی شمس الدین صاحب دادا حضرت قدس سرہ سے سوالات کرنے لگے حضرت نے کچھ توجہ نہیں فرمائی۔ جب آپ گھر میں تشریف لیجانے لگے تو شمس الدین صاحب دروازے پر پہنچ کر اصرار کرنے لگے تو دادا حضرت قدس سرہ نے اپنے گھر کے سامنے والے کنویں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تمہارا جواب اس کنویں میں ہے دیکھ لو۔ شمس صاحب کنویں میں جھانکتے ہی بے قرار ہو گئے اور اپنے جسم کے کپڑے پھاڑ کر بھٹ پٹی کے پہاڑوں میں جو عبادت رہے۔ اور اس پہاڑ پر دو ماہ تک رہے اور کچھ نہیں کھایا پیا۔

۱۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ اور ایک راہب کا مناظرہ ہوا صحابی نے راہب سے فرمایا کہ تم حضور ﷺ پر ایمان کیوں نہیں لاتے راہب نے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس دن تک کچھ نہیں کھائے تھے یہ کام سوائے انبیاء کرام کے کسی سے نہیں ہو سکتا اور تمہارے رسول اللہ ﷺ ایسا نہیں کر سکتے صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں حضور ﷺ کا ادنیٰ امتی ہوں اگر میں چالیس دن تک کچھ نہ کھاؤں تو تم ایمان لے آؤ گے چنانچہ وہ صحابی رضی اللہ عنہ چالیس دن تک بھوکے رہے اور کہا کچھ دن اور بڑھادوں چنانچہ ساٹھ دن تک بھوکے رہے اور وہ راہب ایمان لے آیا۔

ان کے رشتہ داروں کی طرف سے مطالبہ ہونے لگا خاص کر ان کے نسبتی برادر حضرت کو تنگ کرنے لگے کہ ان کو بلایا جائے۔ اور حضرت نے فرمایا کہ وہ پہاڑوں میں محو تجلیات الہی ہیں اس لئے شمس الدین صاحب کو کبھی کھانے پینے اور دنیاوی خواہشات کی طرف توجہ نہیں ہوئی اس طرح دو ماہ گزرے خان صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے پہاڑ سے آواز آئی اے شمس الدین اب آ جاؤ تو یہ آواز سن کر میں حیران ہو گیا کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔ دل میں خیال کیا اب میں گاؤں کو تو نہیں جاؤں گا پھر آواز آئی شمس الدین اب آ جاؤ یہ آواز حضرت کی آواز تھی پھر تیسری مرتبہ یہ آواز آئی ساتھ ہی اسقدر بھوک ہوئی کہ میں وہاں ٹھہر نہ سکا جب پہاڑ سے آیا تو حضرت میرے رشتہ داروں کے ساتھ میرے انتظار میں تھے اور آپ نے میرا سر منڈوا یا اور وہ بال خود ہی رکھ لئے یہ دونوں بھائی بعد میں صاحب کرامت ہوئے۔



مرزا زلفن بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی چھاؤنی (contonment) میں ملازم تھے نوکری کے اوقات کے بعد دادا حضرت قدس سرہ کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے اور حضرت سے فیض کے طالب تھے اور حضرت نے کبھی ان کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ فیض تمہارے حصہ میں نہیں ہے میں مجبور ہوں مگر مرزا صاحب نے پیر کا دامن نہیں چھوڑا اور پابندی سے حاضر ہوتے رہے۔ اور اسی زمانے میں ہنمکنڈہ سے فوجی دستہ کو کوچ کرنے کا حکم ہوا تو مرزا صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فوجی دستہ کے ساتھ اس غلام کو بھی جانا پڑیگا اب تو رحم کی نظر فرمائیے حضرت نے پھر وہی جواب دیا کہ میں مجبور ہوں آخر کار فوجی دستہ کو ہنمکنڈہ سے کوچ کرنے کا حکم ہوا اور یہ فوجی دستہ مڑی کنڈہ جو قاضی پیٹھ اسٹیشن سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر ہے وہاں ٹھہر گیا۔ اور مرزا صاحب مڑی کنڈہ سے قاضی پیٹھ پہنچے تا کہ حضرت سے رخصتی ملاقات کریں اور حضرت کے قدم مبارک پکڑ کر خوب روئے اور حضرت کی چپلوں کو اپنی

آنکھوں سے لگایا اور زور زور سے رونے لگے اور چپلوں کو چاٹنے لگے اور بے خودی کا ایسا عالم تھا جس کو لکھنا دشوار ہے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

تہی داستان قسمت را چہ سودا ز رہبر کامل کہ از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را
(اس کا مطلب یہ ہے کہ بدنصیب کو پیر کامل ملنے سے کچھ فائدہ نہ ہوا جیسے سکندر آب حیات ملنے کے باوجود پی نہ سکا)

یہ شعر پڑھتے ہوئے چیخیں مارتے ہوئے روتے ہوئے مرزا صاحب تھوڑی دور گئے اور حضرت کو رحم آگیا اور فرمایا کہ اس کو بلاؤ مرزا صاحب حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا تم یہیں رہ جاؤ اگر پروردگار تم کو قبول نہ کریگا تو میں اپنا سر زمین میں گاڑ دوں گا مرزا صاحب خوش ہو کر وہیں ٹہر گئے اب دیکھئے فیضان شاہ افضل بیابانی قدس سرہ کہ اسی شب میں مرزا صاحب دیدار الہی سے سرفراز ہوئے۔

اس واقعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے دادا حضرت قدس سرہ کو وہ مقام محبوبیت حاصل تھا جو کالمین اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے اس کے بعد مرزا صاحب کو ایسا فیض ہوا کہ وہ دنیا کو بھول گئے اور ایک اینٹ اپنے سر ہانے رکھ کر سوتے تھے۔

مرزا زلفن بیگ صاحب اور نامدار خان صاحب یہ دونوں حضرات دادا حضرت قدس سرہ کی زیادہ خدمت کرتے تھے اور دونوں کو یہ سعادت حاصل تھی کہ دادا حضرت قدس سرہ کے پیردبانے کی اجازت دی گئی۔ یہ دونوں حضرات اورنگ آباد، ہنگولی، آنہ۔ الوال اور دوسرے مقامات کے مریدین کے احوال دادا حضرت قدس سرہ کے سامنے پیش کرتے تھے۔

ان دونوں کے مزارات دادا حضرت قدس سرہ کے پائیں میں ایک ہی جگہ ہیں۔

حاجی مولوی محب اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے عالم، فاضل اور بڑے متقی بزرگ تھے۔ طالب مولیٰ تھے آپ کے مرشد کے انتقال کے بعد دادا حضرت قدس سرہ کی شہرت سنی اور نامدار خان صاحب سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ مجھے حضرت کے دربار میں پہنچا دیں۔ خان صاحب نے جواب میں کہا کہ میں دور سے بتلاؤنگاہذا دونوں مل کر رسالہ (contonment) سے قاضی بیٹھ پہنچے اس وقت دادا حضرت قدس سرہ گھر پر موجود نہیں تھے معلوم ہوا کہ بازو جو جلا ہے کا جھونپڑا ہے اس میں تشریف فرما ہیں وہاں جا کر دیکھا تو آپ پتھر کی اکل پر آرام فرما رہے ہیں۔

حاجی صاحب جا کر مودب سامنے بیٹھ گئے جب حضرت بیدار ہوئے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ آپ مجھ میں کیا دیکھے جو تشریف لائے ایک دیوانے اور باولے کے کہنے کو آپ نے کس طرح یقین کر لیا واپس جائیں تو مناسب ہے حاجی صاحب خاموش بیٹھے رہے اور پھر چلے گئے اس کے بعد نامدار خان صاحب نے حاجی صاحب سے مل کر پوچھا کہ تم نے حضرت پر و مرشد کو کیسا پایا حاجی صاحب نے فرمایا کہ کیا کہوں ہزار ہا بزرگوں سے مل چکا ہوں مگر حضرت کو سب سے نرالا پایا۔

مصرعہ: جو بات تجھ میں ہے بخدا اور میں نہیں

حاجی صاحب زیادہ تر حضرت کے پاس حاضر ہوتے تھے اور حضرت جھڑک دیا کرتے تھے ایک روز یہ فرمایا کہ مجھے لوگ بدنام کرتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں خدا کا راستہ نہیں جانتا حاجی صاحب بزرگوں کے صحبت یافتہ تھے جب حضرت ان کو اپنے پاس سے نکال دیتے تو گاؤں کے تالاب بندم پر

جا کر روتے ہوئے بیٹھے رہتے اس طرح رونے میں ایک زمانہ گزر گیا۔ مرض عشق نے آپ کو دیوانہ کر دیا تھا ایک مرتبہ حضرت ان کے معروضہ کو ٹال کر مکان میں تشریف لے جا رہے تھے دروازے تک پہنچے نہ تھے کہ حاجی صاحب سے رہانہ گیا اور کیفیت میں اضافہ ہوا اور بے اختیار ہو کر دروازے میں حضرت کے پیروں پر گر پڑے اس قدر روئے کہ دریائے رحمت جوش میں آ گیا اور دادا حضرت قدس سرہ نے کھڑے کھڑے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں پھیر دی اس کے ساتھ ہی حاجی صاحب کا جسم متور ہو گیا بس یہی بیعت ہوئی۔ حاجی صاحب پہلے عالم ظاہری تھے اب فاضل باطنی ہو گئے حاجی صاحب تجلیات میں ایسے محو ہو گئے کہ بے ہوش ہو جاتے تھے مگر اس بے ہوشی میں بھی نماز کا برابر خیال رہتا تھا۔ جب نماز کا وقت آتا تو وہ نماز ادا کر لیتے حضرت کو ان کی یہ بات بہت پسند تھی حضرت فرماتے تھے کہ محب اللہ خان میری محفل کا دولہا ہے۔



حضرت سرور شاہ صاحب علیہ الرحمہ

حضرت سرور شاہ صاحب طریقہ چشتیہ میں دادا حضرت قدس سرہ کے خلیفہ ہیں اس تعلق سے دادا حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی فرماتے ہیں کہ میں پاکھال میں اپنے ماموں حضرت میر تراب علی صاحب کے پاس مہمان تھا جب وہاں سے واپس ہوا تو دادا حضرت قدس سرہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میری روح حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر حاضر ہوئی تھی۔ آپ مزار مبارک سے باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا اگر آپ ہمارے سلسلہ میں بھی بیعت لیں تو ہماری عین خوشنودی ہوگی چنانچہ حضرت کے ارشاد کے موافق میں نے سرور شاہ کو طریقہ چشت میں خلافت دی۔



حضرت نامدار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نامدار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی دادا حضرت قدس سرہ کے چہیتے مریدوں میں شامل تھے اور دادا حضرت قدس سرہ سے فیض حاصل فرمایا آپ کو اور حضرت زلفن بیگ صاحب کو دادا حضرت قدس سرہ کے پاس اچھا رسوخ تھا اور ان دونوں حضرات کو دادا حضرت قدس سرہ کے پیر دبانے کی سعادت حاصل تھی پاؤں دبانے کے دوران اورنگ آباد، ہنگولی، آنہ، الوال وغیرہ کے مریدین کے حالات ان دونوں صاحبین کے توسط سے حضرت کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے تھے۔



حضرت عبدالنبی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مجذوب)

آپ کا گنبد ہنمکنڈہ میں ہے دادا حضرت قدس سرہ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے یہاں ہنمکنڈہ میں قاضی صاحب ورنگل نے بٹھایا ہے اور جب بھی دادا حضرت قدس سرہ ہنمکنڈہ جاتے تو عبدالنبی شاہ صاحب آپ کی تعظیم اس طرح کرتے کہ آپ کو دور سے دیکھتے ہی کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے اور حضرت کے تشریف لیجانے تک ادباً کھڑے ہی رہتے تھے۔

دادا حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالنبی شاہ صاحب ورنگل کے قطب تھے۔

وہ جب بھی قاضی پیٹھ تشریف لاتے تو دادا حضرت قدس سرہ آپ کو کھانا کھلا کر رخصت فرماتے تھے۔



کرامات

۱۔ دادا حضرت قدس سرہ کے ایک خاص مرید حضرت نامدار خان صاحب ہنگولی جانا چاہتے تھے حضرت کی قدم بوسی کر کے اجازت چاہی۔ حضرت نے فرمایا بارش کا زمانہ ہے تم کو بارش کی وجہ سے تکلیف ہوگی نامدار خان صاحب نے عرض کیا ہم فوجی ہیں دھوپ اور بارش کا ہم کہاں خیال رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تمہارا تکلیف اٹھانا مجھے پسند نہیں آخر کار نامدار خان صاحب حضرت سے رخصت ہو کر ہنگولی گئے خان صاحب فرماتے ہیں کہ راستے میں بارش ہو رہی تھی اور چاروں طرف پانی برس رہا تھا۔ لیکن میرے اطراف ایک ایک گز تک پانی نہیں برس رہا تھا راستے میں اتفاقاً ایک برہمن میرے ساتھ ہو گیا وہ بھی میرے ساتھ بارش سے بچتا ہوا چلا۔ کہنے لگا تم بڑے دیوتا ہو اس لئے چاروں طرف پانی تو برس رہا ہے اور ہم دونوں محفوظ ہیں میں نے کہا مہاراج شائد تم ہی مہارپش ہو کہ تمہاری وجہ سے ہم بارش سے محفوظ ہیں۔ ایک مقام پر ہم ٹھہر گئے میں بیٹھا رہا اور وہ برہمن بازار گیا اور بھیک کر آیا۔ اب اس کو یقین ہو گیا کہ یہ بارش سے بچنا خان صاحب کی وجہ سے ہے اور کہنے لگا خان صاحب یہ آپ کی کرامت ہے۔

۲۔ حضرت مرزا زلفن بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دلی گئے ہوئے تھے وہاں پر ان کو فالج کی شکایت ہو گئی اور آپ کا ایک ہاتھ پیر فالج سے متاثر ہو گیا اور منہ تیز ہا ہو گیا بہت کچھ علاج کروائے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ایک رات کو زلفن بیگ صاحب رونے لگے اور کہنے لگے مجھے قضاء یہاں لائی ہے اور کہنے لگے میں اپنے مرشد سے دور ہوں اور مجھے اپنے مرشد کی تائید چاہئے یہی عرض کرتے ہوئے سو گئے مرزا صاحب نے اُسی شب خواب میں دیکھا کہ حضرت کنویں کے پاس ٹھہل رہے ہیں میں اپنا حال بیان کیا حضرت خاموش رہے اس طرح دوسری بار عرض کیا پھر تیسری بار عرض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ زلفن بیگ

تم اچھے ہو گئے اٹھو اور ہمارے پاس آؤ جب نیند سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ ہاتھ اور منہ بھی سیدھا ہو گیا ہے اور کوئی شکایت باقی نہیں رہی۔

۳۔ چھاؤنی (contonment) میں دادا حضرت قدس سرہ تشریف لے گئے تھے وہاں پر رات ہو گئی مریدین نے حضرت کوشب میں روک لیا فجر سے پہلے مریدین دیکھتے ہیں کہ آپ کے سونے کے مقام پر آپ کے سب اعضاء الگ الگ پڑے ہوئے ہیں خیال ہوا کہ کسی دشمن نے آپ کو شہید کر ڈالا یہ نظارہ دیکھتے ہی لوگوں میں ہلچل مچ گئی اور اتنے میں آپ صحیح اور سالم نظر آئے جیسا کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔

۴۔ جب مسٹر مکزی کا بلازم کی فوج پر بحیثیت جنرل تقرر ہوا تو ماہ محرم میں حکم دیا کہ اس سال کوئی باجہ سڑک پر نہ بجائے اور علم اٹھانے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ایک روز چند اشخاص علم لے کر تاشہ بجاتے ہوئے مکزی کے بنگلہ کے سامنے سے گزرے۔ مکزی کو جب معلوم ہوا کہ ممانعت کے باوجود علم کس نے نکالا اور تاشہ کس نے بجوایا۔ ان لوگوں کو طلب کر کے تاشہ کو پھوڑ ڈالا اور غوددان کو پاؤں سے کچل دیا۔ اور علم کے ساتھ جو لوگ تھے ان کو برا بھلا کہا ان لوگوں نے اس واقعہ کو اسلام کی بے حرمتی خیال کیا اور تقریباً (۳۰۰) تین سو آدمی ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر مکزی کے بنگلہ پر پہنچے اور جوش میں کچھ سامان کو توڑ پھوڑ ڈالا باغ کے درخت کاٹ دئے مکزی کو اس قدر مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا اور لوگوں نے سمجھا کہ مر گیا۔ اُس کی بیوی ہنگامہ میں بھاگ نکلی اور رسیڈنٹ حیدر آباد کو اسکی اطلاع کر دی اور رسیڈنسی سے فوج کو حکم ہوا کہ رسالہ (contonment) کا محاصرہ کر لیا جائے یہ بھی افواہ تھی چھاؤنی (contonment) میں مسلمانوں کی اکثریت ہونے کی وجہ سے بارود لگا کر اڑا دیا جائے۔ چھاؤنی (contonment) کے مسلمانوں کو خیال ہوا کہ یوں ہی تو پلوں سے مارے جانا ایمان کی کمزوری ہے لڑ کر کیوں نہ شہید ہوں۔ غرض یہ لوگ مسلح ہو گئے اور خیال یہ تھا کہ جب تک مکزی کی طرف سے لڑائی نہ ابتداء نہ ہو ہمیں پہل نہ کرنا چاہئے اس طرح شام ہو گئی انگریزی فوج کے عہدیداروں کا خیال تھا کہ

لڑائی کی ابتداء چھاؤنی سے ہو۔ دادا حضرت قدس سرہ کی چھاؤنی میں بہت سے عہدیدار اور صوبہ دار مرید تھے ان سب فوجیوں نے مرزا زلفن بیگ صاحب سے خواہش کی کہ آپ کو حضرت کا قُرب حاصل ہے۔ اس وقت دعا کیجئے اور ہم کو بلا سے نجات دلوائیے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ میں بہت ہی عاجزی و انکساری سے دعا کرنے لگا اور اسی وقت میری آنکھ لگ گئی اور خواب دیکھا کہ حضرت بلارم تشریف لائے ہیں۔ اور فرماتے ہیں تم ادھر ہو اور وہ بلا ادھر میں بیچ میں چا در تانتا ہوں اللہ تعالیٰ تم کو محفوظ رکھے گا۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا سب لوگوں کو اس خواب کے تعلق سے بتلایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب ہمیں خوف نہیں تھوڑی ہی دیر بعد انگریزی فوج بھاگ نکلی اس طرح کہ گھوڑوں اور سواروں کا سامان چھوٹ گیا۔ بھاگنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ انگریزی فوج کو ہزاروں مسلمان فوجی آتے ہوئے نظر آئے اسکی وجہ سے وہ پریشان ہو کر بھاگے۔ اس گڑبڑ میں بعض مریدین نے حضرت کو مکنزی کے باغ کے کونے پر برہنہ تلوار زمین پر ٹیک کر کھڑے ہوئے دیکھا۔

۵۔ ایک روز دادا حضرت قدس سرہ راجہ چند لعل کے پاس جو الوال میں رہتے تھے تشریف لے گئے واپسی میں رات ہو گئی۔ اور مشعلوں کا تیل ختم ہو گیا حضرت کے سب ساتھی رک گئے اور عرض کیا کہ مشعلوں کا تیل ختم ہو چکا ہے آپ نے فرمایا کہ پانی کا برتن لاؤ اس میں پانی کا پانی مشعل پر ڈالو۔ دادا حضرت قبلہ سید شاہ غلام سرور بیابانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ پانی برابر تیل کا کام کر رہا تھا۔ اور مشعلیں جل رہی تھیں۔ اور آپ کے گھر پہنچنے تک جلتی رہیں۔

۶۔ دادا حضرت قدس سرہ کے ایک خاص مرید حضرت حاجی ولی محمد صاحب تھے جب موصوف حج کیلئے تشریف لے گئے۔ تقریباً دو ماہ بعد ایک روز حضرت نے ارشاد فرمایا ہمارے حاجی ولی محمد کا جہاز طوفان میں گھر چکا ہے۔

حاجی صاحب یہ سن کر کہنے لگے اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ جب میں مکہ معظمہ گیا وہاں ایک بزرگ مولوی قدرت اللہ صاحب جو وہاں کے لوگوں کے رہبر و پیشوا تھے۔ میری بڑی تعظیم کرتے تھے میں نے عرض کیا مجھ جیسے غریب کی آپ کیوں تعظیم فرماتے ہیں آپ نے فرمایا میں جب تم کو دیکھتا ہوں تو حضرت قاضی صاحب ورنگل یاد آ جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ قاضی صاحب کو کیسے جانتے ہیں تو انھوں نے مسکرا کر فرمایا وہ یہاں تشریف لایا کرتے ہیں اور ہم سے ملاقات ہوا کرتی ہے وہ اللہ کے عاشق ہیں۔ آتے ہیں اور جاتے ہیں۔ (۷۔) نامدار خان صاحب نے دادا حضرت قدس سرہ قبلہ سے عرض کیا کہ ہم کو شمالی ہند سے آپ ہی نے طلب کیا ہے تو دادا حضرت قدس سرہ قبلہ نے فرمایا تم کو یاد ہو گا جب تم منڈوار کی مسجد میں راتوں کو کنویں سے پانی بھرا کرتے تھے ہم تمہارے ساتھ کنویں میں جایا کرتے تھے نامدار خان صاحب نے دریافت کیا کہ وہ کیسے آپ نے وہاں کا نقشہ بیان فرمایا کہ اُس کنویں

۱۔ حضرت ابو عمر لڑکوں کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے ایک نو عمر اور حسین لڑکا آپ کے مدرسہ میں پڑھنے کیلئے آیا اور آپ نے اسکو بُری نیت سے دیکھا جس کی وجہ سے اسوقت آپ پورا قرآن بھول گئے اور پریشان ہو کر حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ آپ کے سامنے بیان کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ حج کے دن قریب ہیں پہلے حج ادا کرو اور حج ادا کرنے کے بعد مسجد خیف میں پہنچ جاؤ اس مسجد کے محراب میں ایک بزرگ تشریف فرما ہونگے۔ جب وہ عبادت سے فارغ ہو جائیں تو ان سے دعا کی درخواست کرنا ابو عمر کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو وہ بزرگ تشریف لائے۔ لوگ ادباً کھڑے ہو گئے اور جب سب لوگ اپنا مدعا بیان کر کے چلے گئے اور وہ بزرگ تنہا رہ گئے تو میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا چنانچہ ان بزرگ کی دعاؤں کی برکت سے مجھکو دوبارہ قرآن یاد ہو گیا اور میں خوشی سے آپ کے قدموں سے لپٹ گیا تو انھوں نے دریافت فرمایا۔ میرا پتہ تمہیں کس نے بتایا میں نے حضرت خواجہ حسن بصری کا نام لیا یہ سن کر انھوں نے فرمایا حسن بصری نے مجھے رسوا کیا میں بھی ان کا راز فاش کر کے رہو نگا فرمایا کہ جو صاحب ظہر کی نماز کے وقت یہاں تھے وہ حسن بصری ہی تھے جو اس طرح روز آ نہ یہاں آتے ہیں اور ہم سے باتیں کر کے عصر کے وقت تک بصرہ پہنچ جاتے ہیں۔

کی سڑھیاں اس طرح کی ہیں اور اتنی ہیں پھر فرمایا جب تم بلا رم آئے تو بیمار ہو گئے اور مسجد میں جا کر دعا مانگی ہم تمہارے سیدھے بازو آئین کہہ رہے تھے نامدار خان صاحب یہ حالات سن کر حیرت زدہ ہو گئے اور سب حالات کی تصدیق کی۔

۸۔ ضابطہ خان صاحب کو اولاد نہیں تھی تو مرزا زلفن بیگ صاحب نے دادا حضرت قدس سرہ سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے حصہ میں اولاد نہیں ہے انھوں نے عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں تو کیا بڑی بات ہے آپ نے فرمایا آدمی سے آدمی کا پیدا ہونا تو عادت جاریہ ہے فقیر چاہے تو دیوار سے بھی بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔

ضابطہ خان صاحب اپنا بنگلہ اور جائیداد چھوڑ کر قاضی پیٹھ آ گئے یہاں پر ایک مختصر سفالی مکان بنایا اور ساری عمر اُسی میں گزار دی ضابطہ خان صاحب کا مزار قاضی پیٹھ میں گنبد کے پائین میں ہے۔

۹۔ دادا حضرت قدس سرہ کے ایک مرید محمد شاہ علی صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں فیض حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دن حضرت کی خدمت میں صبح سے شام تک رہا حضرت کوئی توجہ نہیں فرمائی میں تھک کر ہنمکنڈہ اپنے مکان واپس ہوا اور یہ سوچنے لگا کہ حضرت باہر سے آنے والوں کی طرف زیادہ توجہ فرماتے ہیں ہم آپ کی قربت میں رہتے ہیں ہماری طرف توجہ نہیں فرماتے یہ سوچتے ہوئے سو گیا۔ آپ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کیا ہمارا دیکھنا دیکھتے ہو مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ حضرت کی چشم مبارک سے انوار نکل کر مجھے گھیر لئے قلب پر ایسا اثر پڑا کہ طبیعت مست ہو گئی آخر کار اذان کی آواز آئی اور میری آنکھ کھل گئی اور ایک مقناطیسی جذبہ قاضی پیٹھ کی طرف کھینچا۔ اس کے بعد جب میں حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ارشاد ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھو تو میں نے دیکھا کہ ایک نور نظر آیا اور وہ بڑھنے لگا میں اور حضرت وزمین و آسمان اس نور سے منور ہو گئے۔

افلاک سے لائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مئے ساغر سے نہیں آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

۱۰۔ ایک دفعہ دادا حضرت قدس سرہ سے فوجی دستہ (contonment) والوں نے بیعت ہونے کیلئے آپ کو مدعو کیا۔ فوجی دستہ میں ایک شخص شمالی ہند کا وہاں پر موجود تھا۔ جو آپ سے عقیدت رکھتا تھا آپ سے عرض کیا کہ میں آپ کا مرید ہونا چاہتا ہوں مگر غلام کی خواہش ہے کہ میں اور میری بیوی ایک ہی پیر کے مرید ہوں اور اس وقت میری بیوی شمالی ہند میں ہے خوش قسمتی سے مجھے آپ جیسے کامل اور مقدس پیر ملے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا ہے آپ کی بیوی بھی مرید ہو جائیگی حضرت کے اس ارشاد پر وہ مطمئن ہو کر مرید ہو گیا حضرت بیعت سے سرفراز فرما کر واپس آ رہے تھے راستہ میں ایک جگہ تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد واپس تشریف لائے تو مریدوں نے سمجھا کہ آپ شمالی ہند میں اُن کی بیوی صاحبہ کو بیعت سے سرفراز کر دیا۔ ایک عرصہ بعد موصوف شمالی ہند واپس ہوئے تو انکی بیوی نے کہا یہاں ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور مجھ سے فرمایا کہ میں قاضی ورنگل ہوں تمہارے خاوند سے وعدہ تھا اس لئے میں تم کو مرید کرنے کیلئے آیا ہوں تم میرے مرید ہو جاؤ میں مرید ہو گئی۔ تاریخ بیعت بیوی نے جو بیان کیا وہی تاریخ ان کے بیعت کی بھی تھی۔

۱۱۔ حیدرآباد کے معزز و نامور خاندان کے نواب فیض محمد خان و نواب احمد علی خان پر شاہی عتاب ہوا اور ان دونوں نوابوں کے منصب اور گھر دار سب ضبط ہو گئے اور کافی دنوں تک یہ دونوں پریشان رہے کوئی تدبیر نظر نہیں آرہی تھی ان دونوں نے ہجرت کر کے عرب چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ اسی زمانے میں دادا حضرت قدس سرہ کے متعلق یہ پتہ چلا کہ ان کے درد کی دوا یہیں پر ملے گی۔ یہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر قاضی پیٹھ پہنچے اور حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اور قاضی پیٹھ میں اُمیدوار علی صاحب کے مکان میں ٹھہر گئے اور روزانہ پابندی کے ساتھ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے

کچھ دن ایسے ہی گزر گئے آخر کار حضرت نے دریافت فرمایا کہ آپ کس لئے تشریف لائے ہیں ان دونوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ ہجرت کا تھا آپ کے احوال سن کر آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں اور آپ سے دعا کی درخواست کرتے ہیں اس طرح آٹھ دس ماہ کا عرصہ گزر گیا۔

ایک دن نواب صاحب کا گھوڑا بیمار ہو گیا دو اٹھلانے کے باوجود کوئی فائدہ نہ ہوا حضرت نے بھی گھوڑے کو دو اٹھلانے کی ہدایت فرمائی اور چند دنوں میں گھوڑا لاغر ہو گیا نواب احمد علی خان صاحب نے ملازم سے کہا کہ گھوڑے کو ذبح کر ڈالو اور اس کی اطلاع حضرت کو نہ ہونے پائے۔ کیونکہ گھوڑے کا زندہ رہنا مشکل نظر آتا ہے ملازم ذبح کرنے کیلئے چھری لیکر گیا اور حضرت مکان کے باہر تشریف لائے اور نواب سے پوچھا آپ کا ملازم کہاں گیا نواب صاحب نے عرض کیا کہیں باہر گیا ہوگا۔ تو حضرت نے حکم دیا کہ اس کو بلا لیجئے کہیں وہ گھوڑے کو ذبح نہ کر ڈالے۔ انہوں نے عرض کیا کہ پیر و مرشد گھوڑے کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے مردار نہ ہو جائے ذبح کر دیا جائے تو بہتر رہیگا۔ آپ نے فرمایا واہ جناب ہمارے تاکید کرنے کے باوجود آپ نے ذبح کے لئے آدمی بھیج دیا۔ پھر آپ نوابوں کے ساتھ گھوڑے کے پاس پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ چھری گھوڑے کے گلے پر ہے حضرت نے فرمایا چھری اٹھا لو گھوڑا اٹھ جائے گا۔ آپ کے ارشاد کی تاثیر سے گھوڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس طرح گھوڑا صحت مند ہو گیا حضرت نے گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا گھوڑا اچھا رہیگا اور نواب ناصر الدولہ (بادشاہ وقت) اس کی تعریف کریں گے۔ چند ہی روز بعد راجہ شیو پرشاد کاہرکارہ نواب احمد علی خان صاحب کے نام احکام لایا کہ شاہی حکم ہوا ہے کہ نواب احمد علی خان صاحب کو حاضر کریں۔ وہ حضرت کی اجازت لیکر حیدر آباد گئے گھوڑا ساتھ تھا۔ جب سلام کی غرض سے سامنے حاضر ہوئے تو نواب ناصر الدولہ نے فرمایا کہ کیا اچھا گھوڑا ہے اس طرح حضرت کے ارشاد کے مطابق نواب ناصر الدولہ (بادشاہ وقت) نے تعریف فرمائی اور نواب احمد علی

ونواب فیض محمد خان کے سب ضبط شدہ منصب واعزاز وغیرہ بحال کردئے گئے۔

۱۲۔ ایک سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط پڑا حدیہ تھی کہ سارے کنوؤں کا پانی سوکھ گیا لوگ پریشان ہو گئے اور دادا حضرت قدس سرہ کی خدمت میں علی حسین صاحب اور چند مریدین نے عرض کیا کہ پیرومرشد دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت نازل فرمائے۔ تو آپ نے عذر فرمایا پھر جب مریدوں کا اصرار ہوا تو حضرت اپنے مریدوں کے ہمراہ لال تالاب تشریف لے گئے تالاب خشک تھا اس کے شکم میں ایک پتھر پر تشریف فرما ہوئے اور وہیں پر وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور سجدے میں سر رکھ کر دعا فرمائے سب مشاہدہ کر رہے تھے کہ کچھ ہی دیر میں ابر آیا اور پانی برس نے لگا اور اسقدر زوردار بارش ہوئی کہ نالے بہنے لگ گئے اور تالاب میں بھی پانی آ گیا مگر حضرت سجدے میں سر رکھے ہوئے ہی تھے ایک مرید نے ہمت کر کے آپ کو بیدار کیا۔ حضرت چمک گئے اور سب مریدوں کے ساتھ بھگیتے ہوئے گھر تشریف لے گئے۔

۱۳۔ دادا حضرت قدس سرہ کے خاص مریدین میں میر رحمت علی صاحب تھے جو بلارم میں فوجی خدمت انجام دیتے تھے ایک مرتبہ رخصت لیکر قاضی پیٹھ پہنچے اور حضرت کے فیض و برکات سے مستفید ہوتے تھے ایک دن ہنمکنڈہ کے لشکر بازار گئے جہاں آپ کی ملاقات ایک فوجی آفیسر سے ہوئی پوچھا کہ تمہاری رخصت کب تک ہے رحمت علی صاحب کو ختم رخصت کی تاریخ یاد نہیں تھی اس کے علاوہ رخصت کا اجازت نامہ بھی انگریزی میں تھا۔ انگریز آفیسر نے بتایا کہ تمہاری رخصت آج ختم ہو رہی ہے اگر تم کل ملازمت پر حاضر نہ ہونگے تو تمہیں برطرف کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر افسردہ ہوئے اور اسی حالت میں قاضی پیٹھ پہنچے دادا حضرت قدس سرہ سے عرض کیا کہ پیرومرشد میں لشکر بازار ہنمکنڈہ میں ایک انگریز آفیسر سے ملاقات کیا اُس نے میرا رخصت کا اجازت نامہ دیکھ کر کہا کہ آج تمہاری رخصت ختم ہے اور کل صبح بلارم میں ڈیوٹی پر رہنا پڑے گا حضرت نے فرمایا کہ میر رحمت علی تم بے فکر رہو اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ آپ اپنے

مقام پہنچ جائیں گے اور حکم ہوا کہ کھانا وغیرہ سے فارغ ہو جاؤ اور حضرت نے میر رحمت علی کو اپنے ساتھ لیکر گاؤں کے باہر تشریف لائے اور ایک مقام پر ٹہر کر ان کے آنکھوں کو پٹی باندھی اور ارشاد فرمایا کہ پٹی نہ کھولنا اور راستہ کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا یہ راستہ سیدھا بلارم کو پہنچا دے گا اور میر رحمت علی بلارم کی طرف روانہ ہوئے مجھے گھوڑے کی رفتار کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا اس طرح شب بھر چلتا رہا اور صبح ہوئی تو پریڈ اور سواروں کی آوازیں آنے لگیں میں نے اپنی آنکھ کی پٹی نکال دی دیکھا کہ ہمارا ہی رجمنٹ ہے لہذا میں پریڈ میں شامل ہو گیا۔ جب میں اپنے پیر بھائیوں سے یہ واقعہ کو بیان کیا تو سب کے سب حضرات اس کرامت پر خوش ہوئے۔

۱۴۔ حیدرآباد میں محلہ مستعد پورہ میں ایک دعوت میں دادا حضرت قدس سرہ مدعو تھے اور وہاں پر کئی لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ ایک صاحب جن کو اولاد نہ تھی وہاں ان کی بیوی بھی مرید ہوئیں بیوی صاحبہ نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے اولاد نہیں ہے تو حضرت نے فرمایا تمہاری قسمت میں اولاد نہیں ہے وہ بہت پریشان ہو گئیں اور سب ملکر حضرت کے پیر پکڑ لئے آخر آپ کو اس خاتون پر رحم آ گیا آپ نے فرمایا اچھا تجھے ایک اولاد ہوگی۔ اس کے بعد بفضل تعالیٰ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام افضل بی رکھا گیا آپ کا یہ فیضان تھا کہ جو بھی مرید آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا تھا۔

۱۵۔ اہل فوجی دستے (contonment) میں ایک مرید کو جن طرح طرح کی تکالیف دے کر پریشان کر رہا تھا ایک مرتبہ وہ اپنے پلنگ پر سو رہے تھے کہ معلق ہو گئے اور ہوا میں ان کا بستر اڑنے لگا ایک کنویں کے قریب سے وہ بستر اڑتے ہوئے جا رہا تھا سب حضرات یہ تماشہ دیکھ رہے تھے اور حضرت کی خدمت میں عرض کئے کہ آپ کا ایک مرید معلق ہو گیا ہے تو حضرت نے اس وقت توجہ فرمائی اور اُسی وقت ان کو جن نے کنویں کے کنارے پر رکھ دیا۔ حضرت نے فرمایا آج سے وہ جن آپ کے پاس نہیں آئیں گے۔

اس ارشاد مبارک کے بعد وہ جن کبھی ان کے پاس نہیں آیا دادا حضرت قدس سرہ نے اپنے صاحبزادے دادا حضرت قبلہ سے فرمایا کہ میں اس مکان میں گیا تھا اور وہ جن اپنی پگڑی اتار کر میرے روبرو عاجزی سے رکھ دی اور کہنے لگا مجھے اس شخص سے بڑا فائدہ تھا آپ مجھے اس شخص سے جدا نہ کیجئے تو حضرت نے فرمایا کہ وہ میرا مرید ہے اور میرے پاس یہ اُمید لیکے آیا ہے میں اس کو مایوس نہیں کروں گا تو کبھی میرے مرید کے پاس نہ جا۔

۱۶۔ میرزا باب علی صاحب جو دادا حضرت قدس سرہ کے نسبتی برادر تھے ان کی زوجہ کے انتقال کی وجہ سے وہ بہت ہی غمگین تھے ان کو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی میرا صاحب ہنمکنڈہ میں قیام پذیر تھے ایک دفعہ دادا حضرت قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیوی کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں اور عرض کیا کہ حضرت کا فیضان مشہور ہے اگر میری بیوی کی مغفرت خواب میں بتائی جائے تو میرے دل کو سکون ہوگا میرا صاحب نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ حضرت کی قدم بوسی کے لئے قاضی بیٹھ آ رہے ہیں اور حضرت شکرام میں تشریف فرما ہیں اور ایک شخص آپ کے ساتھ ہے یہ صاحب کا بیان ہے کہ حضرت کی قدم بوسی کی تو آپ نے فرمایا میاں کہاں جاتے ہو میں نے عرض کیا آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے کے ساتھ نکلا فرمایا اچھا آئیے شکرام میں میرے ساتھ بیٹھ جائیے میں شکرام میں سوار ہو گیا اور یہ شکرام کئی ٹیلوں پر سے گزرتی ہوئی دوڑتی ہوئی ایک وسیع ٹیلے پر پہنچی وہاں ایک مکان تھا حضرت شکرام سے وہاں اترے اور اس مکان میں اندر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ساتھ ہو گیا۔ دادا حضرت قدس سرہ کے حسب الحکم اُس مکان کے کمروں کو دیکھنا شروع کیا ایک کمرہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اس کے دوسرے جانب دوسرا مکان تھا اس دروازے میں میں نے جھانکا جہاں سے عورتوں کی گڑ بڑ سنائی دی ان عورتوں میں میری اہلیہ بھی نظر آئی۔

میں نے اپنی بیوی کو آواز دیا وہ میرے نزدیک آ کر پوچھی تم کس کے ساتھ یہاں آئے ہو میں نے کہا حضرت کے ساتھ آیا ہوں میں نے پوچھا تم یہاں کیسی ہو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا ہے میں اتنے میں بیدار ہو گیا۔ دوسرے روز میں نے اس خواب کی تعبیر کے لئے مولوی عبداللہ صاحب سے ملا جو ہنمکنڈہ کے مشہور عالم تھے مولوی صاحب نے کہا حضرت قاضی صاحب قبلہ ولی کامل ہیں تمہاری بیوی کا جنتی ہونا خواب میں دکھلا دیا۔

۱۷۔ ایک گھوڑے کے سلحدار محمد علی بیگ دادا حضرت قدس سرہ کے مرید تھے رخصت حاصل کر کے دادا حضرت قدس سرہ قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رخصت ختم ہونے کے بعد بیگ صاحب کی غیر حاضری کی وجہ سے ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ انہوں نے دادا حضرت قدس سرہ سے جانے کی اجازت مانگی تو حضرت قدس سرہ نے فرمایا تمہاری برطرفی ہو چکی اب جانے سے کیا فائدہ ایک ہفتہ میرے پاس ہی رہو۔ ایک ہفتہ کے بعد بیگ صاحب اجازت لے کر بلا رم گئے وہاں پہنچنے کے بعد بیگ صاحب کے دوست احباب ان کی برطرفی پر افسوس کرنے لگے کہ ناحق غیر حاضری کی وجہ سے برطرف کر دئے گئے اس وقت اتفاقاً فوجی دستہ کا ایک بڑا آفیسر وہاں سے گزر رہا تھا اُس نے پوچھا یہاں پر سب لوگ کیوں جمع ہیں تو لوگوں نے کہا کہ یہ سوار قدیم ملازم ہے غیر حاضری کی وجہ سے فلاں آفیسر نے انہیں برطرف کر دیا ہے اور ان کا گھوڑا ہراج کر ڈالا اُس آفیسر نے کہا کل صبح میرے بنگلہ پر آ جانا بیگ صاحب نے کہا کہ جب میں صبح بنگلہ پر گیا تو اس نے حکم دیا کہ گھوڑا واپس کر دیا جائے اور ملازمت بحال کر دی جائے چنانچہ وہ بحال ہو گئے اور حضرت کی دعاؤں کی برکت سے آٹھ گھوڑوں کے سلحدار ہو گئے۔

۱۸۔ ظفر گڑھ (ضلع ورنگل) کے خطیب جو دادا حضرت قدس سرہ کے مرید تھے حاضر ہو کر عرض کیا کہ

مجھ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں گھر کا گھر بیمار اور افلاس سے متاثر ہے پیر و مرشد توجہ فرمائیے حضرت نے تھوڑے سے وقفہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ تمہارے گھر میں پہلے نرسو کی پوجا ہوا کرتی تھی تم نے اس پوجا کو روک دیا اس لئے وہ نرسو تمہیں ستاتا ہے انہوں نے کہا جب سے میرا خاندان آپ کا مرید ہوا اس کی پوجا بند کرادی گئی آپ نے فرمایا جس کمرہ میں اس کی پوجا ہوا کرتی تھی وہ سب سامان نکال کر پھینک دو اور گیارہ کاوڑیاں بسم اللہ کہہ کر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا نام لے کر رکھ دو اس بلا سے نجات مل جائے گی خطیب صاحب نے ایسا ہی کیا بفضل تعالیٰ افلاس و امراض سے نجات پائی۔

۱۹۔ جناب نامدار خان صاحب جو دادا حضرت قدس سرہ کے خاص مرید تھے مرہٹواڑ میں مقیم تھے رمنہ کی حفاظت کے لئے کچھ سواروں کو معہ عہدیداروں کے ساتھ دور کے مقام پر بھیج دیا گیا۔ ان میں یہ بھی شامل تھے یہ مقام گھنا جنگل تھا ڈھانس اور مچھر وغیرہ کثرت سے تھے اور ہم سپاہی بڑی مصیبت میں مبتلا تھے ایک دن اس تکلیف کے باعث میں حضرت قدس سرہ کی طرف متوجہ ہو کر نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ عرض کیا کہ حضرت میرا تبادلہ چھاؤنی پر ہو جائے حضرت نے خواب میں تشریف لا کر فرمایا تم کیوں غمگین ہو فلاں تاریخ تمہارے بجائے دوسرے سوار وہاں پر آجائینگے میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم چھاؤنی چلے جائینگے میرے ساتھیوں نے ہنس کر کہا یہ مغلائی کھاتہ نہیں ہے بہر حال وہ معین دن آیا میں اپنے ٹینٹ سے باہر نکل کر آنے والے سواروں کا انتظار کرنے لگا جس طرح حضرت نے مجھے خواب میں فرمایا تھا تھوڑی ہی دیر میں برچھے اور جھنڈیاں دور سے ہماری طرف آتی ہوئی دکھائی دیں۔ جب وہ قریب آئے اور میں نے ان سے دریافت کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ لوگوں کے معاوضہ میں ہم کو بھیجا گیا ہے آپ لوگ چھاؤنی چلے جائیں۔

۲۰۔ تعلقہ پر کال کے باشندے شیخ احمد علی کو پیش ہو گئی تھی کئی روز ورنگل میں علاج کروایا مگر کچھ آرام

نہ ہوا پریشان ہو کر دادا حضرت قدس سرہ کی خدمت میں قاضی پیٹھ حاضر ہوئے چند روز ٹھہرے رہے روز آنہ اپنی بیماری کی شکایت کرتے تھے اسی طرح کئی دن گزر گئے ایک روز فرمایا کہ تم مجھ سے روز آنہ اپنی بیماری کی شکایت نہ کیا کرو میں وقت آنے پر تمہارے لئے دعا کروں گا۔ ایک روز شیخ احمد علی حضرت کے دیوان خانہ کے کونے میں پڑے رہے کمزوری بہت ہو گئی تھی حضرت نے یہ دیکھ کر فرمایا احمد علی ادھر آ جاؤ اور ہاتھ پھیلاؤ ڈول سے پانی ڈالنے لگے اور فرمایا کہ پیتے جاؤ احمد علی صاحب کہتے ہیں کہ میں وہ پانی پیتا گیا سیر ہو گیا مگر پھر بھی حضرت نے ڈول کا سب پانی مجھے پلا دیا حضرت نے فرمایا آج سے تمہاری بیماری دور ہو گئی بحمد اللہ ایسا ہی ہوا

۲۱۔ دادا حضرت قدس سرہ بہت سادہ مزاج تھے آپ کی طبیعت میں انکساری تھی اور غریبوں کے ساتھ کبھی کبھی بیٹھ جایا کرتے ایک وقت کا ذکر ہے کہ آپ ہریجن واڑہ میں بیٹھے ہوئے تھے آپ کے اطراف ہریجن تھے چند فوجی بیگار کی تلاش میں ہریجن واڑہ پر پہنچے فوجیوں کو دیکھ کر ہریجن سب کے سب بھاگ گئے صرف حضرت وہاں پر ٹھہرے رہے چونکہ آپ کے کاندھے مبارک پر کمرل تھا اور زمین پر بیٹھے ہوئے تھے تو فوجیوں کو غلط فہمی ہوئی فوجیوں نے آپ کو حکم دیا کہ ہمارا سامان اٹھالیں حضرت نے اپنے سر پر سامان اٹھایا اور آگے آگے چلنے لگے پیچھے پیچھے وہ فوجی چل رہے تھے جب فوجیوں نے دیکھا کہ ان کا سامان حضرت نے سر پر رکھ لیا تھا وہ آپ کے سر مبارک سے ایک ہاتھ اوپر معلق تھا موضع مڑی کنڈہ پہنچنے کے بعد حضرت کو فوجیوں نے اجرت دینا چاہا حضرت نے لینے سے انکار فرما دیا۔ دوسرے دن اس واقعہ کی جب شہرت ہوئی تو فوجیوں پر ہیبت طاری ہو گئی اور سوچنے لگے کمرلی والے شاہ صاحب شائد قاضی صاحب ہیں دوسرے دن جب قاضی پیٹھ حاضر ہوئے اور حضرت کو وہاں پایا جو ان فوجیوں کا سامان اٹھالائے تھے تمام فوجی افسوس کرنے لگے اور معافی مانگنے لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں خود تمہارا سامان اٹھایا اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے اگر میں نہ چلتا تو

تم لوگ مجھے نہ لیجا سکتے تھے اس کرامت کو دیکھنے کے بعد سب فوجیوں نے توبہ کی اور حضرت کے مرید ہوئے۔

۲۲۔ دادا حضرت قدس سرہ کے خاص مریدین نامدار خان صاحب اور حاجی محب اللہ خان صاحب چھاؤنی ہنمکنڈہ میں ملازم تھے اور روزانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے ہنمکنڈہ سے قاضی پیٹھ تک پیدل آنا پڑتا تھا بعض اوقات ان دونوں مریدوں کیلئے دو سفید گھوڑے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور یہ دونوں مرید ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے گھوڑوں پر سوار نہ ہوتے تھے ان دونوں گھوڑوں کے سامنے دو مشعلیں جلتی ہوئی معلق رہتی تھیں اور ان مشعلوں کو پکڑنے والا نظر نہ آتا تھا اور یہ بھی پتہ نہ چلتا تھا کہ یہ گھوڑے کس نے لایا ہے اس طرح ان گھوڑوں کے پیچھے قاضی پیٹھ پہنچ جاتے تھے۔ یہ گھوڑے اور مشعل آپ کی کرامت سے آجاتے تھے۔

۲۳۔ دادا حضرت قدس سرہ کی ایک کرامت جس میں جنت کی مچھلی کے کباب سے اپنے مرید کو سرفراز فرمایا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک مجلس میں حضرت قدس سرہ نے تذکرہ فرمایا کہ جنت میں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو مچھلی کے کباب عطا فرمائے گا نامدار خان صاحب نے عرض کیا کہ میاں یہ کباب کیسے ہونگے تو حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم تم کو چکھائینگے تھوڑی دیر میں آپ نے ایک طبق مچھلی کے کباب کی ان کے سامنے رکھوا دی اور فرمایا کہ یہی وہ کباب ہیں جو جنت میں مسلمانوں کو دیئے جائینگے نامدار خان صاحب کہتے ہیں کہ میں ان کبابوں کو کھایا ان کا ذائقہ اتنا لذیذ تھا کہ دنیا کی کوئی نعمت اس کی برابری نہیں کر سکتی تھی۔

۲۴۔ دادا حضرت قدس سرہ کے ایک صاحبزادے حضرت سید داؤد بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا جب آپ کی میت کو مزار میں رکھا گیا تو آپ کا چہرہ مشرق کی طرف پلٹا ہوا پایا محمد لطف اللہ صاحب نے جو ضلع کے ایک عہدیدار تھے عرض کیا قاضی صاحب آپ کے فرزند کا چہرہ قبلہ کی رخ نہیں ہے یہ سننے کے بعد حضرت

مزار شریف میں اترے اور دعا فرمائی کہ الہی میں اس سے خوش ہوں تو بھی اس سے خوش رہ چنانچہ سب لوگوں نے یہ دیکھا کہ آپ کے فرزند کا چہرہ قبلہ کی جانب خود بخود ہو گیا۔

۲۵۔ ایک دن دادا حضرت قدس سرہ نے نامدار خان صاحب سے فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ جنگل چلو جب جنگل پہنچے تو حضرت نے فرمایا کہ میں نماز پڑھتا ہوں تم ڈرو گے تو نہیں خان صاحب نے کہا نہیں۔ حضرت نے خان صاحب کے اطراف ایک دائرہ کھینچ دیا اور فرمایا تم اس دائرہ سے باہر نہ آنا۔ اس کے بعد حضرت نے عشاء کی نماز ادا فرمائی جب میں نے دیکھا کہ جنگل کے تمام درخت آپ کے ساتھ سجدے میں زمین پر لیٹ جاتے جسے دیکھ کر میں خوف زدہ ہوا۔ جب ہم گھر واپس ہوئے تو مجھ کو کچھ کہنے کی طاقت نہ تھی۔

۲۶۔ دادا حضرت قدس سرہ کے ایک خاص مرید افضل بیگ نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے حضرت مخدوم حاجی سرور سیاح صاحب قبلہ کی قدم بوسی کی بڑی خواہش ہے حضرت نے ان کی گزارش کو قبول فرمایا۔ اور ایک رات خواب میں بیگ صاحب نے دیکھا کہ دادا حضرت قدس سرہ قندھار تشریف لے گئے ہیں آپ کے ساتھ بیگ صاحب بھی ہیں بیگ صاحب سے آپ نے فرمایا کہ تم گنبد کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اس کے ساتھ ہی میں نے دیکھا کہ حضرت حاجی سرور سیاح رحمۃ اللہ علیہ اپنی مزار مبارک سے باہر صحن میں تشریف رکھتے ہیں اور دادا حضرت قدس سرہ بچے کی طرح ریگتے ہوئے حضرت مخدوم کی گود میں چڑھ کر کھیلنے لگے۔

۲۷۔ ہنمکنڈہ میں ایک معزز سوداگر محی الدین علی خان دادا حضرت قدس سرہ کے مرید ہوئے اور اپنے بیس پیر بھائیوں کو کھانے کی دعوت دی۔ جب آپ کی دعوت کی خبر ہنمکنڈہ والوں کو ہوئی تو تقریباً دو سو آدمی جمع ہو گئے بیس کی جگہ دو سو آدمی کو دیکھ کر محی الدین علی خان صاحب پریشان ہو گئے اور دادا حضرت قدس سرہ سے عرض کیا کہ میں نے بیس آدمیوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا اس سے دس گنا زیادہ آدمی جمع

ہو گئے اگر میں ان کو کھانا نہ کھلاؤں تو مجھے برا بھلا کہیں گے۔ آپ نے اپنا رومال محی الدین علی صاحب کو دے کر فرمایا اس رومال کو دیگ پر ڈھانک دو اور سب کو کھانا کھلا دو محی الدین صاحب نے کھانا کھانا شروع کر دیا سب لوگ شکم سیر ہو کر کھائے اور سب فارغ ہونے کے بعد رومال نکال کر دیکھا تو کھانے کا چوتھا حصہ باقی رہ گیا۔

۲۸۔ اکثر قاضی پیٹھ میں مجلس سماع منعقد ہوتی تھی جس میں فوجیوں کے ساتھ ایک جوگی بھی حاضر ہوا

کرتے تھے چند ماہ اس طرح گزر گئے جوگی نے حضرت قدس سرہ سے عرض کیا کہ میں تخلیہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں تو آپ نے اُسے علمدہ یجا کر گفتگو فرمائی تو جوگی اپنے کپڑوں میں سے چھپی ہوئی ایک سونے کی اینٹ نکال کر آپ کو نذر کیا اور عرض کیا کہ آپ کے پاس کافی لوگ جمع رہتے ہیں اخراجات بہت ہیں یہ سونا اہل خانقاہ کے اخراجات کے لئے قبول فرمائیے دادا حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ خدا نے ہمیں بہت نوازا ہے مجھے اس سونے کی ضرورت نہیں آپ نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔

دادا حضرت قدس سرہ کے ایک مرید شیخ کالے تھے یہ سب حال دیکھ رہے تھے حضرت جوگی کو اپنے مکان کے پیچھے لے کر گئے اور لکڑی سے کھود کر انہیں بتایا کہ سونے کی اینٹیں ایک سے ایک جڑی ہوئی نظر آئیں آپ نے فرمایا کہ اب مجھے تمہاری اینٹ کی کیا ضرورت ہے اور جوگی جب ان اینٹوں کو دیکھا تو تعجب میں پڑھ گیا آپ کا فقر فخر اختیاری ہے یہ کہہ کر اپنی اینٹ لے کر چلا گیا شیخ کالے صاحب نے یہ خیال کیا کہ اس مقام سے چند اینٹیں لا کر آپ کے مکان میں دوں تا کہ اطمینان سے بسر ہو جائے۔

لہذا وہاں جا کر کھودا یہ دیکھ کر حیرت میں رہ گئے کہ وہاں پر کوئی اینٹ کا نشان تک نہیں ہے مایوس ہو کر واپس آئے تو دادا حضرت قدس سرہ دور سے دیکھ کر مسکرانے لگے تو میں سمجھ گیا کہ آپ میری اس حرکت سے محظوظ ہوئے اور وہاں جا کر کھودنے سے واقف ہو چکے تھے آپ کے عالم حیات میں ایسی ہزاروں کرامتیں ظاہر ہوئیں

کرامات بعد وصال مبارک

۱۔ دادا حضرت قبلہ سید شاہ غلام سرور بیابانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے اور آپ نے خواب دیکھا کہ کمان کی چھت کو دادا حضرت قدس سرہ رو کے ہوئے ہیں پھر دوسرے دن خواب ہوا کہ دادا حضرت قدس سرہ آپ کی صحت کیلئے دعا فرما رہے ہیں اسی طرح تیسرے دن پھر خواب ہوا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور دادا حضرت قدس سرہ آپ کے سامنے حاضر ہوئے تو پیران پیر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ گنبد کی عودی کھلاؤ اس کے ساتھ ہی آپ کی صحت ہونا شروع ہو گئی اور چند دنوں میں ہی آپ کو صحت ہو گئی اس واقعہ کے بعد سے آج تک عودی مریدین و معتقدین دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں۔

۲۔ ایک مشہور سوداگر محی الدین علی خان کو ہمیشہ اس بات کی آرزو تھی کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدار خواب میں ہو جائے ایک روز خواب میں دیکھا کہ دو حضرات آگے آگے چل رہے تھے ان حضرات کے پیچھے دادا حضرت قدس سرہ چل رہے تھے اور دادا حضرت قدس سرہ کے پیچھے محی الدین علی خان چل رہے تھے محی الدین علی خان کہتے ہیں کہ میں آگے بڑھ کر دادا حضرت قدس سرہ سے دریافت کیا کہ یہ دونوں حضرات کون ہیں دادا حضرت قدس سرہ نے فرمایا یہ حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسرے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ دین و دنیا کی پشتی ہیں اس طرح محی الدین علی خان کی تمنا پوری ہوئی۔

۳۔ ڈاکٹر برہان الدین صاحب جو پیری (پونہ) کے متوطن تھے ورنگل میں خدمت انجام دے رہے تھے اور ڈاکٹر صاحب نے درگاہ شریف میں ایک لڑکے کی منت کی اور بفضل تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو لڑکا ہوا اور انھوں نے خیال کیا کہ ہنمکنڈہ میں اس لڑکے کی پیدائش کی خوشی میں ایک تقریب کریں جن میں

مقامی عہداروں کو دعوت دیں اور چادر گل اور فاتحہ کیلئے شیرنی درگاہ شریف بھیج دیں۔ دادا حضرت قدس سرہ نے ڈاکٹر صاحب کے خواب میں فرمایا کہ دیکھو جی اگر تمہارے بچے کا عقیقہ ہمارے سیڑھیوں کے پاس نہ کرو گے تو بچہ ضائع ہو جائے گا جب ڈاکٹر صاحب بیدار ہوئے گھبرا گئے اور توبہ کی نیاز شریف و عقیقہ حسب الحکم دادا حضرت قدس سرہ درگاہ شریف میں ادا کیا۔

۴۔ دفعدار فوج غوث خان صاحب کہتے ہیں کہ مجھے بغداد شریف و مدینہ منورہ کی زیارت کی خواہش تھی دادا حضرت قدس سرہ نے عالم خواب میں مجھے بغداد شریف اپنے ساتھ لے گئے وہاں پیران پیر غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی زیارت کروائے پھر مدینہ منورہ لے گئے اور حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف کروائے اس طرح ان کی تمنا پوری ہوئی۔

۵۔ ضابطہ خان صاحب نے ایک درویش کو جو وجد کے عالم میں رہتے تھے تہماچہ مار دیا اس کے چند ہی دن بعد ضابطہ خان صاحب کو فالج ہو گیا منہ تیز ہا ہو گیا علاج سے افاقہ نہ ہوا۔ تو خان صاحب نے قاضی پیٹھ کو ایک خط روانہ کیا اور سب لوگوں سے صحت کیلئے دعا کی درخواست کی سب پیر بھائی ایک جگہ جمع ہو کر ضابطہ خان صاحب کی صحت کیلئے دعا کرنے لگے۔ دادا حضرت قدس سرہ ضابطہ خان صاحب کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ خان صاحب فقیروں کے ساتھ ایسا سلوک ہرگز نہ کرنا اب تم صحت پا گئے ہو صبح بفضل تعالیٰ صحت ہوگی۔

۶۔ شیخ محمد صاحب منصب ار سخت علیل ہو گئے اور دادا حضرت قدس سرہ کی طرف متوجہ ہو کر گریہ زاری کرنے لگے۔ منصبدار کے خواب میں دادا حضرت قدس سرہ تشریف لائے تو منصبدار نے عرض کیا کہ میری حالت بہت ابتر ہو گئی ہے اور صحت کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے ہیں تو دادا حضرت قدس سرہ نے فرمایا تم مجھے سر سے پاؤ تک تین مرتبہ دیکھو میں آپ کے حکم کے مطابق آپکو سر سے پیر تک تین دفعہ دیکھا اور وہ کہتے ہیں کہ تین مرتبہ دیکھنے بعد وہ بیدار ہو گئے بفضل تعالیٰ ان کو صحت ہو گئی۔

۷۔ تعمیر گنبد کے زمانہ میں مرزا زلفن بیگ صاحب اپنی سلحداری بارہ سو روپے میں فروخت کر کے یہ روپے گنبد کی تعمیر میں لگائے ایک روز خواب دیکھا کہ وہ دادا حضرت قدس سرہ کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں۔ اور حرم مبارک میں آپ کے ساتھ داخل ہوئے حضور اکرم ﷺ رونق افروز تھے دادا حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں نذر پیش کریں مرزا صاحب کے دل میں یہ بات آئی کہ میں انگریز کی نوکری کرتا ہوں۔ میرا جسم نجس ہے اس لئے میں اپنے ہاتھ میں دستی پلیٹ کر دو روپے نذرانہ گذران دیا اور حضور اکرم ﷺ نے نذرانہ قبول فرمالیا میں واپس حرم شریف آ گیا جب خواب سے بیدار ہوا تو مجھے اس بات کا اطمینان ہو گیا آنحضرت ﷺ نے میری نذر کو قبول فرمالیا۔

۸۔ دادا حضرت قدس سرہ کے دو خاص مرید برہان خان صاحب اور سبحان خان صاحب یہ دونوں حقیقی بھائی تھے یہ دونوں بھائی فوجی اور شریک غدر تھے ان دونوں کو اکثر اس بات کی فکر رہتی تھی کہ وہ نگریزوں کی طرف لڑائی میں حصہ لیا کرتے تھے یہ دونوں بھائی اپنے قصور کی معافی کے لئے دادا حضرت قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کرتے تھے دادا حضرت قدس سرہ خواب میں ان دونوں بھائیوں کو ایسی جگہ لے گئے جہاں سید الشہداء جلوہ افروز تھے آپ نے ان شہداء کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ حضرات ان دونوں کے قصور کو معاف فرمائیں سب لوگ خاموش رہے کوئی جواب نہ ملا تو دادا حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ میری خاطر سے آپ حضرات ان دونوں کا قصور معاف فرمائیں۔ تو شہداء کی طرف سے جواب ملا کہ ہم نے معاف کر دیا۔ پھر یہ دونوں حضرات بیدار ہوئے اور انتہائی خوش ہوئے۔

۹۔ عبدالرحمن خان اور نواب قطب خان صاحب نے جو سکندر آباد کے رسالہ کی فوج میں شامل تھے یہ دونوں

حضرات آپس میں یہ گفتگو کر رہے تھے کہ کسی دُرُویش سے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تھی نواب قطب خان صاحب کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ دادا حضرت قدس سرہ کا بھی یہی مرتبہ ہے۔ نواب صاحب نے خواب میں دیکھا کہ دادا حضرت قدس سرہ تشریف فرما ہیں اور ایک بزرگ وہاں پر تشریف لائے ان کے جانے کے بعد دادا حضرت قبلہ سید شاہ غلام سرور بیابانی رحمۃ اللہ علیہ نے دادا حضرت قدس سرہ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں فرمایا کہ خضر علیہ السلام ہیں۔ نواب صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میں جاگ گیا اس وقت رات کے دو بج رہے تھے میں نے گھوڑے کو بھگاتے ہوئے عبدالرحمن خان صاحب کے مکان پر پہنچ کر آواز دیا مکان کے اندر سے خان صاحب نے کہا کہ میں نے بھی وہی خواب دیکھا ہے یہ دونوں نے آپس میں ایک دوسرے سے خواب بیان کئے دونوں نے ایک ہی جیسا خواب دیکھا تھا۔



ارشادات

- ☆ میرے پاس طالب مولیٰ بہت کم آتے ہیں کوئی طالب دنیا اور کوئی طالب عقبی آتا ہے۔
- ☆ میں کیا خدا کا شکر ادا کروں کہ کبھی میری دعا کو رد نہ فرمایا۔
- ☆ میں خدا کا کیا شکر ادا کروں کہ منصور تیسرے ہی درجہ میں بول اٹھے اور میرے سب مراتب خاموشی سے طے ہو گئے۔
- ☆ میرا ناپاک جسم جنت کے قابل نہیں ہے اگر حق تعالیٰ اپنی سرفرازی سے جنت میں بھجوا یگا تو میں پہلے اپنے مریدوں کو بھجوا کر بعد میں جاؤں گا۔
- ☆ مجھ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ عطا فرمایا مگر ایک تمنا ابھی باقی رہ گئی کہ شہادت ظاہری نصیب نہ ہوئی۔
- ☆ کسی صاحب حال کے فیض صحبت میں رہو۔
- ☆ عقیدت مندوں کی عزت کرو۔
- ☆ آپ انکساری پسند فرماتے اور مریدوں کو بھی انکساری پیدا کرنے کی نصیحت فرماتے۔
- ☆ آپ کی غذا خشک اور مرچ کی چٹنی ہوتی تھی اور مریدین کو بھی سادہ غذا استعمال کرنیکی ہدایت فرماتے۔
- ☆ آپ سادہ لباس پہنتے تھے اور مریدین کو بھی سادہ لباس پہننے کی ہدایت فرماتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیضان سرور رحمۃ اللہ علیہ

کلام حضرتہ اشرف النساء بیگم صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا
اہلیہ سید درویش محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولف افضل الکرامات

مہبط نور الہ مظہر یزدانی ہے والئی دولت سر مدشہ لاٹانی ہے
ملک و ملکوت پہ ہے جن کا تصرف جاری لوح محفوظ پہ بھی ان کی حکمرانی ہے
معدن جود و کرم منبع فضل و بخشش مخزن نور ضیاء شاہ بیابانی ہے
آفتاب فلک معرفت حق ہیں آپ روضہ قدس پہ کیا نور کی افشانی ہے
تاج شاہی ہے میرے پیر کے زیب سر پاک خاتم و تخت بھی موجود سلیمانی ہے
اولیاء ہند و دکن کے ہیں تیرے سب منقاد واہ کیا صلی علی آپ کی سلطانی ہے
خالق ارض و سماء رد نہ کیا کوئی دعا کیا بلند پایہ کی یہ قربت ربانی ہے
شاہ لولاک سے جو چاہتے ہوتا تھا وہی ماشاء اللہ یہ کیا فرجہاں ربانی ہے
حکم میں آپ کے ہے بحر و بر و شجر و حجر جسم و جاں دونوں پہ نافذ تیری سلطانی ہے
اختصاص شہ بغداد بیاں کیا ہووئے گویا ایک عاشق مفتون بیابانی ہے
جان و دل سے شہ عالی پہ ہے قرباں اشرف رکھے نظر کرم اور مہربانی ہے

کلام حضرت سید شاہ غلام افضل بیابانی قدس سرہ (مالک قبلہ)

نور مطلق مددے جلوہ سبحاں مددے خضر راہم مددے عیسیٰ دوراں مددے
 آپ اللہ کے نور ہیں اللہ تعالیٰ کے جلوہ کے مظہر ہیں آپ میری مدد فرمائے۔ آپ ہمارے راستہ کے
 خضر اور ہمارے زمانہ کے مسیحا ہیں۔

یار ازناز شکر خواب کند خلوتیاں راہ بستند مراہمت مرداں مددے
 دوست ہمارا میٹھی نیند میں ہے اور خلوتیاں نے ہمارا راستہ کو روک رکھا ہے اے ہمت مردانہ مدد فرما
 در ہوائے تو بر قصیم بسان ذرہ آفتاب باز کرم بر من حیراں مددے
 آپ کی محبت میں ہم ایک ذرہ کے مانند چمک رہے ہیں اے آفتاب اپنے کرم سے ہماری مدد فرما۔
 در ترنم دل و جانم بود صبح و مسا افضل اہل زماں سرور دوراں مددے
 رات دن ہماری جان آپ ہی کی محبت کے راگ الاپ رہی ہے اے زمانے کے افضل اور اپنے دور
 کے سرور ہماری مدد فرمائے

حرز جاں نام ترا افضل شیدا دارد
 افضل آپ کے نام کو اپنے جان کی تعویذ بنایا ہوا ہے
 دم آخر ز کرم اے شہ خواباں مددے
 اے شہ خواباں اپنے کرم سے دم آخر ہماری مدد فرمائے

حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی قدس سرہ

دادا حضرت سید شاہ سرور بیابانی الرفاعی القادری قدس سرہ العزیز حضرت سید شاہ افضل بیابانی الرفاعی القادری قدس سرہ العزیز کے سب سے چھوٹے فرزند تھے آپ بتاریخ ۲۷/۱۲/۱۲۵۸ھ مطابق ۱۸۴۳ء تولد ہوئے آپ کے نانا مولوی میر قربان علی صاحب کا تعلق سادات گھرانے سے تھا آپ دیا نندار نہایت متقی شخص تھے آپ ضلع ورنگل کے تعلقدار (کلکٹر) تھے۔ اعلیٰ قابلیت رکھنے والوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ آپ کی پیدائش کے صرف سات دن بعد اس دنیا فانی سے انتقال کر گئیں۔ والدہ محترمہ کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش بمقام ہنمکنڈہ و کریم نگر تہیال میں ہوئی اور وہیں آپ کی تسمیہ خوانی کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس وقت آپ کے محترم نانا مولوی میر قربان علی صاحب ضلع کریم نگر کے تعلقدار (کلکٹر) تھے۔ آپ کی تسمیہ خوانی کی تقریب میں دادا حضرت قدس سرہ حضرت سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ نے شرکت فرمائی۔ اس طرح آپ نے اپنے تہیال میں گیارہ سال کی عمر تک پرورش پائی۔

ابتدائی تعلیم: تسمیہ خوانی کے بعد مولوی ولی عبد اللہ صاحب رفاعی سے آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل فرمائی۔

ثانوی و اعلیٰ تعلیم: آپ نے ثانوی و اعلیٰ تعلیم مولوی مفتی بدرالدین صاحب، مولوی سرور شاہ صاحب اور مولوی شاہ علی صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمائی۔ اصل شریعت طریقت و معرفت کی تعلیم آپ اپنے والد بزرگوار سے حاصل فرمائی۔ آپ کو کتابوں کے مطالعہ کا بہت شوق تھا

آپ نے کئی کتابوں کا مطالعہ کیا آپ کافی ذہین تھے۔ آپ کے پاس ذخیرہ الفاظ بہت زیادہ تھا۔ آپ جب کبھی وعظ فرماتے یا گفتگو فرماتے تو عمدہ سے عمدہ الفاظ استعمال فرماتے جس سے سننے والے بہت متاثر ہوتے آپ کی تحریر بہت خوشخط تھی۔ آپ کو مطالعہ کا اتنا شوق تھا کہ آپ کتابوں کے مطالعہ کے دوران اس قدر محو ہو جاتے کہ اطراف و اکناف کی آپ کو خبر نہیں رہتی ایک دفعہ کا واقعہ ہے آپ کتاب کے مطالعہ میں غرق تھے کہ مکان کی چھت سے ایک ناگ سانپ آپ کے بالکل قریب گرا اور وہاں سے چلا گیا مگر آپ اس سے بے پرواہ رہے حالانکہ آپ نے اس کی آواز سنی تھی۔ آپ کا حافظہ نہایت ہی اچھا تھا جو بھی پڑھتے وہ آپ کو یاد ہو جاتا تھا۔ خصوصاً بچپن میں پڑھی ہوئی کتابوں کی عبارت آپ کو اچھی طرح یاد تھی۔ آپ کے والد محترم آپ کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے حیدرآباد روانہ کئے مگر جب اطلاع ملی کہ وہاں ہیضہ کی وبا پھیلی ہے تو آپ نے اپنے فرزند کو واپس طلب کر لیا اور خود اپنے فرزند کو تعلیم دی اور تربیت فرمائی۔

محبت پدری: دادا حضرت قبلہ کے ماموں مولوی میر تراب علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نرسم پیٹ تعلقہ کے تحصیلدار تھے۔ نرسم پیٹ کے قریب پاکھال جھیل ہے وہاں کے مناظر قدرت جنگل و جھیل کے مشاہدے کیلئے آپ کے والد آپ کو پاکھال روانہ فرمائے۔ وہاں آپ اپنے ماموں کے ساتھ کافی تفریح کی اور لطف اندوز ہوئے۔ مگر آپ کے والد محترم آپ کی غیر موجودگی برداشت نہیں کر سکے۔ محبت پدری آپ کو بے چین و بے قرار کر دی چنانچہ ایک قاصد کو روانہ کر کے اپنے لڑکے کو قاضی پیٹھ واپس طلب کر لیا۔ اپنے سے آپ کو کبھی جدا نہ کرتے اور ساتھ ہی ساتھ آپ کی تربیت بھی کیا کرتے۔

دادا حضرت قدس سرہ نے آپ کے لئے ایک سفالی مکان بنوایا تھا اس مکان کے بانسے چڑھاتے وقت آپ بھی مزدوروں کے ساتھ کام میں مصروف رہے۔ اور اس مکان کی تکمیل پر بے حد خوشی کا اظہار ان اشعار میں فرمایا۔

باندھے ہیں اپنی جائے پہ سرور میاں مکاں کیا وصف اس مکاں کا کروں ہے وہ لامکاں
حضرت خدا دراز کرے عمر چوں خضریٰ السلام دنیا و دیں میں شاد رکھے سرخ رو بخشش
اور نہایت شفقت سے یوں بھی فرماتے تھے۔

سرور میں غلام تیرا ہوں جان و دل سے نثار تیرا ہوں
اور ہمیشہ اپنی رکابی میں اپنے فرزند کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ دادا حضرت قبلہ حلق کے عارضہ سے سخت بیمار ہوئے بخار اترتا ہی نہ تھا یہ آپ کے والد
محترم سے قطعی برداشت نہ ہوا۔ دادا حضرت قدس سرہ نے سجدہ میں سر رکھ دیا اور روتے ہوئے دعا کرنے لگے
اپنے فرزند کی درازی عمر کے لئے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرتے جاتے اور کہنے لگے

”الہی جوان بیٹا دنیا سے چلا جائے اور بوڑھا باپ زندہ رہے“، اپنی عمر بیٹے کے نذر کردی اور بے ہوش ہو گئے
جب آپ کو ہوش آیا تو بیٹے کو صحت مند پا کر بہت خوش ہوئے اور پانچ، چھ ماہ بعد دادا حضرت قدس سرہ کا وصال
ہو گیا دادا حضرت قدس سرہ انتقال سے کچھ دیر قبل دادا حضرت قبلہ کو تنہائی میں بلا کر علم باطن اور ولایت کے اعلیٰ
درجوں سے سرفراز فرمایا۔ اپنے فرزند کے منہ میں اپنی زبان دیدی اور فرمایا کہ اسے چوسو اور بار بار سینہ اور پشت
پر دست مبارک پھیرتے رہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا میاں میرے راستے پر ہے

چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ میرے میاں کو میرا حال عطا فرمائے گا۔

دادا حضرت قبلہ اپنے والد محترم کے وصال کے بعد رنجیدہ رہا کرتے تھے ایک روز خواب میں آپ کو دادا
حضرت قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ میں کہیں نہیں گیا تمہارے پاس ہوں اور آپ کو اپنے سینے مبارک سے لگالیا
تب آپ کو قلبی سکون نصیب ہوا۔

والد سے عقیدت و محبت :- حضرت سید درویش محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

”ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت اپنے شیخ اور والد ماجد کے دلدادہ تھے کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ آپ نے اپنے والد محترم کا کسی نہ کسی بہانے تذکرہ نہ کیا ہو۔ اپنے والد محترم کا نام نہیں لیا کرتے تھے مالک یا پیر و مرشد قبلہ کہتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت سید درویش محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے لڑکے کا نام غلام افضل رکھنا قرار پایا۔ آپ نے حضرت درویش محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے فرمایا کہ ادباً میں حضرت پیر و مرشد کا نام نہیں لیتا آپ ہی نام فرمادیجئے۔ آپ حدود درگاہ شریف میں کبھی تھوکتے نہ تھے ایام جوانی میں گنبد مبارک میں صبح و شام جا رو بکشی کیا کرتے اور چراغ روشن کیا کرتے۔

اخلاق: آپ میں اخلاق نبوی نمایاں تھے آپ ہمیشہ سلام میں پہل فرماتے تھے جب کوئی شخص آپ کو سلام کرتا تو آپ کھڑے ہو کر جواب دیتے مصافحہ کرنے والا جب تک آپ کا ہاتھ نہ چھوڑتا آپ اپنا ہاتھ دے رہتے۔ اے

۱۔ دست بوسی حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء علیہ السلام کی سنت ہے۔ کوئی شخص کسی مشائخ کی تعظیم کے ساتھ دست بوسی کرتا ہے تو حضرت بابا فرید گنج شکر کے بیان کے مطابق وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا وہ اسی دن پیدا ہوا۔ حضور اکرم ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ کوئی شخص آپ کو سلام کرے تو آپ اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیتے۔ حاج بن یوسف کے انتقال کے بعد اس کو لوگوں نے خواب میں دیکھا تو لوگوں نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا ہلاکت اور تباہی کے مقام پر ہوں لیکن ایک بات کی امید ہے کہ بخش دیا جاؤں گا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ کوئی نیکی کے امیدوار ہو اس نے کہا کہ مجھے کہا گیا ہے کہ فلاں روز تم نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں عزت و احترام سے ان کا ہاتھ پکڑا اور چوما تھا یہی وجہ میری بخشش کی ہو سکتی ہے۔

اگر کوئی شخص آپ کے پیروں کو ہاتھ لگا تا تو اسے آپ روک دیتے یا اس کے پیر کو خود بھی ہاتھ لگاتے۔ اکثر زمین پر کبھی پتھر پر یا لکڑی کے ٹکڑے پر تشریف فرماتے اور ملنے والے بھی اسی طرح حضرت کے پاس بیٹھ جاتے۔ آپ کے مزاج میں سادگی بہت تھی۔ آپ کبھی اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ خود ملنے والے سے ایسی عزت کے ساتھ پیش آتے کہ وہ خوش ہو جاتا۔ آپ جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو فرش کے آخری حصہ میں تشریف رکھتے تھے۔

دور لیش محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ افضل الکرامات کے تالیف کے زمانہ میں روز آنہ دو پہر میں ہمارے حجرے میں تشریف لایا کرتے اور کمرہ میں بھی لب فرش تشریف رکھتے۔ دور لیش محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار کے باوجود دادا حضرت قبلہ یہ فرماتے ہیں کہ میری ایسی ہی عادت ہے۔ آپ نے کبھی بے تکلفی سے پیر دراز کر کے بیٹھنا پسند نہیں کیا۔ باوجود ضعیفی کے آپ کے قوہ بالکل اچھے تھے۔ سماعت، بصارت، بہت عمدہ تھی۔

کسی مشائخ یا عالم کی تعریف ہوتی تو آپ بھی اس کی تعریف فرماتے۔ کبھی کسی کی شکایت یا برائی بیان کرنا پسند نہیں فرماتے۔ آپ ہمیشہ عیوب کی پردہ پوشی فرماتے۔ کسی کو نصیحت کرتے تو خدا اور رسول ﷺ اور احوال بزرگان دین سنا کر انتہائی نرمی کے ساتھ نصیحت فرماتے تاکہ اس کی دل شکنی نہ ہو۔ جو شخص آپ کو مخاطب کرے آپ جی کہہ کر جواب دیتے تھے۔ چاہے وہ شخص کسی بھی درجہ کا حامل ہو۔ خاص طور پر ضعیف عورتوں کو اماں اور ضعیف مردوں کو حضرت کہہ کر مخاطب فرماتے۔ تو یا تم کا استعمال نہیں فرماتے جو شخص آپ کے سامنے سے گزرے اس کو سلام کرتے۔ اس طرح تھوڑی دیر کے لئے آنے جانے والے کو بھی سلام کرتے تھے اور جاگیر کی رعایا (غیر مسلم لوگوں) کو ایسا سے مخاطب کرتے۔ دور دور کے رشتہ دار کو بھی قریبی عزیز کی طرح تصور کرتے تھے۔ غریبوں کے ساتھ بھی اخلاق سے پیش آنے کی عادت تھی۔

لباس: آپ کا لباس ہمیشہ جسم پر ایک ململ کا کچھ، رومال کی لنگی اور سر پر ایک رومال ہوتا کبھی ملاقات یا دعوت میں جانا ہوتا تو سفید ململ کا انگرکھا یا جامہ اور ململ کا شملہ زیب تن فرماتے۔ دو تین جوڑوں سے زیادہ لباس نہ رکھتے۔ فرماتے کہ موت معلوم نہیں کب آئے۔ زیادہ کپڑوں کی کیا ضرورت ہے۔

انکساری: ایک روز آپ درگاہ شریف کے سامنے جو چہرہ ہے اس پر تشریف فرما تھے ایک صاحب حیدر آباد سے بغرض زیارت درگاہ شریف میں آئے فاتحہ دینے کے بعد واپس ہوتے ہوئے دادا حضرت قبلہ سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا درگاہ شریف کا جاروب کش ہوں وہ صاحب آپ کو چار پیسے دیئے آپ نے قبول فرمالیا وہ صاحب احاطہ درگاہ شریف سے باہر آ کر دریافت کیا کہ سجادہ صاحب کون ہیں جب معلوم ہوا کہ دادا حضرت قبلہ ہی سجادہ ہیں تو نہایت نادم ہوئے اور حضرت سے معافی چاہنے لگے اور پانچ روپے نذرانہ پیش کئے آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور انھیں پیسوں پر اکتفاء کیا۔

ایک مرتبہ رات میں ایک صاحب حیدر آباد سے قاضی پیٹھ تشریف لائے دادا حضرت قبلہ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں جاروب کش ہوں یہ سننے کے بعد وہ حیدر آبادی نے کہا کہ میرا چلم تو بھردو حضرت نے چلم بھر کر دے دیا بہر حال آپ کے مزاج میں انکساری تھی۔

۱۔ حضرت اولیں قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سوتے وقت موت کو اپنے سر ہانے اور جاگتے وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ اس بات کو ذہن نشین کر لو کہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا علیہا السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جن کے لئے دنیا و جود میں آئی یعنی حضور اکرم ﷺ نے وفات پائی۔ اور میں بھی وفات پانے والا ہوں اس لئے تم بھی آخرت کا توشہ تیار کر لو۔ جب سویا کرو تو موت کو یاد کرو اور جب بیدار ہو تو اس وقت بھی موت کو پیش نظر رکھو۔

آپ کے مزاج میں رحم اور ہمدردی ایسی تھی کہ جب کوئی مصیبت زدہ اپنے مصائب کا اظہار کرتا تو آپ اس کے برابر روتے رہتے۔ شفقت علی خان مرض بواسیر سے پریشان تھے ایک روز آنکھوں سے آنسو رواں تھے خان صاحب ادھر رورہے تھے اور دادا حضرت قبلہ کے آنکھوں سے ادھر آنسو جاری تھے۔

ایک شخص چوری سے آپ کے زینات پر کے درخت کاٹ لیا تھا۔ جب وہ پکڑا گیا تو اس کو رسی باندھ کر حضرت کے سامنے لایا گیا اس کو دیکھتے ہی آپ رونے لگے اور فرمانے لگے کہ بروز حشر گنہگاروں کا ایسا ہی حال رہے گا۔^۱

آپ کے والد کی خواہش پر اپنے ماموں مولوی تراب علی صاحب تحصیلدار کی صاحبزادی سے عقد فرمایا۔ آپ کو (۷) صاحبزادے اور (۶) صاحبزادیاں تھیں آپ اپنے بچوں سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ آپ کی صاحبزادی اشرف النساء صاحبہ کو آپ نے خود تعلیم و تربیت دی آپ بہت ہی قابل خاتون تھیں بس میں یہ کہتا ہوں کہ آپ ولیہ تھیں اور دادا حضرت قبلہ آپ کو اشرف صاحب سے مخاطب فرماتے آپ خصوصاً چھوٹے صاحبزادوں سے زیادہ محبت کرتے تھے جن میں میرے والد ماجد قبلہ اور میرے چچا حضرت غلام احمد بیابانی شامل ہیں۔ اکثر آپ اپنی رکابی میں کھانا کھلاتے تھے۔ اور اپنے بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ غلام افضل بیابانی کو نام سے نہ بلاتے بلکہ بڑے حضرت میاں کہہ کر بلاتے اور بہت محبت اور شفقت سے پیش آتے۔

^۱ شیخ فضل رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزند علی کو دیکھا کہ وہ رورہے تھے چوران کا مال چرایا تھا۔ شیخ فضل رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹے سے پوچھا تم اپنا مال چوری ہونے پر رورہے ہو انھوں نے کہا نہیں بلکہ اس چور بے چارے پر رورہا ہوں جس نے ایسا برا کام کیا کہ قیامت میں اس کا کیا حشر ہوگا اور کیا سزا ملے گی۔

عبادت و ریاضت اور شب بیداری: آپ بہت ہی کم عمری ہی میں زیور تعلیم سے آراستہ ہوئے والد محترم نے طریقت معرفت حقیقت و محبت کا سبق پڑھا کر سونے پر سہاگہ لگا دیا۔ اور ایسی تربیت دی کہ کبھی کھڑے رہتے کبھی سجدے میں رہتے۔ بحالت قاعدہ دنوں ریاضت شاقہ میں مصروف رہا کرتے پنڈلی ران کے گوشت سے چمٹ جاتی تھی تو اسے کھینچ کر نکالنے کی نوبت آتی تھی۔ آپ پر بالعموم وجد کا عالم رہتا تھا۔ کئی کئی دن جنگل میں جذب کی حالت میں رہتے تھے۔ آنکھیں سرخ اور چہرہ غضب آلودہ رہتا تھا۔ برسوں آپ شب بیدار رہے بعض اوقات اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے عشق و فراق میں دن و رات رونے میں ہی گزارتے اور تجلیات الہی سے بے خود ہو جاتے تھے۔ بے خودی و مجذوبانہ کیفیت میں آپ اپنی جگہ سے اٹھ کر کہیں چلے جاتے ایسی حالت میں آپ کو دوسروں کی شناخت بھی نہ رہتی تھی ایسی ہی حالت میں ایک مرتبہ علی الصبح رنگشائی پیٹ و رنگل کی آبادی سے باہر جا رہے تھے کہ حمید خان صاحب جو آپ کے مرید تھے آپ کو پہچان کر گھر واپس لے آئے۔ اس وقت جسم اقدس پر صرف تہ بند تھی آپ بوڑھ گٹھ پہاڑ جو قاضی پیٹ ریلوے اسٹیشن کے قریب ہے عبادت الہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور آپ نے وہاں صلوٰۃ الاسراء پڑھی اس کا ذکر آپ نے حضرت سید درویش محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔

۱۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنے مناجات میں عرض کیا الہی تیرے گھر میں یعنی تیری جنت میں کون رہے گا۔ اور تو کس کی نماز قبول کرے گا اللہ تعالیٰ آپ پر وحی بھیجی کہ اے داؤد علیہ السلام جو شخص میری عظمت کے سامنے جھک جاتا ہے اور اپنا دن میری یاد میں گزارتا ہے، اور اپنے نفس کو میرے سبب شہوت سے دور رکھتا ہے۔ بھوکے کو کھلاتا ہے اور مسافر کو جگہ دیتا ہے اور مصیبت والوں کی مدد کرتا ہے وہی میرے گھر میں رہے گا۔ اور میں اس کی نماز قبول کروں گا اور اس شخص کا نور آسمانوں میں مثل آفتاب چمکتا رہے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و نظر کرم:

آپ نے فرمایا کہ اللہ کے فضل و کرم اور مالک (یعنی دادا حضرت قدس سرہ) کے تصدق سے مجھے حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور قدم بوسی کا شرف حاصل ہوتے رہتا ہے۔ مرزا اعظم اللہ بیگ نے فرمایا کہ آپ ایک مرتبہ صبح کے وقت درگاہ شریف قاضی پیٹھ میں مولسری کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے آپ آسمان کی طرف دیکھنے لگے اور آپ کے چہرے کے اطراف ایک نور کا ہالہ بن گیا۔ جو بڑھتے ہوئے آپ کے تمام جسم پر پھیل گیا۔ یہ کیفیت تھوڑی دیر کے بعد ختم ہو گئی۔ اور آپ نے دادا حضرت قدس سرہ کی گنبد شریف کے طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ سب آپ ہی کا طفیل ہے۔ آپ کے بھتیجے مولوی سید قادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں شب عاشورہ خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا اور دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ نعت میں ایک قصیدہ لکھا ہوں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سرور میاں کی تعریف میں لکھو چنانچہ مولوی سید قادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دور باعیاں آپ کی تعریف میں لکھیں۔

سن لی جو سنائی مجھے عشرہ کی رات	سمجھو نگانہ ہر گز یہ ہے بات کی بات
سب کچھ ہے میرے دل میں مگر اے سرور	حیراں ہوں لکھوں آپ کی میں کونسی بات
ہے رتبہ سرور سے وہ سرور ﷺ آگاہ	جو قرب ہے داور سے وہ داور آگاہ
ہوتے ہیں جو مقبول خدا اے توفیق	اس شان کے ہوتے ہیں وہ ماشاء اللہ

مقبولیت: اکثر آپ حیدرآباد میں جب بھی قیام فرماتے مریدین و عقیدت مند آپ سے شرف

ملاقات کے لئے کثیر تعداد میں حاضر ہوا کرتے۔ ایک دفعہ ترپ بازار میں کسی مکان میں قیام پذیر تھے۔ آپ سے ملنے اور قدم بوسی کرنے کیلئے باہر کثیر تعداد میں لوگ جمع ہو گئے۔ جیسے ہی آپ مکان سے باہر تشریف لائے لوگ آگے بڑھ کر قدم بوسی کرنے لگے۔ ایک صاحب جن کا بھی تعلق مشائخ گھرانے سے تھا یہ

نظارہ کر رہے تھے فرمایا سرور میاں صاحب میں کیا عمل تسخیر ہے کہ لوگ اس طرح ان کے پیر پڑتے ہیں ہماری طرف ایک آدمی بھی نہیں آتا حالانکہ ہم بھی مشائخ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں فوری مجمع میں ایک صاحب نے جواب دیا جناب مقبولیت خدا کی طرف سے ہے۔ بحیثیت ایک جید عالم مفتی اور صوفی بزرگ آپ بہت مقبول و مشہور تھے۔ بڑے بڑے علماء صلحاء آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض پاتے چنانچہ یہ دیکھا گیا مولوی عبدالصمد صاحب قندھاری، مولوی محمد یلین صاحب، مولوی وحید الدین صاحب، مولوی نادر الدین صاحب، مولوی منصور علی خان صاحب، فضیلت جنگ حضرت انوار اللہ خان صاحب بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد اکثر آپ سے ملنے آیا کرتے تھے ان جید علماء سے آپ کے علمی مذاکرے ہوا کرتے حضرت انوار اللہ صاحب ملاقات کیلئے تشریف لائے آپ انہیں بڑی عزت سے اپنے بازو تخت پر بٹھالیا اور جب واپس تشریف لے جانے لگے۔ تو آپ نے سواری تک پہنچایا انہیں بلحاظ علم بڑی عزت دی حضرت درویش محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مرتبہ ان کی موجودگی میں نواب فخر جنگ کمشنر کروڑ گیری اور شیخ عبدالرحیم صاحب معتمد مال آپ سے ملنے تشریف لائے۔ آپ تخت پر رونق افروز تھے ان صاحبین کیلئے نیچے ایک کمبل بچھا دی گئی جب وہ لوگ واپس جانے لگے تو آپ نے صرف کھڑے ہو کر مصافحہ کیا۔ اس طرح آپ نوابوں عہدے داروں کے مقابلہ میں علماء و صالحین کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اکثر یہ دیکھا گیا کہ نواب افسر الملک، نواب عثمان یار الدولہ، نواب شاہ میر جنگ نواب نظامت جنگ، نواب لطف الدولہ وغیرہ بھی آپ کی قدم بوسی کرنے و فیض پانے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

مہمان نوازی: چونکہ آپ نہ صرف حیدر آباد دکن میں بلکہ ہندوستان کے علاقے یہاں تک کہ راجپوتانہ علاقہ پونہ ممبئی بنگلور وغیرہ میں بھی کافی مقبول و مشہور تھے آپ کے مریدین و معتقدین ورشتہ داروں کی آمد کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا تھا اسکے علاوہ لوگوں کی آمد کی غرض درگاہ شریف کی زیارت بھی ہوتی ان کو اکثر

آپ مہمان کر لیتے ان کی خاطر تواضع فرماتے اور مریدین کو کچھ اور دن ٹہرنے کیلئے بھی اصرار فرماتے۔ مسافرین کے کھانے پینے کی تمام سہولتیں مہیا فرماتے۔ بعض مسافر مہینوں بھی آپ کے پاس ٹہر جاتے مگر ان کی مہمان نوازی میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔ چونکہ آپ کے زمانے میں قاضی پیٹھریلوے اسٹیشن کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ لوگوں کو آنے جانے میں آسانی تھی۔ سائلین کی بھی کثرت رہتی تھی۔

تعمیرات: آپ ۱۲۳۷ھ تا ۱۳۳۷ھ تقریباً اٹھاون (۵۸) سال درگاہ شریف

کے سجادہ نشین رہے اس دوران تعمیری کام بہت انجام پائے سب سے پہلے دادا حضرت قدس سرہ کی بڑی درگاہ شریف جو مکمل طور پر پتھر سے تعمیر کی گئی تھی اور ہر سال اس پر سبز رنگ کیا جاتا تھا۔ حضرت نادر خان صاحب نے تعمیر کی نگرانی کی تھی اسکے علاوہ مسجد، خانقاہ شریف، نقار خانہ وضو خانہ کے حوض وغیرہ کی بھی تعمیر عمل میں آئی۔

مریدین: دادا حضرت قبلہ کے پاس حیدر آباد، ممبئی، دہلی اور راجستھان کے لوگ آکر آپ کے مرید ہوتے گئے جن کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ لوگ مرید ہونے کے بعد آپ کے پاس کئی دن قیام کرتے اور آپ سے شریعت، معرفت، حقیقت، کی تربیت حاصل کرتے اور بعض مریدین عبادت میں اونچے درجہ تک پہنچے جن میں حضرت لالہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کا نام محمود شاہ خان تھا آپ فوج میں ملازم تھے۔ آپ مرید ہونے کے بعد قاضی پیٹھریلوے ہی قیام کر کے ذکر واذکار اور عبادت الہی میں مشغول ہو گئے۔ اور چالیس دن سے کم عرصہ میں ہی آپ ولایت سے سرفراز ہوئے۔ تمام عمر سخت ترین عبادت فرماتے رہے۔

۱) حضرت ابو شیخ، سلمان دُرانی رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں باتوں میں مشغول تھے۔ حضرت شیخ کے ایک مرید شیخ احمد تھے حضرت ابو شیخ سلیمان دُرانی کے حکم پر تند و گرم کیا جب تند و گرم ہو گیا تو شیخ احمد نے حضرت دُرانی سے عرض کیا تند و گرم ہو چکا ہے اس طرح شیخ احمد نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی ابو سلیمان دُرانی کو یہ بات ناگوار گذری انھوں نے

سماع سنا پسند کرتے تھے اور دوران سماع آپ پر وجد طاری ہوتا کوئی نذرانہ پیش کرتا تو اس سے نیاز شریف کر کے تمام لوگوں کو کھانے کھلاتے اور خود دودا نے چکھتے۔

ہر وقت جذب کی حالت میں رہتے تھے۔ ۵۔ صفر کو فاتحہ کی جاتی ہے اور مزار پر صندل مالی بھی کی جاتی ہے آپ کے لئے کھانے کا انتظام دادا حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد تاجا حضرت غلام افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ (مالک قبلہ) کی طرف سے ہوتا۔ جب آپ کے پاس نذرانے زیادہ آنے لگتے تو آپ اپنے احباب کیلئے خود پکوان کا انتظام کر لیا کرتے۔ جب بالکل آپ کے پاس پیسے نہیں رہتے تو چولہے کے پتھر نکال کر کمپاؤنڈ کے باہر پھینک دیتے۔ اور مالک قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے کو اپنے لئے کھانا بھیجنے کی خواہش فرماتے۔ پھر جب پیسے آجاتے تو پھر اپنا الگ پکوان کر لیتے۔

اپنے مرشد کے خاندان کے بچے اور بڑوں کا ادب کرتے تھے میں نے بھی لالہ میاں صاحب کو نذرانہ پیش کیا جبکہ میں چھ سات سال کا تھا۔ تو لالہ میاں صاحب نذرانہ قبول نہیں کئے بلکہ اپنا دامن پھیلانے اور کہے کہ میں تو آپ کے در کا فقیر ہوں مجھے بھیک دیجئے۔ آپ کے خاندان میں آپ کے بھتیجے احمد شاہ خاں بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ اکثر آتے ہیں۔ اللہ پاک ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

فرمایا جاؤ اس میں جا کر بیٹھ جاؤ اور پھر باتوں میں مشغول ہو گئے۔ پھر یکا یک آپ کو خیال آیا کہ میں نے شیخ احمد کو کیا کہا تھا شیخ احمد کو مریدین تلاش کرنے لگے پھر حضرت کو خیال آیا کہ کیا وہ تندور میں تو نہیں بیٹھ گئے ہونگے جب تندور دیکھا گیا تو واقعہ شیخ احمد تندور میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا ایک بال بھی نہیں جلا۔ یہ ہے مرشد سے محبت کرنے والے فرماں بردار مرید کا عقیدہ۔ مرشد کی محبت میں ان کی جان و مال سب فدا ہے)

قناعت: آپ کے مزاج میں قناعت تھی۔ اللہ پر توکل رکھتے تھے۔ کسی رشتہ دار امیر و امراء سے کسی قسم کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ آپ تحائف بہت کم قبول فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ نواب قطب خان صاحب نے ایک ہزار روپے نذرانہ پیش کئے جسے آپ لینے سے انکار فرمادئے۔ آپ کی زراعت کافی وسیع تھی جس میں کئی بیل گائے بھینس وغیرہ تھے۔ بوجہ بیماری ایک مرتبہ (۶۰) ساٹھ گائے فوت ہو گئے اس نقصان کا آپ کے قلب مبارک پر کوئی اثر نہ ہوا۔ کبھی گھر میں غلہ تیار نہ ہوتا تو فرماتے آج ویسے ہی سو جائیں گے۔

کرامات و دعا: حیدرآباد میں حضرت سید درویش محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بھانج صاحبہ منجھلی بی طاعون کے عارضہ میں مبتلا ہوئیں اور درویش محی الدین صاحب اور ان کے شوہر انہیں درگاہ شریف قاضی پیٹھ لیکر آئے۔ دوسرے دن صبح ۸ بجے بغل میں تکلیف اور حرارت معلوم ہوئی اور بخار کی شدت سے بے ہوشی طاری ہو گئی۔ دادا حضرت قریب بیٹھ کر عودی شریف کھلاتے رہے حضرت سید درویش محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اصرار کیا کہ آپ کے بھروسہ پر میں اس مریضہ کو حیدرآباد سے لیکر آیا ہوں اور آپ کے پاس لانے کے بعد کسی ڈاکٹر کو حیدرآباد سے لا کر علاج کروانا معیوب بات ہوگی اور جب تک میری بھانج صحت یاب نہیں ہو جائیں آپ کو یہاں سے جانے نہیں دوں گا۔ آپ کو اس طرح مخاطب کرنے پر بڑا تعجب ہوا اور آپ نے اللہ اللہ فرما کر وہیں تشریف فرما ہو گئے اور بیٹھے مراقبہ کرنے لگے اس پر درویش محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ آپ آرام کیجئے۔ دادا حضرت گویا ہوئے کہ میں سو نہیں رہا ہوں۔ دراصل آپ دعا کرنے میں مشغول تھے چنانچہ گیارہ بجے تک مریضہ کو مکمل صحت ہو گئی دادا حضرت قبلہ نے مریضہ سے خود کیفیت دریافت فرمائی اور بعد اطمینان وہاں سے رخصت ہوئے۔

نواب محمد افضل خان صاحب ملم پلی کے جاگیردار تھے۔ سخت بیمار ہوئے انہیں بیل بنڈی میں رات کے دو بجے درگاہ شریف قاضی پیٹھ لایا گیا وہ نہایت ہی دبلے اور کمزور ہو گئے تھے اور بخار کی شدت

سے بے ہوش تھے۔ دادا حضرت قبلہ نے اسی وقت خان صاحب کی عیادت کی۔ خان صاحب کی چھوٹی بہن دادا حضرت کی خدمت میں ہر روز حاضر ہو کر صحت کیلئے دعا کرنے کیلئے استدعا کرتیں۔ ان لوگوں نے خان صاحب کے کسی ڈاکٹر یا حکیم کے ذریعہ علاج کیلئے کوئی اقدام نہیں کیا صرف دادا حضرت کی دعا پر اکتفا کیا ایک دن دادا حضرت نے ارشاد فرمایا انشاء اللہ کل سے صحت شروع ہو جائیگی اور اللہ چاہے تو پرسوں بخار بھی اتر جائیگا۔ الحمد للہ دوسرے دن سے رو بہ صحت ہوئے تیسرے دن بخار بھی اتر گیا۔

مولوی عظیم الدین صاحب کو ہیضہ ہو گیا دادا حضرت کو بذریعہ تار اس کی اطلاع دی گئی آپ نے رات بھر کھڑے ہو کر مولوی صاحب کی صحت کیلئے دعا فرمائی۔ الحمد للہ دوسرے روز ہی صحت ہونے کی اطلاع ملی مریدوں کا یہ کہنا ہے کہ دادا حضرت نے یہ ارشاد فرمایا کہ پیر و مرشد حضرت سید شاہ افضل بیابانی علیہ الرحمہ کے نعلین کا کیا شکر ادا کروں کہ میری کسی التجا کو کبھی رد نہ فرمایا۔ مالک کی شان بہت بڑی ہے حق تعالیٰ نے کبھی دعا رد نہ کی۔ آپ کے مریدوں کو ناز تھا کہ دادا حضرت کی دعا کبھی رد نہ ہوئی فوری قبول ہو جاتی تھی۔

سماع: سماع سے آپ کو رغبت تھی آپ سماع میں تشریف رکھتے۔ بہت دور دور سے قوال آ کر درگاہ شریف قاضی پیٹھ میں صوفیانہ کلام سناتے۔ دوران سماع دادا حضرت کے اشک مسلسل جاری رہتے۔

صبر و تحمل: آصف جاہی خاندان کی جانب سے درگاہ شریف میں نیاز مقرر تھی۔ آپ کے جوان سال اور چہیتے فرزند حضرت امین بیابانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ یہ خبر سن کر نواب سرافسر الملک بہادر دادا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر نیاز شریف ملتوی کرنے کی اطلاع دی جسے آپ نے منظور نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ نیاز شریف ضرور ادا کی جائے۔

وصال مبارک: آپ جب علیل ہوئے تو حکیم سید احمد صاحب، حکیم وحید الدین صاحب اور شاہی معالج حکیم رحمت اللہ خان صاحب آپ کا علاج چھ ماہ تک کرتے رہے لیکن آپ کو صحت نہ ہوئی۔ گاؤں کے مکان سے درگاہ شریف کے مکان میں منتقل ہوئے۔ اس دوران سینکڑوں افراد آپ کے مرید ہوئے اور ہزاروں افراد آپ کی مزاج پرسی کیلئے حاضر ہوا کرتے۔ مولوی لطف علی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ دنیا رہنے کا مقام نہیں ہے۔ یہاں جو آتا ہے اس کیلئے جانا ضروری ہے۔ ۱۔

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک دن دنیا کی حقیقت کا اظہار ہوا انہوں نے دیکھا کہ ایک بد صورت بڑھیا زیور اور کپڑوں سے سچی ہوئی بنی ٹھنی تھی۔ آپ نے پوچھا اے بڑھیا تو کتنوں سے نکاح کر چکی ہے بڑھیا نے جواب دیا بے شمار لوگوں سے آپ نے پوچھا تیرے کتنے شوہروں کا انتقال ہوا یا تجھ کو کتنوں نے طلاق دیا۔ دنیا نے جواب دیا کہ طلاق دینے کی کس کو ہمت ہوتی ہے میں نے سب کو مار ڈالا عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں تیرے موجودہ شوہروں پر افسوس ہے گذشتہ شوہروں کی حالت پر عبرت نہیں کرتے۔

۲۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کہیں تشریف لیجا رہے تھے کئی صحابہ اکرام بھی آپ کے ساتھ تھے راستے میں ایک مری ہوئی بکری پڑی ہوئی تھی۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس مری ہوئی بکری کو مجھ سے دودھ ہم میں خرید لے صحابہ اکرام نے عرض کیا یہ زندہ ہوتی تو ذبح کر لیتے لیکن اب یہ کس کام کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم دنیا اللہ تعالیٰ کے پاس اس مری ہوئی بکری سے زیادہ ذلیل ہے۔ تمام بزرگان دین نے دنیا کو مردار ہی سے تشبیہ دی ہے۔

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تین حصے کئے ہیں ایک حصہ مومن کیلئے دوسرا حصہ منافق کیلئے تیسرا حصہ کافر کیلئے۔ مومن اس دنیا کو زاد راہ بناتا ہے۔ اور منافق عیش و عشرت میں گذارتا ہے اور کافر اس سے نفع اندوز ہوتا ہے۔

حضرت درویش محی الدین قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کی علالت کے دوران ہی آپ کے لعاب آلودہ مصری کھا کر حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ بتاریخ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۳۱ھ چہار شنبہ مطابق ۱۹۱۳ء بہ آغاز چوتھویں سال بہ وقت مغرب آپ کا وصال مبارک ہوا۔ حضرت درویش محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بوقت وصال وہ وہاں موجود تھے۔ آپ کے جسم مبارک پر کسی قسم کا تغیر نہ آیا۔ اس وقت سینکڑوں خواتین و حضرات درگاہ شریف کے احاطہ میں موجود رنجیدہ و افسردہ تھے۔ بہ زمانہ علالت آپ بمقام درگاہ شریف جس مکان میں قیام پذیر تھے اسی مکان میں تدفین عمل میں آئی۔

میرے تایا حضرت سید شاہ غلام افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ (مالک قبلہ) نے ارشاد فرمایا کہ دادا حضرت کے وصال سے دو چار روز قبل وہ خواب دیکھے کہ مکان کی جگہ ایک گنبد ہے چنانچہ اسی مکان میں دادا حضرت کی تدفین عمل میں آئی۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرہ نسب

حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ ابن حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید شاہ غلام حسین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ (مولف پنج گنج) ابن حضرت سید شاہ امین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید شاہ عبدالملک بیابانی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید شاہ اشرف بیابانی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید شاہ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید یوسف رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید یعقوب رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سلطان ابوالعباس سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سیدنا ابی الحسن رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سیدنا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سیدنا ثابت رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سیدنا حازم رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سیدنا علی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیدنا حسن رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سیدنا احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سیدنا موسیٰ ثانی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سیدنا ابراہیم الحجاب رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سیدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ابن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ابن حضرت سیدنا باقر رضی اللہ عنہ ابن حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ ابن امیر المومنین حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

نوٹ: حضرت سیدنا افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ خاندان بیابانی اس طرح ہے

سید شاہ غلام سرور بیابانی (موجودہ سجادہ نشین)

ابن حضرت ابو محمد سید شاہ غلام افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ

☆☆☆

ابن حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرہ طریقی

- حضرت اعلیٰ و اقدس سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین
 حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اعلیٰ و اقدس حضرت امیر المومنین سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
 حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ
 حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ
 حضرت خواجہ داؤد طائی قدس سرہ
 حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ
 حضرت خواجہ ابوالحسن سری سقطی قدس سرہ
 حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ
 حضرت خواجہ ابوبکر شبلی صدیقی قدس سرہ
 حضرت خواجہ ابوالعباس احمد بن عبدالعزیز یمنی قدس سرہ
 حضرت خواجہ ابویوسف ترمذی قدس سرہ
 حضرت خواجہ ابوالحسن قریشی علی الہنکاری قدس سرہ
 حضرت خواجہ ابوسعید مبارک مخدومی قدس سرہ
 حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی پیران پیر غوث الاعظم و شکیں
 حضرت میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 حضرت سید شاہ ابوبکر المعروف سید عبدالرزاق قادری قدس سرہ

- حضرت سید شاہ ابی صالح قادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ ابی نصر محی الدین قادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ تاج الدین المعروف شہو احمد قادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ شمس الدین قادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ نجم الدین قادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ سیف الدین قادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ برہان الدین رفاعی القادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ ابراہیم سپہ سالار ذکریا قادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ محمد ذکریا قادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ احمد ذکریا قادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ علی ساکنڈے سلطان مشکل آسان گنج بخش قدس سرہ
- حضرت سید شاہ مخدوم ضیاء الدین بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ اشرف بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ عبد الملک بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ امین بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ (مولف پنج گنج)
- حضرت سید شاہ غلام حسین بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ
- حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ

حضرت محبوب محبوب سبحانی حضرت سید شاہ افضل بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ

حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ

حضرت سید شاہ غلام افضل بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ (مالک قبلہ)

حضرت سید شاہ عبدالکریم بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ

حضرت ابو محمد سید شاہ غلام افضل بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ

حضرت سید شاہ غلام سرور بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ (فاروق پاشاہ صاحب)

حضرت ابو الخیر سید شاہ غلام افضل بیابانی المعروف خسرو پاشاہ صاحب ادام اللہ فیوضہ

(موجودہ سجادہ نشین)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلام حضرت سید شاہ غلام افضل بیابانی قدس سرہ (مالک قبلہ)

بنگر بحالم یا غوث الاعظم شیخ العوالم یا غوث الاعظم

یا غوث الاعظم میرا حال ملاحظہ فرمائیے۔ آپ تمام عالموں (جہانوں) کے شیخ ہیں
تو محض دینی ممتاز کوئی احمد گمانم یا غوث الاعظم

غوث الاعظم آپ دین کو زندہ کرنے والے ہیں اور ساری دنیا میں ممتاز ہیں۔ آپ کو دیکھنے سے
حضور احمد مجتبیٰ کا گمان ہوتا ہے

قدرت تو داری بر جملہ عالم فرماں روا نم یا غوث الاعظم

سارے عالم پر یا غوث الاعظم آپ قدرت رکھتے ہیں۔ آپ ہمارے فرمان روا (بادشاہ) ہیں
یا شاہ جیلاں للہ شہداء ہست ایں سوالم یا غوث الاعظم

یا غوث الاعظم یا شاہ جیلاں میرا یہی سوال ہے اللہ کیلئے کچھ عطا کیجئے۔
اے شیخ کل ورد صبح و مسائم یا غوث الاعظم یا غوث الاعظم

اے شیخ کل میرا صبح و شام یہی وظیفہ ہے۔ یا غوث الاعظم یا غوث الاعظم
وجود ک قلت وجودی کج دی فشانک اعظم یا غوث الاعظم

آپ نے اپنے وجود کے بارے میں فرمایا میرا وجود میرے جد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی طرح ہے۔
آپ کی شان بہت بڑی ہے

نظر ترحم بر حال افضل

افضل کے حال پر رحم کی نظر فرمائیے

قربان دامنم یا غوث الاعظم

یا غوث الاعظم میں ہر وقت آپ پر قربان ہوں

کلام حضرت سید درویش محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولف ”افضل الکرامات“

شہ افضل بیابانی ترا جگ میں پکارا ہے مرادیں سب کی برلاتا ہے تو حق کا پیارا ہے
عرب کے ہند کے ملک دکن کے اولیاء اللہ تیری تعظیم کرتے ہیں عجب تو شان والا ہے
تجھے اپنوں کے جیسی لاج ہے اے شہرہ عالم مصیبت میں پریشانی میں تو ان کا سہارا ہے
جو کچھ کہنا ہے تجھ ہی سے جو کچھ سنا ہے تجھ ہی سے تو ہی آقا ہمارا ہے تو ہی مالک ہمارا ہے
تو صدقہ حسن کا درویش کو بھی کچھ عنایت کر تیرا درویش تیرے سامنے دامن پسارا ہے



اذکار

وضو کرنے سے جس طرح جسم کا بیرونی حصہ پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھنے سے دل کی پاکی ہوتی ہے جو شخص

روز آ نہ بعد فجر (۷۰) مرتبہ بعد عصر (۳۰) مرتبہ اور بعد عشاء (۳) مرتبہ استغفار پڑھے تو اس کے باپ کے

(۷۰) سال کے گناہ اس کے ماں کے اور بھائی بہن کے (۷۰) سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

سید الاستغفار: ہر نماز کے بعد کم سے کم ایک مرتبہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا اور تمام برائیوں کو ختم کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دل خوب لگے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کرنے کے بعد استغفار پڑھیں تو اسکی توبہ قبول ہو جائے گی۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ

وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَعِفِّرْ لِي ذُنُوبِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ.

ترجمہ:- اے اللہ تو میرا رب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں اپنی طاقت کے موافق میں اپنی بدکاریوں سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں تو میرے گناہ بخش دے پس تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔

کلمہ طیبہ روز آ نہ (۳۰۰) مرتبہ پڑھیں تو ایک سال میں (۱۰۸۰۰۰) ایک لاکھ آٹھ ہزار ہو جائینگے حدیث شریف میں ہے کہ ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔

جو شخص زندگی بھر میں کوئی نیک کام نہ کیا ہو اگر صرف (۱۰۰) ایک سو مرتبہ یَا آخِرُ پڑھ لے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ اور بزرگانِ دین فرماتے ہیں اس طرح پڑھنے والوں کو اور زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ یَا أَوَّلُ یَا آخِرُ یَا ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ (۱۰۰) سو مرتبہ پڑھے۔



پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اس دعا کو ہفتہ کے دن بعد نماز فجر سے پڑھنا شروع کریں اور روزانہ دس مرتبہ پڑھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مقصد پورا ہوگا۔

سُبْحَانَ الْقَادِرِ الْقَاهِرِ الْقَوِي الْمَعَانِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝

حسب ذیل وظائف کو روزانہ پڑھا کریں

- (۱) سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ (۱۰۰) مرتبہ صبح و شام اس عمل سے بہتر کوئی عمل نہیں
- (۲) الْحَسْبُ (۷۰) مرتبہ
- (۳) الْعَزِيزُ (۴۱) مرتبہ
- (۴) يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ (۹۰) مرتبہ
- (۵) يَا بَارِي (۷) مرتبہ
- (۶) يَا مُمِيتُ (۷) مرتبہ (سینہ پر ہاتھ رکھ کر)
- (۷) يَا حَكِيمُ يَا بَاعِثُ (۱۰۰) مرتبہ (زیادتی علم کیلئے)
- (۸) يَا حَيُّ (۱۰۰) مرتبہ (بیمار کی شفاء کیلئے)
- (۹) الْقَوِيُّ الْقَادِرُ (۱۰۰) مرتبہ (جسمانی قوت کیلئے)
- (۱۰) يَا مُصَوِّرُ يَا خَالِقُ (۱۰۰) مرتبہ (صبح و شام اولاد کیلئے)

نماز تہجد:-

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ دو رکعت نماز تہجد جو پڑھے گا اس کا نام تہجد گزاروں میں لکھا جائے گا۔ اور جس نے چار رکعت نماز تہجد پڑھی اس کا نام نمازیوں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو چھ رکعت تہجد پڑھتا ہے اس کا نام روزہ داروں میں لکھا جائے گا۔ اور جو آٹھ رکعت نماز تہجد پڑھے اس کا نام ان لوگوں میں لکھا جائے گا جن کو نہ خوف ہو گا نہ غم۔

آدھی رات کو اٹھ کر تازہ طہارت کرے اور دو رکعت تحتہ الوضو پڑھے اور اس کے بعد **سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ** (۴۱) مرتبہ پڑھے اس کے بعد دو رکعت تہجد کی نیت کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد **أَمَّنَ الرَّسُولُ** پڑھے اس طریقہ سے چھ دوگانہ پڑھے ہر دوگانہ کے بعد پانچ مرتبہ

اللَّهُ حَاضِرِي اللَّهُ نَاصِرِي اللَّهُ شَهِدِي

پہلے دوگانہ کے بعد **يَا غَفَّارُ** (۱۰۰) مرتبہ پڑھیں دوسرے دوگانہ کے بعد **يَا وَهَّابُ** (۱۰۰) مرتبہ پڑھیں تیسرے دوگانہ کے بعد (۱۰۰) مرتبہ **يَا كَرِيمُ** پڑھیں چوتھے دوگانہ کے بعد (۱۰۰) مرتبہ **يَا فَتَّاحُ** پڑھیں پانچویں دوگانہ کے بعد (۱۰۰) مرتبہ **يَا عَزِيزُ** پڑھیں چھٹے دوگانہ کے بعد (۱۰۰) مرتبہ **يَا مُعِزُّ** پڑھیں۔

حسب ذیل دعا کو (۱۰) مرتبہ پڑھیں

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ضَيْقِ الدُّنْيَا وَضَيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

بعد فراغت سجدے میں جائیں اور اپنی مراد طلب کریں تو قبول ہوگی



نمازوں اور روزوں کا کفارہ:-

کسی شخص کے فرائض، واجبات و سنتیں جیسے نماز و روزہ ترک ہو جائے تو مولانا قاضی وزیر الدین صاحب دہلوی اپنی تصنیف رسالہ محبوب المسلمین میں وضاحت کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ ان کا کفارہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ اس تعلق سے علماء کرام نے یہ طئے کیا ہے کہ کسی شخص کے انتقال پر اس کی نمازوں، روزوں اور سنتوں کا کفارہ کسی بے حد قیمتی چیز سے ادا کی جائے۔ علماء کی رائے میں قرآن مجید لا قیمت ہے۔ چنانچہ کسی مرد مومن کے انتقال پر بعد نماز جنازہ اس کے ورثا کو چاہئے کہ اس میت کی جانب سے قرآن مجید بحق مساکین و فقراء دیں۔ قرآن پاک کے ساتھ بحیثیت ورثہ میت کچھ ہدیہ اپنی جانب سے شریک کیا جا کر تینوں مساکین کو تقسیم کریں اور دیتے وقت یہ کہیں اس میت کے جس قدر نمازیں اور روزے اور سنتیں اس کی زندگی میں چھوٹ گئی ہیں اس کے عوض ہدیہ پیش کیا جا رہا ہے قبول کیا جائے۔ تو لینے والا کہے کہ میں نے قبول کیا۔ اس طرح تینوں مساکین یہ الفاظ دھرائیں اس عمل کے بعد قرآن مجید مسجد میں رکھوا دیا جائے۔ اس عمل کو حضرت سید شاہ غلام افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ (مالک قبلہ) نے پسند فرمایا ہے۔

نماز ہول: حضرت حذیفہ یمنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مرنے والے کیلئے پہلی رات انتہائی سخت ہوتی ہے۔ اس کے لئے دعا کریں اور اس کے لئے دو رکعت نماز ہول پڑھیں۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورہ اَلْہٰکُمُ التَّکْوٰنُ دس مرتبہ پڑھیں اس کا ثواب مرنے والے کو بخش دیں۔ ہزار فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نور کے ہدیہ کے ساتھ قبر پر بھیج دیگا اور قیامت تک اس کی قبر روشن رہے گی۔ اس نماز کا پڑھنے والا بخش دیا جائیگا۔ اور چالیس گنہگاروں کو اس نماز کے وجہ سے بخش دیگا اور اس کو ہزار شہداء کا ثواب ملے گا۔

فضائل دُعائے گنج العرش

روایت ہے کہ ایک روز حضور اکرم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ دعا گنج العرش حضور اکرم ﷺ کو پیش کی۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ دعا آپ کہاں سے سیکھے ہو جواب دیا کہ حضرت میکائیل علیہ السلام سے سیکھا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ میکائیل علیہ السلام نے کس سے سیکھی کہا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام سے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ اسرافیل علیہ السلام نے کس سے سیکھی تو عرض کیا عزرائیل علیہ السلام سے پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عزرائیل علیہ السلام نے کس سے سیکھی عرض کیا حضرت عزرائیل علیہ السلام نے رب العالمین کے تخت کے آس پاس لکھی دیکھی اس طرح وہاں سے سیکھی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور جو کوئی شخص آپ کی امت میں دُعائے گنج العرش پڑھے گا اللہ تعالیٰ تین چیزیں اسے عطا فرمائے گا۔ پہلی یہ کہ رزق میں برکت ہو گی۔ دوسری غیب سے روزی پہنچا دے گا کوئی نہ جانے گا کہ کہاں سے کھاتا ہے۔ تیسری دشمن سے محفوظ رہے گا۔ یا رسول اللہ اس دعا کو اگر کوئی ہر روز پڑھے اگر یہ نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار پڑھے اگر یہ نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک بار پڑھے اگر اتنا بھی نہ ہو سکے تو ایک برس میں ایک بار پڑھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تمام عمر میں ایک بار پڑھے، اگر خود نہ پڑھ سکتا ہو تو کسی دوسرے سے پڑھوا کر سنے تو ایسا ثواب پائے گا گویا اس نے دس ہزار بھوکوں کو کھانا کھلایا اور دس ہزار ننگوں کو کپڑا پہنایا اور دس ہزار غلاموں کو آزاد کرایا اور دس ہزار کنویں کھدوایا اور دس ہزار مدرسہ بنوایا دس ہزار مسجد بنوائے۔

یا رسول اللہ ﷺ سات آسمان اور سات زمین کو کاغذ کریں تمام روئے زمین کے درخت کے قلم بنائیں اور

ہر روز قیامت تک اس دعا کا ثواب لکھنا چائیں بھی تو نہ لکھ سکیں گے جو کوئی اس دعا کو پڑھے گا یا لکھ کر پاس رکھے گا تو اس بندہ پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت (۱۰۰) بار کرے گا۔ اگر پڑھنے والے پر کوئی دشمن وار کریگا تو کارگر نہ ہوگا۔ یا رسول اللہ ﷺ جو کوئی اس دعا کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکے منہ کو قیامت کے روز ایسا روشن کریگا کہ مثل لیلۃ القدر کے ہزار فرشتے اسکے آگے چلیں گے اور ہزار ہزار فرشتے اسکے دونوں بازوؤں پر اور ہزار فرشتے پیچھے اس کو جنت میں لیجا یئنگے اور لوگ دیکھ کر پوچھیں گے یہ کون شخص ہے نبی ہے یا فرشتہ ہے یا ولی اللہ ہے فرشتے کہیں گے یہ شخص دنیا میں دعائے گنج العرش پڑھتا تھا اسکی برکت سے اسے یہ مرتبہ ملا۔ اور اسکے پڑھنے والے کو قیامت کے روز دیدار الہی نصیب ہوگا۔

یہ دعا رحمتوں کے حصول کیلئے جو عرش سے ہم پر نازل ہوتی ہے بہت ہی تاثیر رکھنے والی ہے۔ اکثر صوفیاء و اولیاء نے روز آنہ ایک مرتبہ پڑھنا اپنے معمول میں شامل کر لیا۔ جو شخص فجر کے بعد اس دعا کو پڑھنے کا معمول بنائے اس کی کمائی میں برکت ہوگی اور رزق میں اضافہ ہوگا اگر کوئی دشمن ہو تو ذلیل و خوار ہوگا سفر میں جائے گا تو عافیت کے ساتھ واپس آئے گا۔ اس دعا کی برکت سے روز محشر اللہ تعالیٰ اپنا دیدار نصیب کرے گا۔ اگر بے اولاد ہو تو صاحب اولاد ہو جائے گا۔ شیطان اور آسیب سے محفوظ رہیگا۔ اس دعا کے اتنے فوائد ہیں جو بھی اللہ سے مانگے وہ عطا ہوگا۔



دُعَاءِ كَنْجِ الْعَرْشِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

پاک ذات ہے بادشاہ نہایت پاک

سُبْحَانَ الْعَزِيزِ الْجَبَّارِ

پاک ہے بڑا غالب، بگاڑ کا اصلاح کرنے والا

سُبْحَانَ الرَّءُوفِ الرَّحِيمِ

پاک ہے بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُبْحَانَ الْغَفُورِ الرَّحِيمِ

پاک ہے بخشنے والا، نہایت مہربان

سُبْحَانَ الْكَرِيمِ الْحَكِيمِ

پاک ہے بخشش والا، حکمت والا

سُبْحَانَ الْقَوِيِّ الْوَفِيِّ

پاک ہے زور آور، وعدہ وفا کرنے والا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

سُبْحَانَ اللَّطِيفِ الْخَبِيرِ

پاک ہے باریک بین خبردار

سُبْحَانَ الصَّمَدِ الْمَعْبُودِ

پاک ہے بے نیاز عبادت کے لائق

سُبْحَانَ الْغَفُورِ الْوَدُودِ

پاک ہے بخشنے والا بہت دوست رکھنے والا

سُبْحَانَ الْوَكِيلِ الْكَفِيلِ

پاک ہے کارساز ذمہ دار کاموں کا

سُبْحَانَ الرَّقِيبِ الْحَفِیْظِ

پاک ہے نگہبان محافظ

سُبْحَانَ الدَّائِمِ الْقَائِمِ

پاک ہے ہمیشہ رہنے والا قائم

سُبْحَانَ الْمُحْيِ الْمُمِیْتِ

پاک ہے زندہ کرنے والا مارنے والا

سُبْحَانَ الْحَيِّ الْقَيُّومِ

پاک ہے زندہ اپنی ذات سے قائم

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

سُبْحَانَ الْخَالِقِ الْبَارِئِ

پاک ہے پیدا کرنے والا درست کرنے والا

سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

پاک ہے عالیشان عظمت والا

سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْأَحَدِ

پاک ہے ایک ذات صفات میں

سُبْحَانَ الْمُؤْمِنِ الْمُهَيِّمِ

پاک ہے امن دینے والا نگہبان

سُبْحَانَ الْحَسْبِ الشَّهِيدِ

پاک ہے کافی اور حاضر ناظر

سُبْحَانَ الْحَلِيمِ الْكَرِيمِ

پاک ہے بردبار بخشنے والا

سُبْحَانَ الْأَوَّلِ الْقَدِيمِ

پاک ہے سب سے اول اور قدیم

سُبْحَانَ الْأَوَّلِ الْآخِرِ

پاک ہے سب سے پہلا اور سب سے پچھلا

سُبْحَانَ الظَّاهِرِ الْبَاطِنِ

پاک ہے ظاہر (قدرت والا) اور چھپا ہوا

سُبْحَانَ الْكَبِيرِ الْمُتَعَالِ

پاک ہے بڑا بلند

سُبْحَانَ الْقَاضِي الْحَاجَاتِ

پاک ہے حاجتوں کا پورا کرنے والا

سُبْحَانَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پاک ہے بخشنے والا بڑا مہربان

سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

پاک ہے بڑے عرش کا رب

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى

پاک ہے میرا عالی رتبہ والا پروردگار

سُبْحَانَ الْبُرْهَانِ السُّلْطَانِ

پاک ہے ظاہر غلبہ والا

سُبْحَانَ السَّمِيعِ الْبَصِيرِ

پاک ہے سننے والا دیکھنے والا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

پاک ہے اکیلا غالب

سُبْحَانَ الْعَلِيمِ الْحَكِيمِ

پاک ہے علم والا حکمت والا

سُبْحَانَ السَّتَّارِ الْغَفَّارِ

پاک ہے چھپانے والا (عیبوں کا) بخشنے والا (گناہوں کا)

سُبْحَانَ الرَّحْمَنِ الدِّيَّانِ

پاک ہے بڑا مہربان بدلہ دینے والا

سُبْحَانَ الْكَبِيرِ الْأَكْبَرِ

پاک ہے بڑا سب سے بزرگ

سُبْحَانَ الْعَلِيمِ الْعَلَامِ

پاک ہے خبردار وسیع علم والا

سُبْحَانَ الشَّافِي الْكَافِي

پاک ہے شفا دینے والا کفایت کرنے والا

سُبْحَانَ الْعَظِيمِ الْبَاقِي

پاک ہے عظمت والا سدا رہنے والا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

سُبْحَانَ الصَّمَدِ الْوَاحِدِ

پاک ہے بے نیاز اکیلا

سُبْحَانَ رَبِّ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ

پاک ہے زمین اور آسمان کا پروردگار

سُبْحَانَ خَالِقِ الْمَخْلُوقَاتِ

پاک ہے مخلوق کا پیدا کرنے والا

سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

پاک ہے جس نے دن اور رات کو پیدا کیا

سُبْحَانَ الْخَالِقِ الرَّزَّاقِ

پاک ہے پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا

سُبْحَانَ الْفَتَّاحِ الْعَلِيمِ

پاک ہے بڑا کھولنے والا (کاموں کا) علم والا

سُبْحَانَ الْعَزِيزِ الْغَنِيِّ

پاک ہے غالب بے پرواہ

سُبْحَانَ الْغَفُورِ الشَّكُورِ

پاک ہے بخشنے والا قدر دان

سُبْحَانَ الْعَظِيمِ الْعَلِيمِ

پاک ہے عظمت والا علم والا

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ

پاک ہے روحانی اور روحانی بادشاہت کا مالک

سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ

پاک ہے عزت والا اور عظمت والا

سُبْحَانَ ذِي الْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ

پاک ہے دبدبہ اور قدرت والا

سُبْحَانَ ذِي الْكِبَرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ

پاک ہے بزرگی اور بڑائی والا

سُبْحَانَ السَّتَّارِ الْعَظِيمِ

پاک ہے چھپانے والا عیبوں کا عظمت والا

سُبْحَانَ الْعَالِمِ الْغَيْبِ

پاک ہے جاننے والا غیب کا

سُبْحَانَ الْحَمِيدِ الْمَجِيدِ

پاک ہے خوبیوں والا بزرگی والا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

سُبْحَانَ الْحَكِيمِ الْقَدِيمِ

پاک ہے حکمت والا قدیم

سُبْحَانَ الْقَادِرِ السَّتَّارِ

پاک ہے قدرت والا پردہ پوش

سُبْحَانَ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ

پاک ہے سننے والا جاننے والا

سُبْحَانَ الْغَنِيِّ الْعَظِيمِ

پاک ہے بے پروا عظمت والا

سُبْحَانَ الْعَلَّامِ السَّلَامِ

پاک ہے بڑا دانہ سلامتی دینے والا

سُبْحَانَ الْمَلِكِ النَّصِيرِ

پاک ہے بادشاہ مدد دینے والا

سُبْحَانَ الْغَنِيِّ الرَّحْمَنِ

پاک ہے بے پروا بڑا مہربان

سُبْحَانَ الْقَرِيبِ الْحَسَنَتِ

پاک ہے خویوں کے نزدیک

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

سُبْحَانَ الْوَلِيِّ الْحَسَنِ

پاک ہے خوبیوں کا دوست

سُبْحَانَ الصَّبُورِ السَّتَّارِ

پاک ہے بردبار عیب پوش

سُبْحَانَ الْخَالِقِ النُّورِ

پاک ہے اُجالے کا پیدا کرنے والا

سُبْحَانَ الْغَنِيِّ الْمُعْجِزِ

پاک ہے بے پروا عاجز کرنے والا

سُبْحَانَ الْفَاضِلِ الشَّكُورِ

پاک ہے کمالات والا قدردان

سُبْحَانَ الْغَنِيِّ الْقَدِيمِ

پاک ہے بے پروا قدیم

سُبْحَانَ ذِي الْجَلَالِ الْمُبِينِ

پاک ہے ظاہر بزرگی والا

سُبْحَانَ الْخَالِصِ الْمُخْلِصِ

پاک ہے بالکل بے عیب

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

سُبْحَانَ الصَّادِقِ الْوَعْدِ

پاک ہے سچے وعدے والا

سُبْحَانَ الْحَقِّ الْمُبِينِ

پاک ہے سچا ظاہر

سُبْحَانَ ذِي الْقُوَّةِ الْمَتِينِ

پاک ہے زور آور منضبوط

سُبْحَانَ الْقَوِيِّ الْعَزِيزِ

پاک ہے قدرت والا غالب

سُبْحَانَ الْعَلَّامِ الْغُيُوبِ

پاک ہے چھپی باتوں کا جاننے والا

سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ

پاک ہے وہ زندہ جو نہیں مرتا

سُبْحَانَ السَّتَّارِ الْعُيُوبِ

پاک ہے عیبوں کا چھپانے والا

سُبْحَانَ الْمُسْتَعَانَ الْغَفُورِ

پاک ہے جس سے بخشش و مدد طلب کی جاسکتی ہے

سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

پاک ہے تمام جہانوں کا پروردگار

سُبْحَانَ الرَّحْمَنِ السَّتَّارِ

پاک ہے بڑا مہربان پردہ پوش

سُبْحَانَ الرَّحِيمِ الْغَفَّارِ

پاک ہے رحم والا بخشنے والا

سُبْحَانَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ

پاک ہے غالب بہت عطا کرنے والا

سُبْحَانَ الْقَادِرِ الْمُقْتَدِرِ

پاک ہے قدرت والا قدرت ظاہر کرنے والا

سُبْحَانَ ذِي الْغُفْرَانِ الْحَلِيمِ

پاک ہے بخشنے والا بُردبار

سُبْحَانَ الْمَالِكِ الْمُلْكِ

پاک ہے بادشاہی کا مالک

سُبْحَانَ الْبَارِئِ الْمُصَوِّرِ

پاک ہے پیدا کرنے والا صورت بنانے والا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

سُبْحَانَ الْعَزِيزِ الْجَبَّارِ

پاک ہے غالب زبردست

سُبْحَانَ الْجَبَّارِ الْمُتَكَبِّرِ

پاک ہے زبردست بڑائی کرنے والا

سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ

پاک ہے اللہ اس چیز سے جو شرک بیان کرتے ہیں

سُبْحَانَ الْقُدُّوسِ السَّبُّوحِ

پاک ہے نہایت پاک بڑی پاکی والا

سُبْحَانَ رَبِّ الْمَلَكَةِ وَالرُّوحِ

پاک ہے فرشتوں اور روح کا رب

سُبْحَانَ ذِي الْأَلَاءِ وَالنِّعَمَاءِ

پاک ہے بخشش اور نعمتوں والا

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمُقْصُودِ

پاک ہے بادشاہ دنیا کا مقصد

سُبْحَانَ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ

پاک ہے رحمت کرنے والا احسان کرنے والا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

آدَمُ صَفِيُّ اللَّهِ

آدم علیہ السلام اللہ کے صفی (برگزیدہ) ہے

نُوحٌ نَجِيُّ اللَّهِ

نوح علیہ السلام اللہ کے نجی (ہمراز) ہے

إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ اللَّهِ

ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل (دوست) ہے

إِسْمَاعِيلُ ذَبِيحُ اللَّهِ

اسماعیل علیہ السلام اللہ کے ذبیح (اس کی راہ میں) ہے

مُوسَىٰ كَلِيمُ اللَّهِ

موسیٰ علیہ السلام اللہ کے کلیم (ہمکلام) ہے

دَاوُدُ خَلِيفَةُ اللَّهِ

داؤد علیہ السلام اللہ کے خلیفہ ہے

عِيسَىٰ رُوحُ اللَّهِ

عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی روح ہے

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُورِ

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی مخلوق میں سب سے بہترین مخلوق پر اور اس کے

عَرْشِهٖ وَزِينَةِ فَرْشِهٖ اَفْضَلِ الْاَنْبِيَاءِ

عرش کا نور اور اس کے فرش کی زینت اور تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل

وَالْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا وَ سَنَدِنَا وَ شَفِيعِنَا

ہیں جو ہمارے سردار اور ہمارے سہارے اور ہمارے شفیع اور

وَحَبِيبِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ

ہمارے حبیب اور ہمارے آقا محمد ﷺ ہیں اور آپ کی تمام آل اور تمام

اَصْحَابِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ

اصحاب پر بھی اور آپ کے گھر والوں پر اور آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد پر

اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

تمام پر رحمت ہو اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے

اَنْتَ وَلِيّ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوْفِّقْنِیْ

(اپنی رحمت سے ہماری دعا قبول فرما) تو ہی میرا آخرت اور دنیا میں کارساز ہے مجھ کو اپنا

مُسْلِمًا وَ الْحَقِّقْنِیْ بِالصَّلٰحِيْنَ ۝

فرمانبردار بنا کر موت دے اور نیکوکاروں میں شامل فرما

حسب ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا

- (۱) غنیۃ الطالبین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
- (۲) بُیان الموشید حضرت سیدنا شیخ احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ
- (۳) احیاء العلوم حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- (۴) کیمیائے سعادت حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- (۵) ملفوظات مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مولانا شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- (۶) نفحات الانس حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- (۷) پنچ گنج حضرت سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ
- (۸) تذکرۃ الاولیاء حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
- (۹) ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر حضرت بدر اسحاق رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۰) فوائد الفواد حضرت امیر علاء سنجر رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۱) کلام افضل حضرت سید شاہ غلام افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۲) افضل الکرامات معہ کرامات سروری حضرت سید درویش محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۳) سیر الاولیاء سید محمد بن مبارک کرمانی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۴) مشکوٰۃ النبوت حضرت سید شاہ غلام علی قادری رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۵) افضل الہدایات حضرت خواجہ سعادت حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۶) ہجۃ الاسرار حضرت امام ابوالحسن شطنو فی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۷) کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ